التحفة الرحمانية

فی شرح المقدمة الجزرية

شارح مولانا قاری عباس احمد محمدی بہبودوی

ویلیہ

الکلمات الخیریة

فی الاصوات اللغویة

www.KitaboSunnat.com

تالیف

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی

الهادی
للنشر والتوزیع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

اَلتُّحْفَةُ الرَّحْمَانِيَّةُ

فِيْ شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ الْجَزَرِيَّةِ

شارح

مولانا قاری عباس احمد محمدی بہبودوی

ویلیہ

اَلْكَلِمَاتُ الْخَيْرِيَّةُ

فِي الْأَصْوَاتِ اللُّغَوِيَّةِ

مترجم وشارح

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی

ناشر

دارالعلوم الباقیات الصالحات ، سلطان آباد ، آدینہ ، صوابی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مولانا قاری عباس احمد محمدی کی قلم سے المقدمۃ الجزریۃ کی آسان، عام فہم اور سلیس اُردو زبان میں لکھی گئی شرح

مُسمّٰی بہ

اَلتُّحفَةُ الرَّحمَانِيَّةُ

فِیْ شَرحِ الْمُقَدِّمَةِ الْجَزَرِيَّةِ

شارح

مولانا قاری عباس احمد محمدی

(بہبودی، حضرو، ضلع اٹک)

ناشر

دار العلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، آدینہ، صوابی

03185444638 03018355005(وٹس ایپ)

ziasalihadina83@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

کتاب کا نام:

اَلتُّحْفَةُ الرَّحْمَانِيَّةُ فِي شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ الْجَزَرِيَّةِ

شارح:

مولانا قاری عباس احمد محمدی

تقدیم و تصمیم:

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی

کمپوزنگ:

مولانا قاری ضیاء اللہ عظیم زئی ادینوی

ڈیزائننگ:

مولانا محمد قاسم عظیم زئی ادینوی

طباعت:

باراول، جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ = دسمبر ۲۰۲۳ء

مطبع:

عظیم زئی پرنٹنگ سروس ادینہ (صوابی)

ناشر:

دار العلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، اَدینہ، صوابی

03185444638 03018355005(وٹس ایپ)

ziasalihadina83@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرس عناوین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	مقدمہ از مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی	۷
۲	حالات مصنف: مولانا قاری عباس احمد محمدی	۹
۳	کلمات تبرک از استاذ محترم قاری نجم الصحیح تھانوی صاحب زید مجدہ	۱۱
۴	۱۔ المقدمۃ الجزریۃ	۱۲
۵	مبادیات، مخارج الحروف۔	۲۳
۶	حروف کی قسمیں	۲۴
۷	حرکات کی قسمیں	۳۴
۸	دانتوں اور داڑھوں کے متعلق تفصیل	۳۷
۹	تالو	۳۷
۱۰	ہونٹ کے حصے	۳۸
۱۱	زبان کے حصے	۳۹
۱۲	اصول مخارج	۴۰
۱۳	۲۔ مخارج الحروف	۴۱
۱۴	مخرج معلوم کرنے کا طریقہ	۴۳
۱۵	الف اور ہمزہ میں فرق	۴۳
۱۶	لہات کی تعریف	۴۶
۱۷	ضاد کے نام	۵۰

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۸	۳۔صفات الحروف	۶۴
۱۹	صفات الحروف کی مزید تشریح	۶۶
۲۰	حروف حافیہ	۷۸
۲۱	۴۔التجوید	۸۳
۲۲	تلاوت کے محاسن	۹۲
۲۳	۵۔اِستعمالُ الحروفِ (حروف کے ادا کرنے کے طریقے)	۹۵
۲۴	قلقلہ کے اقسام	۱۰۰
۲۵	راء کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے	۱۰۱
۲۶	لام کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے	۱۱۱
۲۷	استعلاء واطباق وغیرہ کا بیان	۱۱۲
۲۸	ادغام کا بیان	۱۱۹
۲۹	باب الادغام کی مزید تشریح	۱۲۰
۳۰	ادغام کی قسمیں	۱۲۳
۳۱	سکتہ	۱۲۷
۳۲	۶۔الضّادُ والظاء	۱۲۸
۳۳	ضاد وغیرہ کی ادا میں احتیاط وتنبیہات کا بیان	۱۴۰
۳۴	۷۔اَحکامُ المیم والنُّونِ	۱۴۲
۳۵	باب احکام النون والمیم المشددتین والمیم الساکنۃ کی مزید تشریح	۱۴۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۶	۸۔ اَحْکَامُ الْمَدِّ	۱۵۱
۳۷	۹۔ اَلْوَقْفُ وَالِابْتِدَاء	۱۶۱
۳۸	۱۰۔ اَلْمَقْطُوعُ وَالْمَوْصُولُ	۱۷۴
۳۹	۱۱۔ اَلتَّاءُ وَالْهَاءُ	۱۹۰
۴۰	۱۲۔ هَمْزَةُ الْوَصْلِ	۱۹۹
۴۱	۱۳۔ اَلْوَقْفُ عَلٰى اَوَاخِرِ الْكَلِمِ (روم اور اشمام کا بیان)	۲۰۳
۴۲	۱۴۔ اَلْخَاتِمَة	۲۰۵
۴۳	جامع قراءات النظم	۲۰۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ:

الحمد للّٰہ الذی انزل الفرقان علٰی افصح العرب و شرّفنا بحفظہٖ و تلاوتہٖ بالادب والصلوٰۃ والسلام علٰی رسولہٖ الذی امرنا بقراءتہٖ و تجویدہٖ بلحون العرب و علٰی اٰلہٖ و اصحابہٖ الذین نہضوا لخدمۃ کتابہ اصّح الکتب فجاھدوا فی تجویدہٖ و اشاعتہٖ امّا بعد!

قارئین کرام! فن تجوید میں ''المقدمۃ الجزریۃ'' کی اہمیت اظہر من الشمس ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ وفاق المدارس کے علاوہ دیگر کئی اداروں میں شامل درس چلا آرہا ہے۔وقت بوقت ارباب علم و قلم نے اس کے کافی شروح لکھی ہیں۔

آپ کے ہاتھوں میں ''التحفۃ الرحمانیۃ فی شرح المقدمۃ الجزریۃ'' محترم مولانا قاری عباس احمد محمدی کی شبانہ روز محنت کا نتیجہ ہے۔آپ نے جہد مسلسل کر کے بحار علم تجوید سے موتی چن چن کر اس کتاب کو مرتب کیا ہے، جو مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہے۔

(1) ہر شعر کو واضح لکھ کر اس پر اعراب لگائیں ہیں۔

(2) ہر شعر کے بحر و وزن کی وضاحت کی ہے۔

(3) ہر شعر کا سلیس اور آسان اردو میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔

(4) ہر شعر کے ترجمہ کے ساتھ تشریح کر کے علم تجوید کے باریک نکات اور متعلقات کی وضاحت کی ہے۔

مولانا قاری عباس احمد محمدی زید مجدہ کو اللہ تعالٰی نے حسن صورت کے ساتھ حسن صوت و سیرت سے بھی نوازا ہے۔آپ کئی سالوں سے مختلف مدارس میں علم تجوید و قراءت کے دروس دے رہے ہیں۔آپ نہایت مشاق اور اپنے فن کے ساتھ بہت زیادہ مخلص ہیں۔اس سے قبل آپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفات الحروف میں ''القول المعروف'' اور قراءات عشرۃ الکبریٰ میں ''بدر السماء'' کے نام سے شاہکار تصانیف چھوڑی ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے بہت مقبولیت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس شرح کو بھی دیگر کتب کی طرح اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں، اور اسے قارئین، طلبہ، مدرسین، مصنف اور اس کے متعلقین سب کے لئے دونوں جہانوں کی بھلائی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین یارب العالمین۔

آمین آمین لست ارضٰی بواحدۃ حتّٰی اضُمُّ الیھا الفُ آمینا

قاضی محمد فاضل بن قاضی محمد امین صالح عظیم زئی ادینوی
مدیر دار العلوم الباقیات الصالحات سلطان آباد، ادینہ (صوابی)
03018355005

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حالاتِ مصنف

قاری مقری مولانا عباس احمد محمدی

آپ کا پورا نام عباس احمد بن عمر خان بن محمد خان ہے۔ آپ یوسفزئی کے معروف شاخ سعادت خیل سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت پر سعادت خیل کے جدّامجد سعادت خان کو جاملتی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب کچھ یوں ہے:

عباس احمد بن عمر خان بن محمد خان بن میر احمد بن خیداد بن غزن بن رُستم بن عدالت بن سعادت خان۔

آپ یکم دسمبر 1991 کو ضلع اٹک کے ایک علمی قصبہ بہبودی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی اسباق جامعہ رحمانیہ بہبودی میں پڑھیں۔ یہاں پر آپ نے قاری عبدالکبیر صاحب، قاری سمیع اللہ صاحب، قاری سرفراز صاحب اور قاری علی شاہ خان صاحب سے ناظرہ قرآن اور حفظ القرآن مکمل کیا۔ اور تجوید کی ابتدائی کتب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں قاری حبیب الرحمٰن صاحب سے پڑھیں، جنہوں نے 50 سال سے زیادہ عرصے تک قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھایا۔

حفظ و تجوید کے بعد جامعۃ العلوم اسلامیہ بہبودی میں داخل ہوئے اور خامسہ تک کتابیں پڑھیں۔ سادسہ دارالعلوم انوار القرآن نرشنگ ضلع مردان، موقوف علیہ مدرسہ سیف الاسلام کالوخان (صوابی) میں 2015 میں پڑھی۔ دورۂ حدیث 2016 بمطابق 1437ھ دارالعلوم قاسم العلوم خیر آباد ضلع مردان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا نجم الدین صاحب سے پڑھی۔

آپ نے 2017 میں لاہور کے مفتی حسن صاحب سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کی اور بعد ازاں قراءات سبع عشرۃ کے لئے لاہور (پنجاب) کے مدرسہ تجوید القرآن (رنگ محل)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریف لے گئے۔وہاں پر قاری نجم الصبیح تھانوی صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔آپ نے اس کے شوق کودیکھ کراس کے ساتھ بیٹوں والا معاملہ کیااورآپ روزانہ اس سے باقاعدگی کے ساتھ تین گھنٹے اجراء جمع الجمع میں سنتے تھے جس کی وجہ سے جمع الجمع میں اس کو بہت مہارت حاصل ہوئی اورآپ کے مشفقانہ رویئے نے اس کے دل پر بڑااثر کیااوراسے اس قابل بنایاکہ علمِ قراءات جیسے دقیق فن میں قلم آزمائی کی اور ''بدرالسّماء فی قراءات العشرۃ الکبریٰ'' کے نام پرایک شاہکار کتاب تصنیف کی۔اس سے پہلے آپ نے صفات لازمہ پر مبنی ''القول المعروف فی تحقیق صفات الحروف'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے بڑی مقبولیت بخشی ہے۔اس کے علاوہ جمال القرآن اور فوائد مکیہ پر حواشی لکھنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔آپ کئی سالوں سے ملک کے مختلف مدارس میں علوم قراءات وتجوید کادرس دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کے خدمات کودین کی مزید توفیق عطاء فرمائیں۔اور تصنیف وتالیف کے میدان میں آپ کی خدمات قبول فرمائیں۔اورمزید دینی خدمت کی توفیق عطاء فرمائیں۔

آمین یارب العالمین

(ادارہ)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

کلمات تبرک از استاذ محترم قاری نجم الصبیح تھانوی صاحب زید مجدہ

الحمد للّٰہِ رب العٰلمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا و مولٰنا محمدٍ وّاٰلہ و اصحابہ و ازواجہ و ذریاتہ و اھل بیتہ اجمعین۔ امّا بعد!

جامعہ لاہور الاسلامیہ (رحمانیہ) مرکز البیت العتیق کے استاذ تجوید وقراءات مولانا قاری عباس احمد محمدی، اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکتیں عطاء فرمائیں۔

قاری صاحب نے نہایت آسان انداز اور پیرائے میں المقدمۃ الجزریۃ علامہ جزریؒ کی شہرہ آفاق رسالہ کی شرح لکھی ہے۔ جو نہایت عمدہ اور طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کے فوائد بھی دوران مطالعہ آپ کے سامنے آئیں گے۔ مؤلف موصوف نے اس کو بڑی محنت کے ساتھ طلبہ کے لئے جمع کیا ہے۔ قاری صاحب نے اس میں اشعار کے بحور واوزان بھی واضح کئے ہیں، جو ان کے لئے بڑی ہی مفید چیز ہے۔ یہ نہایت مفید علمی نکات پر مشتمل ہے۔ میری گزارش ہے کہ جو بھی فن تجوید سے محبت ولگاؤ رکھتے ہیں، وہ حضرات اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔

اللہ تعالیٰ قاری صاحب کے علم و عمل اور عمر میں برکتیں عطاء فرمائے اور قاری صاحب کی کتاب کو قبولیت عامہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱۔ مُقَدِّمَة)

شعر: (۱) يَقُوْلُ رَاجِي عَفْوِ رَبٍّ سَامِعٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِيِّ الشَّافِعِي

ترجمہ: کہتا ہے امید وار سننے والے پروردگار کی معافی کا۔ محمد ابن جزری شافعیؒ

تشریح: عربی میں شعر کو "بیت" کہتے ہیں اور شعر جس میں دو مصرعے ہوتے ہیں۔ شعر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مصرع کو ایک سانس میں اور دوسرے مصرع کو دوسرے سانس میں پڑھا جائے۔

بعض نسخوں میں سامعی اثبات یاء کے ساتھ تحریر ہے۔ (لمع الفکریۃ)

علوم نقلیہ میں ناقل اور قائل کا تعارف ضروری ہے، اس لئے مصنفؒ نے پہلے اپنا نام، وطن اور مذہب بتایا۔

مصنف رحمہ اللہ کا نام محمد، کنیت (وہ نام جو ماں باپ، بیٹا، بیٹی کے متعلق بولا جاتا ہے) جیسے ابو حمزہ، ام حمزہ، ابن حمزہ، بنت حمزہ وغیرہ۔ ابوالخیر لقب (وہ نام جو کسی اچھائی یا برائی کے سبب پڑ گیا ہو، جیسے قاری صاحب، حافظ صاحب، برائی کی مثال جیسے چور، قاتل وغیرہ) شمس الدین۔

پورا نام: ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف المعروف ابن الجزریؒ ہے۔

ابن الجزری: یہ جزیرہ ابن عمر کی طرف منسوب ہے جو بلاد مشرق میں واقع ہے۔ ابن عمر سے مراد صحابی نہیں جیسا کہ بعض کو وہم ہوا ہے۔ بلکہ یہ عبدالعزیز بن عمر بن قعیدی ہے۔ چونکہ انہوں نے اس شہر کو آباد کیا تھا، اس لئے ان کی طرف منسوب ہے۔ (لمع الفکریۃ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الشافعی: بعض حضرات نے بنو شافع کے قبیلے سے اور بعض نے نسب کی رو سے شافعی لکھا ہے (یعنی امام شافعی رحمہ اللہ کی اولاد میں سے تھے) مگر احمد الجزریؒ اپنی شرح میں الشافعی کا مطلب شافعی المذہب ہونا تحریر فرماتے ہیں۔

خلاصہ: مصنفؒ نے پہلے مصرع میں تواضع کو اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید باندھی ہے، اور دوسرے مصرع میں اپنا نام، وطن اور مذہب بیان کیا ہے۔ یعنی اپنا تعارف بیان کیا ہے۔

حاشیہ: و جآءت منظومة المقدمة على بحر (الرَّجَز) و هو اكثر بحور الشعر استخداماً فی المنظومات التعليمية، و لعل الذی دفعهم الى ذٰلک سهولة الرجز، و ما فی ترک القافية الموحدة من يسر، و يتألف بحر الرجز من ست تفعيلات من : مُستَفعِلُن فی صورته التامة، و قد يدخل تغييراو حذف فی حركات التفعيلة اوحروفها ، فيجوز فی هٰذاالبحر ان يدخله (الخَبنُ) و هو حذف الحرف الثانی الساكن، فتصير تفعيلة مُتفعِلُن و يجوز ان يدخله (لاطٌ) وهو حذف الحرف الرابع الساكن فتصير تَفعِيلَة (مستفعِلُن) فاذا اجتمع الخبن والطی سمی الخَبَل فَتَتَحول (مُستَفعِلُن) اِلٰی متعِلُن وهو قليل لما يودی اليه من ثقل۔

و من امثلة تلک التغييرات قوله: مخارج الحروف سبعة عشر ــــ على الذی يختاره من اختبر و هٰذا التقطيره العروضی: مخارِجُل/ حُرُوْفِسَبْ/ عَتَعَشَرْ عَلَلَذِیْ/ يَخْتَارُ هُوْ/ مَنِختَبَر۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مُتَفعِلُن / مُتَفعِلُن / متَعِلُن / مُتَفعِلُن / مُستَفعِلُن / مُتَفعِلُن

محرری التجوید والمواقف وما الذی رُسِمَ فی المصاحف

مُحَرْرِرِل / تَجوِیدِوَل / مَوَاقِفِی وَمَلْلَذِی / رُسِمَفِل / مَصَاحِفِی۔

مُتَفعِلُن / مُستفعِلُن / مُتَفعِلُن / مُتَفعِلُن / مُتَعِلُن / مُتَفعِلُن

حاشیہ: یَقُوْلُ رَاجِی عفوِ رَبٍّ سَامِعِی مُحَمَّدُ بنُ الجَزَرِیِّ الشَّافِعِی

یَقُوْلُ رَا / جِی عَفْوِرَب / بِنسَامِعِی، مُحَمَّدُب / نُلجَزَرِی / یِشْشَافِعِی

مُتَفعِلُن / مُستَفعِلُن / مُستَفعِلُن / مُتَفعِلُن / مُفْتَعِلُن / مُستَفعِلُن

بعض اشعار کا وزن ان اوزان کے ساتھ نہیں آرہا، ان کے لئے متن الکافی وغیرہ کتب کا مطالعہ کیا جائے۔

شعر: (۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی نَبِیِّهٖ وَمُصطَفَاہ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور رحمت نازل فرمائیں اپنے نبی اور اپنے چنے ہوئے پر۔

تشریح: نَبِیِّهٖ وَمُصطَفَاہ کی ضمیروں کا مرجع لفظ اللہ ہے۔

شبہ: مصنفؒ بسم اللہ کیوں نہیں لائے؟

جواب: اس کے دو جواب ہیں۔

جواب (1): ابتداء کی حدیث میں "لَم یُبدَء فِیهِ بِبِسمِ اللّٰهِ" اور "بِحَمدِ اللّٰهِ" اور "بِذِکرِ اللّٰهِ" تینوں آئے ہیں، اس سے یہ شبہ رفع ہو جاتا ہے کہ ابتداء تو ایک ہی چیز ہو سکتی ہے "بِسمِ اللّٰهِ" سے کرلو خواہ "اَلحَمدُ لِلّٰهِ" سے اور حدیث میں دونوں سے ابتداء کرنے کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذکر آیا ہے، پھر دونوں پر ایک ہی وقت میں کس طرح عمل ہو سکتا ہے۔اس کے جواب میں یہ کہنے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ

ابتداء کی قسمیں: ابتداء کی تین قسمیں ہیں: (1) حقیقی (2) اضافی (3) عرفی

(1) حقیقی: کسی شے کا بالکل شروع میں ہونا، ابتداء حقیقی کہلاتا ہے۔

(2) اضافی: کسی سے پہلے اور کسی کے بعد ہونا

(3) عرفی: مقصد سے پہلے ہونا۔

جواب (2): ممکن ہے کہ ناظمؒ نے ابتداء میں "بِسْمِ اللّٰهِ" پڑھ لی ہو، لیکن لکھ کر کتاب کا جز نہ بنائی ہو۔ کیونکہ حدیث میں "لَمْ يُبْدَءْ" آیا ہے نہ کہ "لَمْ يَكْتُبْ" ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ صلوۃ وسلام کو جمع کرنا افضل ضرور ہے لیکن کسی ایک پر اکتفاء کر لینا بغیر کسی کراہت کے جائز ہے۔اور سلف کی ایک جماعت بھی اسی پر ہے۔امام مسلمؒ اپنی کتاب الجامع الصحیح مسلم میں اور امام ولی اللہ ابو القاسم شاطبیؒ حرز الامانی اور قصیدہ رائیہ میں صرف صلوۃ لائے ہیں۔

نبی: وہ کامل ترین انسان ہے جس کی طرف وحی کی گئی ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائے ہوں، خواہ اسے نئی کتاب اور نئی شریعت ملی ہو یا نہ ملی ہو۔

رسول: وہ کامل ترین انسان ہے، جس کی طرف وحی کی گئی ہو اور اس نے خدا تعالیٰ کے احکام اس کے بندوں تک پہنچائے ہوں، اور اسے نئی شریعت اور نئی کتاب بھی ملی ہو۔

ممکن ہے کہ "مصطفاہ" سے رسالت کی صفت مراد ہو، چنانچہ "اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ" (سورۃ الحجر ع[10]) میں بھی "اصطفاہ" رسالت کے لئے چُن لینے کے معنی میں ہے۔اور مسلم کی روایت "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كِنَانَةَ۔۔۔۔" میں جو "اصطفیٰ" ہے، وہ برتری اور بلندی کے لئے چن لینے کے معنی میں ہے۔ پس آیت اور روایت میں تضاد نہیں ہے۔

خلاصہ: دوسرے شعر میں حمد وصلوٰۃ کا بیان ہے۔

شعر: (۳) مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ۔۔۔ وَمُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ مَعْ مُحِبِّهٖ

ترجمہ: محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر اور قرآن پڑھانے والوں پر اس قرآن کی محبت رکھنے والوں سمیت۔

تشریح: "اٰلِهٖ" اور "صَحْبِهٖ" کی ضمیروں کا مرجع لفظ محمد ﷺ ہے، اور "مُحِبِّهٖ" کی ضمیر کا مرجع قرآن یا "مُقْرِئِ الْقُرْاٰنِ" ہے۔

محمد: وہ ذات جس میں عمدہ عادات کثرت سے پائی جاتی ہوں، اور آپ ﷺ کے لئے یہ نام ولادت کے ساتویں روز آپ ﷺ کے جدامجد (دادا) عبدالمطلب نے تجویز کیا تھا۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے یہ نیا نام کس مصلحت سے رکھا ہے، کیونکہ آپ کے بڑوں میں اور آپ کی قوم میں یہ نام کسی کا بھی نہیں ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ نام اس امید پر رکھا کہ زمین و آسمان میں ان کی (محمد ﷺ) کی تعریف ہو۔ چنانچہ ان کی نیت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس طرح پوری کردی۔ (الدقائق المحکمۃ/صفحہ 26)

آل کے معنی: آل کے معنی کے بارے میں تین اقوال ہیں۔

(1) نبی ﷺ کے قرابت دار اور آپ ﷺ کے گھرانے کے افراد ہیں۔

(2) وہ مومنین جو ہاشم کی یا عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہوں۔

(3) امت کے وہ تمام حضرات جو آپ ﷺ کے فرماں بردار ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صحابی: صحابی وہ ہے جو ایمان اور نبی کریم ﷺ کی زیارت اور صحبت دونوں چیزوں سے مشرف ہوئے ہوں اور پھر دین نہ بدلا ہو اور ایمان ہی پر خاتمہ ہو گیا ہو۔ (لمع الفکریۃ)

مقرئ القرآن: وہ تمام تابعین وغیرہ مراد ہیں جو قرآن کے معلم ہوئے ہیں، مع محبہ یعنی محب قرآن پر بھی رحمتیں ہوں، خواہ قاری ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ آدمی جس سے محبت کرے گا اسی کے ساتھ شمار ہو گا۔ (الحواشی المفہمۃ)

خلاصہ: تیسرے شعر میں محمد ﷺ کی آل اور آپ ﷺ کے صحابہ اور مقرئ القرآن اور محبین قرآن پر صلوۃ (درود) کا بیان ہے۔

شعر: (۴) وَبَعْدُ اِنَّ هٰذِهٖ مُقَدِّمَه فِيْمَا عَلٰى قَارِئِهٖ اَنْ يَّعْلَمَه

ترجمہ: اور بعد (حمد و صلوۃ کے) تحقیق یہ مقدمہ ہے جو ان چیزوں میں ہے جن کا جاننا اس (قرآن) کے پڑھنے والے پر ضروری ہے۔

تشریح: ''قَارِئِهٖ'' کی ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ ''يَعْلَمَه'' کی ضمیر کا مرجع فیما میں ما موصولہ کی طرف راجع ہے۔

اگر خطبہ ''الحاقیہ'' ہے (یعنی اگر قصیدہ لکھنے کے بعد شامل کیا گیا ہے) تب تو ''هٰذِهٖ'' میں ان مضامین کی طرف اشارہ ہے جو قصیدہ میں درج اور خارج میں موجود ہیں۔ اور اگر خطبہ ابتدائیہ ہے (جو شروع ہی میں لکھا جاتا ہے) تو اس سے ان مضامین کی طرف اشارہ ہو گا جو ناظمؒ کے ذہن میں موجود تھے۔ ''هٰذِهٖ'' کا مشار الیہ اَلْاَرْجُوْزَةُ مقدر ہے۔ ''اُرْجُوْزَة'' رجز سے ہے، رَجَز کی بحر مستفعلن چھ مرتبہ آتا ہے مزید تفصیل کے لئے جواہر النقیہ دیکھ لیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ بَعْدُ: حمد وصلوٰۃ کے بعد اما بعد کہنا سنت ہے۔ عبدالقاھر الرھاوی سے روایت ہے کہ چالیس صحابہ سے مع سند کے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ اس کو اپنے خطبوں اور خطوط میں استعمال فرماتے تھے، لیکن یہاں وزن کے سبب وبعدُ پر اکتفاء کیا۔ (الفکریۃ)

الْمُقَدِّمَة: بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ الْمُقَدِّمَة ہے دال کے کسرہ کے ساتھ اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ الْمُقَدَّمَة ہے دال کے فتحہ کے ساتھ۔

مقدمہ کی قسمیں: معنوی اعتبار سے مقدمہ کی دو قسمیں ہیں:

(1) مقدمۃ الکتاب (2) مقدمۃ العلم

(1) مقدمۃ الکتاب: مقدمۃ الکتاب سے کسی کتاب کے وہ ابتدائی مسائل مراد ہوتے ہیں جو اس کتاب کے افہام و تفہیم میں موقوف علیہ کی حیثیت رکھتے ہوں۔

(2) مقدمۃ العلم: مقدمۃ العلم میں کسی کتاب کے نہیں بلکہ کسی مخصوص علم یا فن کے مبادیات اور موقوف علیہ اصولوں کا ذکر ہوتا ہے۔

بعض شروحات میں لکھا ہے کہ یہاں مقدمۃ العلم اور مقدمۃ الکتاب کوئی بھی مراد نہیں، بلکہ یہ کتاب کا نام ہے۔ جواھر النقیۃ میں ہے کہ یہاں مقدمۃ العلم ہی مراد ہے اور ان یعلمہ سے اسی طرف اشارہ ہے، یعنی اس کتاب میں علم قراءت کے موقوف علیہ مسائل (تجوید) اوقاف اور رسم الخط کے ضروری مسائل کا بیان ہوگا۔ ملا علی قاریؒ نے اس موقع پر اس بات کی تردید کی ہے کہ یہ مقدمہ مقدمۃ العلم یا مقدمۃ الکتاب ہے اور پھر خود ہی مقدمۃ القراءت ہونے پر اشارہ فرمایا ہے۔

کیا قراءت علمی فنون میں سے ایک فن نہیں ہے؟ پھر مقدمۃ العلم ہونے کا انکار کیوں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فِيمَا عَلٰى قَارِئِهٖ: یہاں جنس قاری مراد ہے۔یعنی ساری دنیا کے قرّاء کے لئے ان مسائل کا جاننا ضروری ہے جو اس رسالے میں بیان کئے گئے ہیں۔(جواہر عزیزیہ)

خلاصہ: چوتھے شعر میں کتاب کا نام اور جن باتوں کا جاننا ضروری ہے، انہیں بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۵) اِذْ وَاجِبٌ عَلَيهِمْ مُحَتَّمٌ قَبْلَ الشُّرُوْعِ اَوَّلًا اَنْ يَّعْلَمُوْا

ترجمہ: اس لئے کہ ان (قرآن پڑھنے والوں) پر ایسا واجب ہے جو ضروری (اور لازم) کیا ہوا ہے کہ (قرآن) کے شروع کرنے سے پہلے اول ہی میں معلوم کرلیں۔

تشریح: عَلَيهِمْ کی ضمیر جمع فِيمَا عَلٰى قَارِئِهٖ میں قاری کی طرف راجع ہے۔ اور جمع اس لئے ہے کہ قاری سے بطور جنس افراد کثیر مراد ہیں۔

واجب سے کون سا وجوب مراد ہے؟ آیا عرفی اور اصطلاحی جس کا کرنا ضروری اور ترک کرنا غیر مستحسن اور ناپسندیدہ ہوتا ہے یا فقہی اور شرعی کہ جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہوتا ہے۔

بعض شروحات میں ہے کہ یہاں وجوب عرفی مراد ہے وجوب شرعی نہیں۔التقدمۃ الشریفیۃ میں ہے کہ اظہر یہ ہے کہ اس سے عرفی اور اصطلاحی وجوب مراد لیا جائے، اس لئے کہ یہ مسلم ہے کہ ناظمؒ نے جتنی چیزیں اس مقدمہ میں بیان فرمائی ہیں، ان سب کی رعایت شرعًا واجب نہیں بلکہ ان میں سے کچھ چیزیں واجب اور کچھ مستحب ہیں۔ وجوب کا تعلق تو صرف مخارج اور صفات ہی سے ہے۔ باقی چیزیں مستحب اور مستحسن ہیں۔ قرّاء کو ان کا اہتمام بھی کرنا ہی چاہئے۔ ہاں اگر اس وجوب سے وجوب علی الکفایۃ مراد لے لیں تو اس صورت میں شرعی وجوب بھی مراد ہو سکتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس لئے کہ یہ شرعاً بھی ضروری ہے کہ امت میں ہر وقت ایسے افراد موجود رہنے چاہئے جو تجوید وقراءت اور وقف ورسم کے تمام مسائل سے واقف ہوں۔

خلاصہ: پانچویں شعر کے پہلے مصرع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ چوتھے شعر میں جن باتوں کو ضروری کہا گیا، اس کی وجہ کیا ہے۔اور دوسرے مصرع میں ان ضروری باتوں کو جاننے کا وقت بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(٦) مَخَارِجَ الْحُرُوْفِ وَالصِّفَاتِ لِيَلْفِظُوْا بِأَفْصَحِ اللُّغَاتِ

ترجمہ: حروف کے مخارج اور صفات کو تاکہ (قرآن کے حروف کو) عمدہ ترین لغت کے موافق ادا کر سکیں۔

تشریح: مخارج اور صفات کا بیان آگے آرہا ہے۔ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ صحیح نسخے میں "لِيَنطِقُوا" ہے (یہ بھی پہلے لفظ یعنی "لِيَلفِظُوا" کا ہم معنی لفظ ہے) اور علامہ جزری کے سامنے جو نسخہ آخری بار پڑھا گیا اس میں "لِيَنطِقُوا" ہی ملتا ہے۔"لِيَلفِظُوا" مخطوطات اور اکثر شروحات کے موافق ہے۔ بعض شروحات میں ہے کہ افصح اللغات سے مراد لغت عربی ہے یا لغت قریش مراد ہے۔اس لئے کہ یہ عرب کے تمام لغات میں سے عمدہ ترین ہے، اور قرآن مجید اسی میں نازل ہوا ہے۔اور آپ ﷺ عربی بھی ہیں، قریشی اور ہاشمی بھی۔ شیخ القراء والمجودین حضرت قاری المقری اظہار احمد تھانویؒ فرماتے ہیں کہ افصح اللغات سے لغت قریش مراد لینا (جیسا کہ بعض شراح نے بطور احتمال مراد لیا ہے) صحیح نہیں۔لغت قریش کا تقابل دیگر قبائل عرب کی لغات سے باب قراءت میں توزیر، بحث آیا ہے، مگر تجوید کو جو ایک طریق ادا کا نام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، اس تقابل میں لانے کا کیا مقصد؟ کیا دیگر قبائل عرب کو مخارج اور صفات کی ادا میں قریش سے کوئی اختلاف تھا؟

الحواشي المفهمة میں ہے کہ افصح اللغات سے لغت عرب مراد ہے۔

خلاصہ: چھٹے شعر میں مخارج اور صفات اور ان کے جاننے کی وجہ بیان کی ہے۔(فصیح ترین لغت سے عربی زبان مراد ہے)

شعر: (۷) مُحَرِّرِی التَّجْوِیْدِ وَالْمَوَاقِفِ وَمَا الَّذِی رُسِّمَ فِي الْمَصَاحِفِ

ترجمہ: اس حال میں کہ وہ تجوید کے ماہر ہوں، اور وقف کے موقعوں کے اور اس (رسم) کے جو لکھا گیا ہے مصاحف (عثمانیہ) میں۔

تشریح: التحرير: التحقيق للشيء والامعان فيه من غير زيادةٍ و لا نقصان، اخذًا من تحرير الوزن۔(الحواشی الازهرية)

تجوید کے لغوی معنی (اَلْاِتْيَانُ بِالْجَيِّدِ) یعنی کسی کام کو عمدہ کرنے اور سنوارنے (درست کرنے) کے ہیں۔ مجودین کی اصطلاح میں تجوید کی تعریف یہ ہے کہ حرفوں کو ان کے مخارج مقررہ سے مع جمیع صفات لازمہ اور عارضہ کے بغیر کسی تکلف کے آسانی کے ساتھ ادا کرنا۔ (ضوابط النبلاء التجويد للشيخ عبد المعبودؒ) وقف وابتداء کے مواقع کی تشریح و تفصیل اسی مقدمہ کے باب معرفۃ الوقوف میں آگے آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ناظمؒ نے المواقف کے ساتھ المبادی ذکر نہیں کیا کیونکہ وقف کی بحث ابتداء کی بحث کو مستلزم ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ اس طرح ہے جس طرح قرآن میں تَقِيْكُمُ الْحَرَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا گیا، مراد ''الحَرُّ والبرد'' دونوں ہیں یعنی کپڑے جو تم کو گرمی سے بچاتے ہیں مگر مراد گرمی اور سردی دونوں ہیں۔

سوال: مصنفؒ نے گزشتہ شعر میں مخارج وصفات کے جاننے کو ضروری قرار دیا تو اس شعر میں محرری التجوید کا لفظ بڑھا کر تکرار سے کیوں کام لیا؟

جواب: یہ تکرار نہیں ہے کیونکہ مصنفؒ نے گزشتہ شعر میں مخارج اور صفات کے جاننے کو ضروری قرار دے دیا۔ اور اس شعر میں یہ سمجھایا کہ مخارج اور صفات کا جاننا ہی کافی نہیں بلکہ جاننے کے مطابق ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ اور صحیح ادائیگی کے ساتھ وقف وابتداء کی اغلاط سے بچنا بھی لازمی ہے۔ ''رُسِّمَ'' میں ضمیر مستتر نائب فاعل عائد الی الموصول ہے۔ اور ما زائدہ ہے۔
(التقدمۃ الشریفیۃ)

رُسِّمَ: بعض نسخوں میں بتخفیف السین یعنی رُسِمَ لکھا گیا ہے۔ رسم الخط کے معنی ہیں قرآنی کلمات کو حذف وزیادت، وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل میں لکھنا جس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ اور جو تواتر کے ساتھ نبی ﷺ سے منقول ہے۔ ان مثالوں پر غور کیجئے۔ العٰلمین، الرّحمٰن، الصّٰلحٰت، هٰؤلآء وغیرہ ان کا موجودہ رسم الخط تو رسم عثمانی کے موافق ہے کیونکہ ان میں الف لکھا ہوا نہیں ہے، اور اگر ان کو اس طرح لکھیں العالمین، الرّحمان، الصّالحات، هاؤلآء تو ان کی یہ کتابت گو تلفظ کے موافق ہے لیکن رسم عثمانی کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ ان سب میں الف لکھا ہوا ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ مصحف عثمانی کے خلاف قرآن مجید کا رسم الخط اختیار کرنا جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

المصاحف: مصحف کی جمع ہے، یہاں مصاحف سے مراد قرآن مجید کے وہ نسخے ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زیر اہتمام ان کے دور خلافت میں لکھے گئے تھے۔ وہ آٹھ صحیفے مراد ہیں جو مختلف شہروں میں روانہ کئے تھے۔(1) بصرہ (2) کوفہ (3) دمشق (4) مکہ (5) یمن (6) بحرین (7) مدینہ (8) مصحف الامام یعنی جو مصحف عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا۔ مصاحف کی تعداد میں اختلاف ہے۔ یعنی آٹھ یا چھ، پانچ۔

خلاصہ: ساتویں شعر میں ضروری باتوں میں سے تجوید، وقف اور رسم کو بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۸) مِنْ كُلِّ مَقْطُوْعٍ وَّ مُوْصُوْلٍ بِهَا وَتَآءِ اُنْثٰى لَمْ تَكُنْ تُكْتَبْ بِهَا

ترجمہ: یعنی تمام وہ کلمات جو مقطوع اور موصول لکھے گئے (مصاحف عثمانیہ) میں اور وہ تاء تانیث جو ھاء کی (گول) شکل میں نہیں لکھی گئی۔ (بھا کی ضمیر کا مرجع مصاحف ہے) اور لَم تَكُن تُكتَبْ بِهَا میں ھا ضمیر نہیں ہے۔

تشریح: اس شعر میں حضرت ناظمؒ یہ نشاندہی فرما رہے ہیں کہ رسم الخط کے دو جزوں پر رسالہ ھٰذا میں بحث کی جائے گی۔ اوّلاً کلمات مقطوعہ اور موصولہ اور ثانیاً تائے تانیث جن کا بیان شعر نمبر 79 سے شروع ہوگا۔ یعنی رسم الخط کے جمیع اصول کا بیان اس کتاب میں نہیں ہوگا۔

مبادیات، مخارج الحروف

حرف کی تعریف: وہ آواز جو کہ مخرج محقق یا مقدر پر اعتماد کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

سوال: الف اور ہمزہ کے شروع میں ان کے مسمی کیوں نہیں آرہے ہیں؟

جواب: الف کا کوئی ایسا نام تجویز نہیں کیا جاسکا کہ جس کے شروع میں الف ہو کیونکہ الف کے نام کی ابتداء میں الف کا آنا ناممکن ہے۔ لیکن الف کے نام کا ہمزہ سے شروع ہونا اس بات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل نہیں کہ حرف الف کی ہی نفی ہو جائے۔ بلکہ بطور مجاز اس وجہ سے کہ ہمزہ شروع کلمہ میں ہمیشہ بصورت الف ہی لکھا جاتا ہے۔ گو اس کے شروع میں الف کی آواز نہیں لیکن کتابت میں یہ اس کی مثل ہے۔ اس کے علاوہ مبداء صوت کے اعتبار سے مخرج سے بھی فی الجملۃ تعلق ہے۔ کیونکہ الف کا مخرج منہ کا خلاء، ہمزہ کے مخرج اقصٰی حلق ہی سے شروع ہوتا ہے۔

ہمزہ اصل میں اَمْزَۃٌ تھا، شروع کے ہمزہ کو ھاء سے بدل لیا گیا۔ ھاء اور ہمزہ چونکہ ہم مخرج ہیں، اس لئے بعض مواقع پر اہلِ زبان ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل لیتے ہیں۔ مثلاً اھرَاق (خون بہانا) اصل میں اِءْزَاق ہے، مَآء اصل میں مَاہ ہے۔

حروف کی قسمیں:

حروف کی دو قسمیں ہیں۔ (1) مبانی حروف (2) معانی حروف

(1) مبانی حروف: الف سے لے کر یاء تک تمام حروف کو مبانی کہتے ہیں۔ یعنی وہ حروف جن سے کلمات تشکیل پاتے ہیں، ان کو حروف مفردہ بھی کہتے ہیں، اور ان کو تہجی جو کہا جاتا ہے، یہ تو مجازاً کہا جاتا ہے۔

(2) معانی حروف: وہ کلمہ جو بغیر دوسرے کلمہ سے ملے ہوئے معانی نہ دے، ان کا نام حروف المعانی ہے۔ جیسے اِنَّ، اَنَّ، اِن، فِی، عَن وغیرہ

مبانی کی قسمیں: مبانی کی دو قسمیں ہیں: (1) اصلیہ (2) فرعیہ

(1) اصلیہ: اصلیہ وہ ہیں جن کا مخرج ایک ہی ہو جیسے حلقیہ، جوفیہ، شجریہ، لہاتیہ، حافیہ وغیرہ۔ (مرشد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) فرعیہ: فرعیہ وہ ہیں جن کا مخرج دو اصلی حرفوں کے درمیان ہو، یعنی کچھ حصہ آواز کا ایک حرف سے اور کچھ حصہ دوسرے حرف کی آمیزش سے نکلے۔

ملا علی قاریؒ نے فرعیہ کی تعریف یوں کی ہے کہ وہ حرف جو اپنا اصلی مخرج یا صفت ذاتیہ چھوڑ چکا ہو۔

فرعیہ کی قسمیں: فرعیہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) فرعیہ فصیحہ (2) فرعیہ غیر فصیحہ

فرعیہ فصیحہ آٹھ ہیں، جبکہ غیر فصیحہ کی کوئی عدد متعین نہیں۔ کیونکہ غیر فصیحہ تو قاری کی غلطی سے بننے والے حروف ہیں۔ اور غلطیوں کی تعداد متعین نہیں ہو سکتی۔ ان دونوں تعریفوں کی روشنی میں فرعیہ فصیحہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ہمزہ مسہلہ: ہمزہ مسهلة کالواؤ، کالالف، کالیاء۔ مثلاً ءَاَعجَمِیٌّ میں ہمزہ ثانیہ کالالف پڑھا گیا ہے۔ یعنی ہمزہ مسہلہ کو نہ تو بالکلیہ اس کے مخرج اور صفت شدت کے ساتھ ادا کرنا اور نہ ہی حرف علت کی طرح خالص جوف سے خوب نرمی کے ساتھ ادا کرنا چاہئے، بلکہ اس کو اس طرح ادا کریں کہ اس کا کچھ حصہ اقصائے حلق سے تو کچھ جوف سے بنے اور سختی و نرمی کا مجموعہ ہو۔ گویا ہمزہ اور حرف علت کے اختلاط سے پیدا ہونے والی ایک تیسری آواز کا نام تسہیل ہے۔

ہمزہ مسہلہ کو زبر کی حالت میں ہمزہ اور الف مدّہ کے اور کسرہ کی صورت میں ہمزہ اور یاء مدّہ کے اور ضمّہ کی حالت میں ہمزہ اور واؤ مدّہ کے درمیان ادا کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)الف ممالہ: وہ الف جس کو امالہ صغریٰ یا کبریٰ سے پڑھا جائے جیسے مجرھا وغیرہ۔ امالہ یعنی فتحہ کو کسرہ کی طرف اور الف کو یاء کی طرف مائل کر کے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ اگر میلان قلیل ہو تو امالہ صغریٰ ہے، اور اگر میلان زیادہ پایا گیا تو یہ امالہ کبریٰ ہے۔

فتحہ ممالہ کی وجہ فرعیت: (متردد بین الفتحۃ والکسرۃ) ہے۔

(3)لام مفخمۃ: جیسے لام اسم الجلالہ، اور بروایت ورش وہ لام مفتوحہ جو صاد، طاء، اور ظاء کے بعد واقع ہو۔ جیسے ظَلَمُوا۔

وجہ فرعیت لام مفخمہ: لام اصلی اور کچھ واؤ اصلی اس طرح دو اصلی حرفوں کے مابین دائر ہونے کی وجہ سے فرعی شمار کیا جاتا ہے۔

(4)صاد مشمہ بالزا: جیسے اِهدِنَاالصِّرَاطَ الْمُستَقِيم میں اور اَصدَقُ وغیرہ میں، کہ صاد اور زاء کے مابین ہے۔ یہ صورت روایت حفص میں نہیں ہے۔

وجہ فرعیت صاد مشمہ بالزا: اس حرف کو کہتے ہیں جو زاء اور صادِ خالصہ کی فرع ہے۔ یعنی نہ تو مکمل صاد کی آواز ہو اور نہ ہی مکمل زاء کی۔ بلکہ دونوں سے ملی جلی ایک تیسری آواز ہے، جس کو ان دونوں حرفوں کا مجموعہ کہہ سکتے ہیں۔ چونکہ یہ حرف دو اصلی حرفوں سے مل کر بنا ہے، اس لئے اس کو فرعی کہتے ہیں۔

(5)نون مخفاۃ: جیسے مِنكُم، عَنكُم وغیرہ۔

نون مخفی کی وجہ فرعیت: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نون اس کے مخرج اصلی (طرف لسان) اور مخرج مقدر (خیشوم) کے مابین دائر ہوتا ہے۔ یعنی نون مخفی کی آواز ان دو جگہوں سے مل کر نکلتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کو اصطلاح میں متردد بین المخرجین کہتے ہیں۔ یعنی نہ تو مکمل طرف لسان سے اور نہ مکمل خیشوم سے نکلے۔

(6) یاء مشمہ بصوت الواؤ: جیسے ہشام و کسائی کے یہاں قیل و غیض۔ یاء مشمہ بالواؤ روایت حفص میں نہیں ہے، البتہ دیگر روایات میں ہے جیسے قیل، غیض۔ رہا مسئلہ اس کی فرعیت کا تو چونکہ قیل اور غیض کی یاء کو اس کے مخرج (جوف، وسطِ فم) سے ادا کرتے وقت انضمام شفتین (ہونٹوں کو گول کرنا، جس سے حرف واؤ بنتا ہے) بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس یاء میں واؤ کی بو بھی آتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مشمہ بالواؤ کہتے ہیں۔

وجہ فرعیت: اس کی وجہ فرعیت یہ ہے کہ یہ یاء جوف وسط فم اور دونوں ہونٹوں کے مابین متردد ہوتی ہے، اس لئے اس کو حرف فرعی کہا جاتا ہے۔

(7) الف مفخمہ: حرف مفخم کے بعد الف مفخم جیسے قَالَ، طَالَ وغیرہ میں

(8) میم مخفاۃ یا مدغم: بقول طیبی جب میم میں اظہار ہو تو اصلی ہے اور جب ادغام یا اخفاء ہو تو فرعیہ یعنی ناقص ہے۔ (مزید تفصیل جواہر النقیہ سے) یعنی اس الف کے تلفظ میں تفخیم کی آمیزش اسے واؤ کے قریب کرتی ہے۔ جیسا کہ الف ممالہ کے تلفظ میں ترقیق کی آمیزش اس کو (یا) سے قریب کرتی ہے۔ اسی لئے الف کو اور اسی طرح لام مغلظہ متردد بین الالف الاصلیۃ والواؤ مانا گیا۔ بہر حال الف ممالہ اور الف مفخم فرع ہیں۔ الف منتصبۃ (یعنی وہ الف جو بالفتح پڑھا جائے، اس میں امالہ نہ ہو) کی۔ (نشر)

نوٹ: نہایۃ القول المفید میں ہے کہ لام مفخمہ اور نون مخفاۃ کو شرح ملا علی قاریؒ، شرح برکوی، شرح نونیہ السحاوی اور شرح القول المفید میں حروف فرعیہ میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن حلبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی شرح میں اس کو وہم کہا ہے۔ کیونکہ ان میں کسی دوسرے حرف کا شائبہ تک بھی نہیں۔ اور نہ یہ دو مخرجوں کے درمیان دائر ہیں، صرف اس قدر حقیقت ہے کہ لام، لام مغلظہ ہے اور نون، نون مخفاۃ جس کا مخرج خیشوم ہے۔ اور یہ کہنا کہ نون اس لحاظ سے فرعی ہے کہ کبھی اس کا مخرج خیشوم ہوتا ہے اور کبھی طرف لسان، حرف فرعی کی تعریف میں نہیں آتا۔ کیونکہ فرعیت یہ ہے کہ بیک وقت دو مخرجوں میں دائر ہو۔ لیکن حلبی کی رائے صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ نون مخفاۃ میں مخرج اصلی یعنی طرف لسان کا عمل گو ضعیف درجہ میں ہو، رہتا ضرور ہے۔ علماء تجوید کا یہ فرمانا کہ لا عمل للسان محققین کے نزدیک اس سے عمل محکم کی نفی مقصود ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ نون مخفاۃ میں فرعی حالت نہ مانی جائے جبکہ اس کا مخرج، اصلی اور مقدر دونوں میں بیک وقت دائر ہے۔ اسی طرح میم مخفاۃ مین بھی اخفاء کے وقت لب اور خیشوم میں آواز دائر ہوتی ہے، لہٰذا یہ بھی حرف فرعی ہوتی۔

البتہ لام مفخمہ میں اشکال ہوتا ہے، مگر اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ تفخیم کی وجہ سے لام مخرج اصلی اور (انفتاح صوت کی بجائے) انضمام صوت کے درمیان دائر ہوتا ہے۔ اور را مفخمہ کو اس ذیل میں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ راء میں اصل تفخیم ہے بخلاف لام کے، کہ اس میں اصل ترقیق ہے۔

(2) فرعیہ غیر فصیحہ: مثلاً؛ کسی حرف کو ایسا ادا کرنا کہ اس میں دوسرے حرف کی آمیزش بھی ہو، جس طرح کسی ماہر قاری کے لئے ضروری ہے کہ ہر حرف کو اس کے اپنے صحیح مخرج سے ادا کریں، تو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حرف خالص ادا ہو، نہ کہ اس میں کسی دوسرے حرف کی ملاوٹ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

راقم الحروف کے چند سال تجوید پڑھانے کے دوران طلبہ سے یہ غلطیاں صادر ہوئی تھیں، وہی غلطیاں یہاں پر لکھی جاتی ہیں۔

(1) ق میں ہمزہ کی آمیزش۔ یعنی دونوں کی ملی جلی ایک تیسری آواز۔

(2) ہمزہ میں ق کی آمیزش۔

(3) شین میں ی کی آمیزش۔

(4) کبھی کبھی ی پڑھتے وقت زبان دال کے مخرج میں لگ جاتی ہے۔

(5) ض میں راء کی آمیزش، جیسے فلیضحکوا کو فلیرحکوا پڑھنا۔

(6) ق میں تاء کی آمیزش۔

(7) ولا الضآلین سے ولا الصآلین یعنی صاد پڑھنا۔

(8) فَضْل سے فول یعنی ضاد کی جگہ واو کی آمیزش۔

(9) اغنیاء سے اقنیاء۔ غ میں ق کی آمیزش۔

(10) کَانَ سے کَادَ۔ ن میں دال کی آمیزش۔

(11) توعظون سے توعدون۔ ظ میں دال کی آمیزش، قرب کی وجہ سے۔

(12) قریب سے قدیب۔ راء میں دال کی آمیزش۔

(13) بعض طلباء "ت" پڑھتے وقت لام کے مخرج میں زبان لگاتے ہیں۔ یعنی ان کا زبان پر کنٹرول نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے زبان اوپر کی طرف لگ جاتی ہے۔

(14) بعض طلباء ز پڑھتے وقت زبان اوپر کی طرف اٹھاتے ہوئے ل یا د کے مخرج میں لگا دیتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(15) بعض طلباء ل پڑھتے وقت زبان اوپر سے نیچے کی طرف لاتے ہوئے تاء کی مخرج میں لگا دیتے ہیں۔(16) شین میں "گ" کی آمیزش۔

(17) سین میں شین کی آمیزش۔(یہ غلطی مہارت تامہ کے بغیر بالکل سمجھ میں نہیں آئے گی، جس کو بہت شوق ہو تو پھر ان شاء اللہ تعالیٰ سمجھ میں آئے گی۔)

(18) شین میں سین کی آمیزش۔

(19) نون میں لام کی آمیزش۔ جیسے کان سے کال اور یعلمون سے یعملول۔(عموماً جب حرف مدہ کے بعد ہو)

(20) لام میں نون کی آمیزش۔ جیسے فظلّلنا سے فظلّنلنا۔(اکثر جب حروف طرفیہ آپس میں اکھٹے آجائیں)

(21) ذال میں دال کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(22) دال میں ذال کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(23) ثاء میں تاء کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(24) زاء میں شین کی آمیزش (اس کا ادراک بہت مشکل ہے)۔ یا زاء میں یاء کی آمیزش۔

(25) راء پڑھتے وقت عین کی آواز نکالنا۔(راء کے مخرج پر کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے)

(26) ھاء میں یاء کی آمیزش۔(یاء متحرکہ اور ھاء میں صرف ہمس اور جہر کا فرق ہے) جیسے بِسمِ اللّٰہِ سے بِسمِ اللّٰیِ

(27) کاف میں گاف کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(28) عین میں ہمزہ کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(29) قاف میں غین کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(30) قاف میں گاف کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(31) قاف میں کاف کی آمیزش۔(قرب کی وجہ سے)

(32) حاء کو شین کے ساتھ مکس کرنا

(33) ھاء میں ہمزہ مسلہ یا گاف کی طرح آواز نکالنا۔

(34) سین میں جیم کی آمیزش۔جب سختی اور جھٹکے کے ساتھ پڑھا جائے۔

(35) ظاء میں غین کی آمیزش۔جیسے یظلمون سے یغلمون۔

(36) جب حروف طرفیہ میں سے کوئی حرف حروف حلقی کے درمیان آجائے جیسے عَنْ عِبَادَتِہٖ۔تو اکثر ن سے ل ہو جاتا ہے۔

(37) حروف طرفیہ پڑھتے وقت کبھی زبان لہاتیہ حروف میں بھی لگ جاتی ہے۔(کنٹرول نہ ہونے کی وجہ سے) جیسے انزلنا میں پہلے نون پڑھتے وقت

(38) شین اور سین میں تاء کی آمیزش۔جب چیخ کے ساتھ زور لگا کر پڑھے۔

(39) حروف لثویہ میں فاء کی آمیزش۔جیسے ثَمَّ سے فَمَّ،ظلموا سے فلموا،ذٰلِکَ سے فٰلِکَ۔

(40) بعض طلباء فاء پڑھتے وقت اوپر کے ہونٹ کو بھی حرکت دیتے ہیں۔اگر ہونٹ آپس میں مل جائیں تو میم یا باء ادا ہوتے ہیں۔

(41) ھاء مکسورہ میں شین کی آمیزش۔

(42) ضاد میں قاف کی آمیزش۔جیسے رضوان سے رقوان پڑھنا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(43) کاف میں ہمزہ کی آمیزش۔ (44) خاء میں غین، کاف، قاف یا گاف کی آمیزش۔

(45) غین میں خاء، قاف یا گاف کی آمیزش۔

(46) جیم۔ کاف، گاف، شین، یاء، زای یا دال ان سب حروف کی آواز جیم کے ساتھ مکس ہوتی رہتی ہے۔

(47) یاء میں جیم کی آمیزش۔ (48) یاء میں کاف یا گاف کی آمیزش۔

(49) یاء میں ہمزہ کی آمیزش۔ (50) ہمزہ، ہاء، عین اور حاء میں یاء کی آمیزش ہوتی ہے۔

(51) تاء میں دال کی آمیزش۔ (52) سین میں یاء کی آمیزش۔ جیسے بالْاَمْسِ

(53) کاف میں جیم کی آمیزش۔ مثلاً اللہُ اکبر میں اکبر کی جگہ اجبر پڑھتے ہیں۔

(54) اَب، اَج، اَد کے بالکل آخر میں ناک میں آواز لے جانا۔

(55) راء میں "ڑ" کی آمیزش۔

(56) ھاء مضمومہ میں واؤ کی آمیزش۔ جیسے خَتَمَ اللّٰهُ سے خَتَمَ اللّٰهُوْ

<u>اہم بات:</u> بعض طلباء کا زبان پر کنٹرول نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے زبان کو اوپر، نیچے یا دائیں بائیں پھراتے رہتے ہیں۔ یہ غلط طریقہ ہے۔ جس حرف کو ادا کرنا ہو، اسی حرف کے مخرج میں زبان لگائیں۔

<u>تعداد حروف:</u> یہ ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ چنانچہ بصریین اور جمہور علماء تجوید کے نزدیک حروف اصلیہ اُنتیس (29) ہیں تو مبرد کے یہاں اٹھائیس (28) ہیں۔ اور اس اختلاف کا مبنی یہی ہے کہ ہر حرف کے نام کے شروع میں اس حرف کی حقیقت ہوتی ہے، جیسے باء، تاء، جیم، قاف وغیرہ۔ کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں ان کا پہلا جو حرف ہے وہی حرف ان کی حقیقت ہوتا ہے۔ مگر اسم الف کے شروع میں ہمزہ ہے، لہٰذا مبرد نے الف کو مستقل حرف شمار نہ کرتے ہوئے اس کو بھی ہمزہ کہہ دیا۔

دلیل جمہور: جمہور کی طرف سے اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ اسم الف کے شروع میں اس کی حقیقت کا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ ساکن ہوتا ہے۔ اور ابتداء بالسکون محال ہے۔ نیز الف اپنے وجود میں کسی دوسرے حرف کا محتاج ہے لہٰذا جب تک کوئی دوسرا حرف نہ ہوگا تو الف بھی نہیں ہوگا۔ اس کے شروع میں الف نہیں آتا نیز لسان عرب میں ہمزہ کا الف سے ابدال خود ان دونوں میں مغایرت کی دلیل ہے کہ دونوں الگ الگ ہیں۔ نیز دونوں کے مخرج کا علٰحیدہ علٰحیدہ ہونا خود ان کے الگ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا حروف اصلیہ انتیس (29) ہیں۔ (فتح الرحمٰن)

بعض علماء نے مبرد کی رائے اٹھائیس (28) لکھی ہے، یہ صحیح نہیں ہے۔ دکتور غانم کہتے ہیں کہ ابتداء میں حروف ملفوظی (29) تھے مگر کتابت میں (28) تھے۔ خلیل ابن احمد نے ہمزہ کی شکل ایجاد کی تو مبرد کی رائے مکتوبی حروف کے بارے میں تھی، ملفوظی کے وہ بھی (29) کے قائل تھے۔

سوال: الف میں مدیت کو اصل کیوں کہا گیا؟

جواب: اس کے تین وجوہات ہیں:

(1) الف حرفِ مدّہ ہی ہوتا ہے، بخلاف واؤ اور یاء کے کہ وہ کبھی مدّہ اور کبھی غیر مدّہ ہوتے ہیں۔

(2) الف کی ادا میں کسی عضو کا عمل بالکل نہیں کیونکہ یہ ہوا ہی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اعتمادِ ٹھہراو کسی معین جگہ پر نہیں ہوتا بخلاف واؤ مدّہ اور یاء مدّہ کے۔ واؤ مدّہ قدرے انضمام شفتین سے اور یائے مدّہ میں وسطِ لسان کا دخل بہر حال موجود ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) مدّیت کے حامل حروف کی آواز پوشیدہ اور نرم ہوتی ہے۔اور یہ کیفیت تمام حروف میں سب سے زیادہ الف میں پائی جاتی ہے۔ جبکہ یاء اور واؤ میں الف کے مقابلے میں یہ کیفیت کم ہے۔

حرکات کی قسمیں: حرکات کی دو قسمیں ہیں (1) حرکاتِ اصلی (2) حرکاتِ فرعی

(1) حرکاتِ اصلی: حرکاتِ اصلی تین ہیں۔ (1) فتحہ کاملہ (2) کسرہ کاملہ (3) ضمّہ کاملہ

(2) حرکاتِ فرعی: حرکاتِ فرعی دو ہیں۔

(۱) فتحہ مماله: وہ زبر جو الف ممالہ سے پہلے ہو جیسے بُشْرٰی، النار، الکافرین، مجرٖھا وغیرہ میں امالہ کرنے والوں کے یہاں الف کو امالہ سے پڑھا جائے۔ تو ما قبل الف کی حرکت نہ خالص کسرہ ہوگی اور نہ خالص فتحہ۔ بلکہ دائر بین الفتحہ والکسرۃ ہوگی۔ اسی طرح کسائی کے یہاں تائے تانیث میں وقف کے وقت امالہ کیا جائے گا۔اور ہاء موقوفہ کے ما قبل فتحہ، کسرہ کی طرف مائل ہوگا۔

(2) حرکتِ مشممه: مثلاً قیل، غیض میں اشمام کرنے والوں کے یہاں قاف اور غین کا کسرہ دائر بین الکسر والضم ہے۔

بطور فائدہ مجہول معروف کے متعلق کچھ تفصیل لکھتے ہیں کیونکہ اس میں کوتاہی بہت ہوتی ہے۔اور اس وجہ سے بھی کہ ہو سکتا کہ اس جگہ مجہول معروف کو چھوڑ کر بعد میں اس پر کوئی کلام ہی نہ ہو، اور یہ کتاب میں رہ جائے۔

کلامِ عرب میں عموماً اور قرآن مجید میں خصوصاً حرکات یعنی فتحہ، ضمہ، کسرہ کا تلفظ معروف ولطیف اور فصیح وباریک صورت میں ہے۔ نہ کہ مجہول وشدید اور ناقص وغلیظ صورت میں۔اور معروف حرکت اس تام وپوری اور صاف حرکت کا نام ہے، جو نہایت نفیس وعمدہ، کامل وخالص، فصیح ولطیف، باریک وسبک اور ہلکی ہو۔ جس کو سامع پوری صفائی سے سمجھ لے جیسے اردو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں فَوّارہ، دُوری، کَیْل، دِہلِیْز (لام مراد ہے) کی حرکت فا کا فتحہ، دال کا ضمہ اور کاف اور لام کا کسرہ تامہ پڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح کَیف، سَوف اور نُوْر، نَبِی میں کاف اور سین کا فتحہ اور نون کا ضمہ اور باء کا کسرہ تامہ پڑھنا چاہئے۔ اس کی صحیح ادائیگی کا اصل معیار و مدار تو ماہر و مجود استاد کامل سے سننا اور بالمشافہ مشق کرنا ہے۔ کیونکہ یہ فن پورا کا پورا ادائی و کیفی اور عملی و سماعی ہے نہ کہ محض علمی و کتابی۔ البتہ ایسی حرکت کی موٹی سی علامت اور پہچان یہ ہے کہ فتحہ میں کامل انفتاح فم و صوت اور کسرہ میں کامل انخفاف فم و صوت اور ضمہ میں کامل انضمام شفتین اور ہونٹوں کی گولائی کے ساتھ بلا مبالغہ اور بلا اشباع فتحہ میں باریک الف کی اور کسرہ میں معروف یا کی اور ضمہ میں واؤ معروف کی خفیف سی بو دے کر ان کا ایسی پاکیزگی و عمدگی، لطافت و باریکی اور سلالت (روانی) و فصاحت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے کہ ان حرکات میں الف، واؤ اور یاء معروف کا نصف نصف حصہ شامل ہو۔

یہ مقصد نہیں کہ بالفعل بھی ضمہ اور کسرہ میں اشباع اور مبالغہ ہو اور ان میں کامل واؤ اور یاء معروف کی ذات کا وجود آجائے حاشا و کلّا۔

کیا سیب کی خوشبو سونگھنے سے بعینہ و بذاتہ سیب دماغ میں آجاتا ہے؟ اور کیا حلوہ کی خوشبو سونگھنے سے بعینہ حلوہ دماغ میں آجاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بس اسی طرح پیش میں واؤ معروف کی سی اور زیر میں یا معروف کی سی بو دینے کا مطلب یہ ہے کہ پیش اور زیر میں واؤ معروف اور یا معروف کی قابلیت اور قوت و صلاحیت ہو کہ پیش اور زیر کو اس طور پر باریک اور لطیف ادا کریں اگر ان کو کھینچ دیں تو ان سے واؤ اور یاء معروف پیدا ہوں نہ کہ واؤ اور یا مجہول۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معروف حرکات کو حرکات تامہ اور مجہول حرکات کو حرکات ناقصہ اور حرکات شدیدہ بھی کہتے ہیں۔ حرکات مجہولہ کی چند مثالیں یہ ہیں۔ دَوْر، کَوْنْ، مَوْجْ، عَیْبْ، سَیْرْ، مُوْمْ، چُوْرْ، بِیْلْ اور جِیْلْ (کمال الفرقان)

تنبیہ هام: عند توالی حرکات الضم فی کلمة واحدة نحو قُلُوْبُهُمْ، لَایَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ لابُد مِن استمرار ضم الشفتین حتی الانتهاء من حرکات الضم و فی اثناء هٰذا الضم یتحرک اللسان لیحقق مخارج الحروف المختلفة و لا یجوز رجوع الشفتین الیٰ وضع السکون او بسطهما قلیلًا بعد کل ضم لانهٗ لا مبرر لذٰلک لعدم وجود ساکن بعد الضم وقد اکد لی هٰذا ایضًا الدکتور الشیخ ایمن سوید لما فیه من التعسف و الکلفة فی حرکات الشفتین۔

(تیسیر الرحمٰن فی تجوید القرآن)

ترجمہ: ایک کلمہ میں ضمہ کے حرکات کے متواتر آنے کی وجہ سے ضم الشفتین میں ضرور استمرار ہوگی، حتّٰی کہ ضمہ کے حرکات ختم ہو جائیں۔ مثلاً: قلوبهم، لایحزنهم الفزع۔

اس ضمہ کے دوران زبان متحرک ہو جاتی ہے۔ تاکہ مختلف مخارج الحروف ثابت ہو جائیں۔ ہونٹوں کا سکون بنانے کے لئے واپس کرنا، ان کو ضمہ کے بعد تھوڑا سا پھیلانا جائز نہیں۔ کیونکہ ضمہ کے بعد ساکن کی عدم موجودگی میں اس سے مخلص نہیں ہے۔ ڈاکٹر شیخ ایمن سوید نے بھی اس کی تاکید کی ہے۔ کیونکہ اس میں حرکات شفتین میں تنگی اور تکلف ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بات یاد رکھیں کہ وَقَالُوا كُونُوا هُودًا میں چار دفعہ واو مدہ آیا ہے۔ان میں پہلے مدہ پر ہونٹ گول کریں، پھر ہونٹوں کو واپس کئے بغیر دوسرے، تیسرے اور چوتھے مدہ کو پڑھیں گے۔(شیخ ایمن السوید صاحب حفظہ اللہ)

دانتوں اور داڑھوں کے متعلق تفصیل

کل چھ نام ہیں تین دانتوں کے اور تین داڑھوں کے۔دانتوں کے نام ثنایا، رباعی، انیاب اور داڑھوں کے نام ضواحک، طواحن اور نواجذ ہیں۔دانت کل بارہ(12)ہوتے ہیں۔بالکل سامنے اوپر نیچے۔چار دانت ثنایا(اوپر کے دو ثنایا علیا اور نیچے کے دو ثنایا سفلیٰ)،ثنایا کے برابر والے اوپر نیچے دونوں جانب کے چار دانت رباعی ہیں۔رباعی کے ساتھ والے اوپر نیچے دونوں جانب چار نوکدار دانت انیاب ہیں۔داڑھیں کل بیس(20)ہوتی ہیں۔اس طرح کہ انیاب کے ساتھ والی اوپر نیچے دونوں جانب چار داڑھیں ضواحک ہیں۔ان کے ساتھ والی تین تین داڑھیں اوپر نیچے منہ کے دونوں جانب کل بارہ(12)داڑھیں طواحن ہیں۔طواحن کے ساتھ والی اوپر نیچے دونوں جانب بالکل آخری چار داڑھیں نواجذ ہیں۔

نوٹ: حرفوں کے ادا کرنے میں صرف اوپر کے داڑھ اور دانت ہی کام آتے ہیں۔نیچے کے دانتوں اور داڑھوں کا حرفوں کی ادا سے کوئی تعلق نہیں۔ہاں سامنے والے نیچے کے دو دانت کچھ حرفوں کے مخارج میں کام آتے ہیں۔

تالو:

الحنک: باطن الفک من داخل الفم من اعلی او اسفل، والحنک الاعلی له طرفان: امامی و خلفی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فالامامی: و هوالذی یحاذی طرف اللسان فیه صلابة وهو الذی یسمی بغار الحنک۔

والطرف الخلفی: وهوالمحاذی لاقصٰی اللسان فیه رخاوة وملوسة و ینتهی هٰذاالطرف عند اول الحلق۔ (احکام قراءۃ القرآن الکریم للشیخ خلیل حصریؒ)

ترجمہ:

تالو: منہ کے اندر جبڑے کا چھپا ہوا حصہ خواہ اوپر ہو یا نیچے، تالو کہلاتا ہے۔ بالائی جبڑے کے دو اطراف ہوتے ہیں۔(1) سامنے (2) پیچھے

سامنے کا طرف: یہ وہ طرف ہے جو زبان کے مقابلے میں ہو۔ اس میں سختی ہوتی ہے۔ اسے جبڑے کا غار کہا جاتا ہے۔

پیچھے کا طرف: یہ وہ طرف ہے جو اقصٰی لسان کے مقابلے میں ہو۔ اس میں رخاوت ہوتی ہے۔ یہ طرف حلق کے ابتدائی حصے پر تمام ہو جاتی ہے۔

نرم تالو کو غُلْصَمَة کہتے ہیں جو قاف کا مخرج ہے۔ اور سخت تالو کو عَکْدَہ کہتے ہیں جو کاف کا مخرج ہے۔

نوٹ: تالو اصول مخارج میں شامل نہیں مگر چونکہ اس کا تعلق بعض حروف کے مخارج میں بہت واضح ہے، اس لئے اسے یہاں بیان کیا گیا ہے۔

ہونٹ کے حصے:

ہونٹ کے چار حصے ہیں۔(1) بطن الشفة (2) ترحصہ (3) ظاہری حصہ (4) وسطی حصہ

(1) بطن الشفة: نیچے کے ہونٹ کا وہ اندرونی حصہ جو ہونٹوں کے بند ہونے کے وقت اندر کی طرف چھپ جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)ترحصہ: جو کہ داخل فم ہے۔

(3)ظاہری حصہ: ظاہری بشرہ سے تعلق رکھنے والا حصہ جسے بری کہتے ہیں۔

(4)وسطی حصہ: جو ظاہری بشرہ اور ترحصہ کے درمیان واقع ہے۔

زبان کے حصے:

زبان کے چھ حصے ہیں۔ (1)راس لسان (2)طرف لسان (3)حافہ لسان

(4)ظہر لسان (5)شجر لسان (6)اقصیٰ لسان

(1)راس لسان: زبان کی نوک اور سرا جو ثنایا کو لگتی ہے۔اور اس کے دونوں طرف تھوڑے تھوڑے حصہ کو ناحیہ لسان (کنارہ) کہتے ہیں۔

(2)طرف لسان: زبان کے سامنے والا وہ گول کنارہ ہے جو بارہ دانتوں سے لگتا ہے،اس کو طرف لسان کہتے ہیں۔

(3)حافہ لسان: زبان کی کروٹ اور ہر دو جانب میں کنارہ کے بعد سے اخیر تک کے پورے لمبے حصے کو حافہ لسان کہتے ہیں۔دائیں طرف والے کو حافہ یمنی اور بائیں طرف کو حافہ یسری کہتے ہیں۔حافہ لسان کے طولاً مزید تین حصے ہیں۔

(1)ادنیٰ حافہ: جو ضاحک کے مقابل ہے۔

(2)وسطی حافہ: جو طواحن کے مقابل ہے۔

(3)اقصیٰ حافہ: جو نواجذ کے مقابل ہے۔

(4)ظہر لسان: پشتِ زبان۔یہاں ظہر سے مراد ظہر راس لسان یعنی راس زبان کی پشت ہے۔

نوٹ: ظہر لسان سے پوری زبان کی پشت یا وسط لسان کے حصے کو مراد لینا صحیح نہیں۔(مرشد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) شجر لسان: زبان کے وسطی (درمیانی) حصے کو کہتے ہیں۔اس وجہ سے شجر لسان کا ایک اور نام وسط لسان بھی ہے۔

(6) اقصیٰ لسان: زبان کا وہ جڑ والا حصہ مراد ہے جو حلق سے متصل ہے۔

بعض کتب میں بطن لسان بھی لکھا ہے۔(یعنی زبان کا پیٹ اور شکم)۔زبان کے نیچے والے حصہ کو جو نیچے کے جبڑے سے ملا ہوا ہے، بطن لسان کہتے ہیں۔

اصول مخارج:

اصول مخارج پانچ ہیں۔(1) حلق (2) لسان (3) شفتان (4) جوف دہن (5) خیشوم

(1) الاصل الاول: حلق: اس میں تین مخارج اور چھ حروف ہیں۔

(2) الاصل الثانی: لسان: جمہور کے نزدیک اس میں دس مخارج اور اٹھارہ حروف ہیں۔امام فراء کے نزدیک آٹھ مخارج ہیں۔

(3) الاصل الثالث: شفتان: اس میں دو مخارج اور چار حروف ہیں۔

(4) الاصل الرابع: جوف دہن: اس میں ایک مخرج اور تین حروف ہیں۔

(5) الاصل الخامس: خیشوم: خیشوم میں ایک مخرج اور دو حروف ہیں۔

◆□◆□◆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۔مخارج الحروف)

شعر: (۹) مَخَارِجُ الْحروف سَبعَةَ عَشَرْ عَلَى الَّذِي يَخْتَارُهُ مَنِ اخْتَبَرْ

ترجمہ: حروف کے مخارج سترہ (17) ہیں۔اس قول پر کہ اس کو وہ شخص اختیار کرتا ہے جو اس فن میں بڑا باخبر ہوا ہے۔

تشریح: يَخْتَارُهُ کی ضمیر کا مرجع الذی ہے۔(طاش کبری زادہ)

بعض اردو شروحات میں (القول) لکھا ہے۔الذی سے پہلے القول محذوف ہے۔الذی سے پہلے موصوف (القول) اس لئے مقدر مانا ہے تاکہ الذی کی وضاحت ہو جائے۔اور یہ معلوم ہو جائے کہ اس سے کیا چیز مراد ہے؟

مخرج کی تعریف: مَوْضِعُ ظُهُوْرِ الْحَرْفِ وَتَمَيُّزِهٖ عَنِ الْغَيْرِ یعنی حرف کے ظہور اور اپنے غیر سے ممتاز ہونے کی جگہ (لمع الفکریۃ)

مخرج کی قسمیں:

مخرج کی دو قسمیں ہیں۔(1) مخرج محقق (2) مخرج مقدر

(1) مخرج محقق: یعنی حلق، زبان اور ہونٹوں کا ایک معین حصہ

(2) مخرج مقدر: جوف اور خیشوم

سَبعَةَ عَشَرْ: علامہ رضی اور ابو شامہ کے نزدیک انیس حروف کے انیس مخارج ہیں۔اور اگر ان کے ہمراہ نون مخفاۃ کا مخرج شمار کیا جائے تو مخارج کی تعداد تیس (30) ہو جاتی ہے۔

نوٹ: علامہ ابو شامہ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں ہر حرف کا ایک مستقل الگ مخرج ہے۔لیکن بوجہ شدت قرب کے سب کو علٰحیدہ علٰحیدہ بیان کرنا دشوار ہے۔امام خلیلؒ بن احمد فراھیدی نحوی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جمہور کے نزدیک کل مخارج سترہ (17) ہیں۔ امام سیبویہ کے نزدیک سولہ مخارج ہیں۔ امام فرا کے نزدیک مخارج کی تعداد چودہ (14) ہے۔

علامہ جزریؒ اور اکثر حضرات نے سترہ (17) مخارج کا قول خلیلؒ کی طرف منسوب کیا ہے۔ مگر سید فرغل نے اس کا انکار کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ خلیلؒ کے نزدیک مخارج کی کل تعداد نو (9) یا گیارہ (11) ہے۔ (شرح ابن یالوشہ، تحقیق سید فرغل صفحہ نمبر 76، 75)۔ امام خلیلؒ نے حروف مدّہ کا مخرج جوف دہن کو قرار دیا ہے۔ اور لام، نون، را کا مخرج بھی الگ الگ شمار کیا ہے۔ حروف مدّہ کو ادا کرتے وقت محقق مخارج سے صوت کا تعلق ضعیف سارہ جاتا ہے اور جوف دہن پر اعتماد قوی و غالب ہو جاتا ہے۔ اسی غالب حالت کا اعتبار کرتے ہوئے خلیلؒ نے واؤ اور یا کے دو مخارج قرار دیئے، ایک محقق اور دوسرا مقدر۔

امام سیبویہؒ اور امام فرّاؒ نے مدّہ اور غیر مدّہ کا ایک ہی مخرج کہا ہے۔ اور مخرج جوف زائد نہیں کیا۔ اس میں تحقیق یہ ہے کہ الف بالکل ہوائی حرف ہے۔ اس میں آواز کا اعتماد کسی معین جگہ پر نہیں ہوتا۔ اسی واسطے امام فرّاؒ اور امام سیبویہؒ نے اقصائے حلق کو اس کا مخرج کہا ہے۔ اور حرف واؤ اور یا جب مدّہ ہوں تو اس وقت اعتماد صوت کا لسان و شفتین پر نہایت ضعیف ہوتا ہے، مگر ہوتا ضرور ہے۔ سو فرّاؒ اور سیبویہؒ نے اس اعتماد ضعیف کی وجہ سے مدّہ و غیر مدّہ دونوں کے مخرج میں فرق نہیں کیا اور ایک مخرج بتایا۔

مخارج کا یہ اختلاف حقیقی نہیں بلکہ اعتباری ہے۔ اگر مخارج کا یہ اختلاف حقیقی ہوتا تو لازمی طور پر حروف کی آواز اور ادا پر اثر پڑتا، لیکن یہ بات مسلم ہے کہ اس اختلاف کے باوجود بھی حروف کی آواز اور ادا پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ:

(1) مخرج معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو تو، اس کو ساکن کر کے اس سے پہلے ہمزہ متحرکہ لگا کے دیکھو۔ جس جگہ آواز ٹھہر جائے، وہی اس کا مخرج ہوگا۔ جیسے اَبْ۔ اس کو ادا کرنے میں آواز ہونٹوں پر ٹھہر جاتی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ باکا مخرج دونوں ہونٹ ہیں۔

(2) (دوسرا طریقہ جو مشہور نہیں ہے) کہ اس حرف کو متحرک کر کے آخر میں ہاء ساکنہ لگا کر تلفظ کرو۔ مثلاً جیم کا مخرج معلوم کرنا ہو تو (جَہْ) کا تلفظ کرو۔ اس ہاء کو ہاء سکتہ کہتے ہیں۔ صورت اولیٰ میں انتہائے صوت پر غور کر کے مخرج معلوم ہوگا، اور صورت ثانیہ میں ابتدائے صوت پر غور کرنا ہوگا۔

اِخْتَبَرَ ای جَرَّبَ ، غَيْرَ ، مَرَّةٍ یعنی کسی چیز کی تحقیق کرنا اور اس کا بار بار تجربہ کرنا۔ پس مطلب یہ ہے کہ امام خلیلؒ کے بار بار تجربہ میں حروف کے مخارج سترہ (17) ہی آئے ہیں۔ (طاش کبری زادہ)

مَنِ اخْتَبَرَ سے مراد خلیلؒ ابن احمد فراہیدی نحوی ہیں۔

الف اور ہمزہ میں فرق:

(1) الف ہمیشہ ساکن، بے جھٹکے اور ما قبل مفتوح ہوتا ہے۔ جیسے بَا، تَا، ثَا وغیرہ جبکہ ہمزہ متحرک اور ساکن دونوں طرح ہوتا ہے۔ نیز یہ جھٹکے سے ادا ہوتا ہے۔ جیسے اَكْرَمَ ، شَانٌ ، جَآءَ

(2) الف ہمیشہ کلمہ کے وسط یا آخر میں ہوتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مثالوں میں بتایا گیا ہے۔ جبکہ ہمزہ کلمہ کے شروع، وسط اور آخر تینوں مواقع پر آسکتا ہے۔

(3) الف صفات کے لحاظ سے ضعیف حرف ہے جبکہ ہمزہ صفات کے لحاظ سے قوی حرف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) الف کی آواز خلائے دہن میں پھیلتی ہے اور نرم ہوتی ہے جبکہ ہمزہ کی آواز سخت ہوتی ہے۔ادائیگی کے وقت سینہ پر دباؤ ہوتا ہے۔اور مخرج میں اس کی آواز بند ہو جاتی ہے۔(انوار الفرقان شرح جمال القرآن میں سات فرق لکھے ہوئے ہیں)

خلاصہ: نویں شعر کے پہلے مصرع میں ناظمؒ نے مخارج کی تعداد سترہ(17) بیان کی ہے۔اور دوسرے مصرع میں تعداد کے بارے میں جو اختلافی اقوال ہیں،ان میں سے قولِ مختار بیان کیا ہے۔

شعر:(۱۰) فَاَلِفُ الْجَوْفِ وَ اُخْتَاهَا وَهِيْ حُرُوفُ مَدٍّ لِلْهَوَاءِ تَنْتَهِيْ

ترجمہ: پس الف:اس کا مخرج جوف دہن ہے اور اس کے دو ساتھیوں کا۔اور یہ حروف مدّہ ہیں جو ہوا پر ختم ہوتے ہیں۔

تشریح: بعض نسخوں میں لِلْجَوْفِ اَلِف ہے۔طاش کبری زادہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔مرشد میں ہے جوف دہن سے گلا،منہ اور ہونٹوں کا خالی حصہ مراد ہے۔

اُخْتَاهَا کی ضمیر کا مرجع الف ہے۔هِيَ کی ضمیر کا مرجع حروف مدّہ ہے۔

سوال: وَهِيَ حُرُوفُ مَدٍّ میں ضمیر پہلے اور مرجع بعد میں ہے حالانکہ ضمیر بعد میں اور مرجع پہلے ہوتا ہے۔

جواب: جو چیز ذہن میں ہو،اس کی ضمیر پہلے آسکتی ہے۔یا اس میں اضمار قبل الضمیر ہے۔جس طرح قُل هُوَ اللهُ اَحَد میں هو پہلے آیا ہے۔اُخت کے حقیقی معنی تو بہن کے ہیں،لیکن یہاں مجازًا ساتھی اور ہم جنس کے معنی میں ہیں۔

لِلْهَوَاءِ تَنْتَهِيْ: یعنی ان حرفوں کی آواز منہ کے خالی حصے پر ختم ہو جاتی ہے۔کوئی محقق جگہ نہیں جس پر یہ آواز ٹھہرتی ہو۔بلکہ اس کی انتہاء ہواء فم پر ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: دسویں شعر کے پہلے مصرع میں پہلا مخرج اور اس سے نکلنے والے حروف بیان کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے مصرع میں ان حروف کے نام بتائے گئے ہیں۔

اس شعر میں الف، واو اور یاء کے تین نام بیان کئے گئے ہیں۔

(1) جوفیہ (الجوف) (2) مدّہ (حروف مدّ) (3) ہوائیہ (للهواء تنتهي)

(1) جوفیہ: ان حروف کو جوفیہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ جوف دہن یعنی منہ کے خلاء سے ادا ہوتے ہیں۔

(2) مدّہ: ان کو مدّہ اس لئے کہتے ہیں کہ ان میں صفت مدّیت ایسی لازم ہے کہ اگر وہ صفت ان حروف سے ختم ہو جائے تو ان کی ذات ہی باقی نہ رہے اور یہ کہ مد فرعی بھی انہی تین حروف پر ہوتا ہے۔

(3) ہوائیہ: ان حروف کو ہوائیہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ ہوا پر تمام ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کی آواز کسی معین جگہ پر نہیں ٹکتی۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حروف مدّہ کے مخرج کو تمام مخارج پر اس لئے مقدم کیا کہ ان کا مخرج تمام مخرجوں میں عام ہے۔ گویا کہ یہ مخرج کل اور دیگر مخارج بمنزلہ اجزاء کے ہیں۔ ورنہ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مخارج کا بیان مخرج مقدر پر مقدم ہو۔

شعر: (۱۱) ثُمَّ لِاَقْصَى الْحَلْقِ هَمْزٌ هَاءُ ثُمَّ لِوَسْطِهٖ فَعَيْنٌ حَآءُ

ترجمہ: پھر حلق کے آخر میں (جو سینے کی طرف ہے) ہمزہ اور ہاء (کا مخرج) ہے اور پھر اس (حلق) کے بیچ (وسط) میں عین اور حاء (کا مخرج) ہے۔

تشریح: لِوَسْطِهٖ کی ضمیر کا مرجع حلق ہے۔

خلاصہ: گیارہویں شعر کے پہلے مصرع میں ہمزہ اور ہاء کا اور دوسرے مصرع میں عین اور حاء کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر: (۱۲) اَدْنَاهُ غَيْنٌ خَآءُهَا وَالْقَافُ اَقْصَى اللِّسَانِ فَوْقُ ثُمَّ الْكَافُ

ترجمہ: ادنیٰ حلق عین اور اس کے ساتھ آنے والی خاء کا مخرج ہے۔ اور قاف کا مخرج اقصیٰ لسان، ذرا اوپر کی طرف سے ہے، پھر کاف۔

تشریح: ادناہ کی ضمیر کا مرجع حلق ہے۔ اور خاءھا کی ضمیر کا مرجع غین ہے۔ خاءھا وہ خاء جو غین کا ساتھی ہے۔ یہ نسبت کئی باتوں میں ہے۔ (1) دونوں معجمہ (نقطہ والے ہیں)۔ (2) دونوں مستعلیہ ہیں۔ (3) دونوں حلقی ہیں۔ (4) دونوں حروف ہجا میں سے ہیں۔ حلق کے متصل آخر لسان اور اس کے مقابل تالو سے قاف ادا ہوتا ہے۔ (الحواشی المفہمۃ)

لہات کی تعریف: زبان کی جڑ کے مقابل ایک پارہ (ٹکڑا) گوشت ہے، جس کو اردو میں کوا اور عربی میں لہات کہتے ہیں۔ (تعلیقات مالکیہ)۔ جہد المقل میں اس مقام پر ایک اعتراض و جواب نقل کیا گیا ہے۔

اعتراض یہ ہے کہ اقصیٰ لسان یعنی زبان کی جڑ سے قاف اور کاف ادا ہوتے ہیں۔ جبکہ اقصیٰ حلق سے ہمزہ اور ھاء ادا ہوتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہمزہ اور ھاء کا تو ایک ہی مخرج ہے جبکہ قاف اور کاف کے الگ الگ مخرج بیان ہوئے ہیں؟

جواب: اقصیٰ لسان میں بہ نسبت اقصیٰ حلق کے وسعت پائی جاتی ہے۔ اور واضح طور پر قاف اور کاف کے مخارج میں بُعد موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اقصیٰ حلق سے نکلنے والے حروف کی ترتیب میں تو اختلاف موجود ہے مگر اقصیٰ لسان میں (قاف اور کاف) کے مخارج میں کوئی اختلاف نہیں۔ حلقیہ کو حلقیہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ حلق سے ادا ہوتے ہیں۔ حلقیہ چھ (6) ہیں۔ ہمزہ، ھاء، عین، حاء، غین، خاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: بعض حضرات الف کو بھی حلقی میں شمار کرتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: الف کی آواز اقصٰی حلق سے شروع ہوتی ہے اور اس کی انتہاء ہواء فم پر ہوتی ہے۔ امام سیبویہؒ اور امام فرّاءؒ نے مبداء صوت یعنی اقصٰی حلق کو الف کا مخرج کہا ہے۔ لیکن یہ کلام سہولت بیان یا اختصار پر مبنی ہے۔ چونکہ الف کے مخرج یعنی جوف دہن کی ابتداء اقصٰی حلق سے ہوتی ہے، لہٰذا اقرب کی بنیاد پر "الف" کا مخرج اقصٰی حلق کہہ دیا۔ مگر مخارج کا اعتبار منتہاء صوت سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے مجودین نے حروف کے مخارج کی تحقیق کا یہ معیار مقرر کیا ہے کہ کسی حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اس کے شروع میں ہمزہ لگا کر اس کو ساکن ادا کرو۔ اور جہاں آواز کا انقطاع ہو، سمجھو کہ وہی اس کا مخرج ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مخرج کے باب میں آواز مبداء کا نہیں بلکہ منتہی کا اعتبار ہوتا ہے۔

فائدہ: یہاں یہ بات سمجھ لینا چاہئے کہ ادنائے حلق کے اختتام پر جس طرح زبان شروع ہوتی ہے، اسی طرح اس کے مقابل اوپر جنک (تالو) شروع ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ جتنی زبان ہوگی، اتنا ہی تالو ہوگا۔ نیز قدرتی طور پر یہ نظام ہے کہ بوقت تکلم زبان کا ہر حصہ اپنے سامنے ہی لگے گا، آگے پیچھے ہونا ممکن نہیں۔

قاف اور کاف کو لہاتیہ اور لہویہ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ لہات (کوے) کے پاس والی جگہ سے نکلتے ہیں۔ اور قاف کو غلصمی اور کاف کو عکدی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ کوے کے اندر والی طرف کو غلصمہ اور باہر والی طرف کو عکدہ کہتے ہیں۔

فوق سے مراد زبان کی جڑ کا اوپر والا حصہ (لہات سے متصل) مراد ہے یا اوپر تالو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مصنفؒ نے قاف کے مخرج میں اوپر کے تالو کا نام نہیں لیا۔اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ظاہری بات ہے کہ ایک عضو سے کوئی حرف ادا نہیں ہو سکتا۔زبان کی جڑ جب قاف کی ادائیگی کے لئے مرتفع ہوتی ہے تو لا محالہ تالو کے ساتھ منطبق ہو گی۔اس لئے اس کے بیان کی ضرورت ہی نہیں۔

التقدمۃ الشریفیۃ میں ہے کہ قاف کا مخرج زبان کی جڑ کا صرف ابتدائی حصہ ہے،نہ کہ پوری جڑ۔لہٰذا فوق سے یہی مراد ہے۔یعنی زبان کی جڑ کا ابتدائی حصہ۔اگر فوق سے اوپر کا تالو مراد لیں تو اسفل سے نیچے کا تالو مراد لینا پڑے گا۔اور اس کا لغو ہونا ظاہر ہے۔

خلاصہ: بارہویں شعر کے پہلے مصرع میں غین اور خاء کا اور دوسرے مصرع میں قاف کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۱۳) اَسْفَلُ وَالْوَسْطُ فَجِيمُ الشِّينُ يَا وَالضَّادُ مِنْ حَافَتِهِ اِذْ وَلِيَا

ترجمہ:(کاف کا مخرج) ذرا نیچے کی طرف ہے۔اور وسط زبان جیم،شین اور یاء کا مخرج ہے۔اور ضاد حافہ لسان سے نکلتا ہے،جب کہ وہ متصل ہو۔

تشریح: حَافَتِهِ کی ضمیر کا مرجع لسان ہے۔ولی ماضی کا صیغہ ہے اور الف اطلاقی ہے۔یعنی ضرورت شعری کی وجہ سے لایا گیا ہے۔ضمیر فاعل حافہ کی طرف راجع ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ صیغہ تثنیہ مذکر ہو۔اس صورت میں ضمیر تثنیہ کا مرجع حافتین سمجھنا چاہئے کیونکہ حافہ لسان دونوں اطراف میں دو ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قاف کے مخرج سے ذرا نیچے منہ کی طرف آخر لسان اور اس کے مقابل اوپر تالو سے کاف نکلتا ہے۔ گویا دونوں کے دو مخرج ہیں۔ فوق اور اسفل کا مطلب یہ ہے کہ قاف اوپر تالو کی جانب کاف سے اوپر ہے اور کاف اس سے ذرا نیچے ہے۔

جیم، شین اور یاء (غیر مدّہ) کا مخرج وسط لسان اور مقابل اوپر کا تالو ہے۔ ان تینوں کو شجریہ (بسکون الجیم) کہتے ہیں۔ اس لئے کہ یہ شجر الفم (منہ کے شجر) سے نکلتے ہیں۔ اور منہ کا شجر دونوں جبڑوں کا درمیانی کھلا حصہ ہے، جو منہ بند ہونے کے وقت بھی فطری طور پر کھلا اور جدا رہتا ہے۔ اور بعض کی رائے پر منہ کا شجر وسط لسان اور اس کے مقابل حنک اعلیٰ (اوپر کا تالو) کے درمیانی حصے کا نام ہے۔

جیم، شین اور یاء (غیر مدّہ) تینوں کے مخرج کو شدت قرب کی وجہ سے ایک کہہ دیا، مگر حقیقتاً ان میں فرق ہے۔ چنانچہ نہایۃ القول المفید میں ہے کہ درمیانی زبان کے اندرونی حصے سے جیم، اس سے کچھ باہر کی طرف سے شین اور درمیانی زبان کے آخری حصے سے یاء (غیر مدّہ) ادا ہوتی ہے۔

ملا علی قاریؒ شرح جزری میں علامہ مہدوی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ شین جیم پر مقدم ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ بلا کسی تفاوت کے تینوں ایک ہی جگہ سے ادا ہوتے ہیں۔

ضاد کا مخرج لسان کے دونوں بغلی کنارے اور ان کے مقابل داڑھیں ہیں۔ بائیں جانب سے کم مشکل اور بکثرت ادا ہوتا ہے۔ اور دائیں جانب سے زیادہ مشکل اور قلیل الوجود ہے۔ حضرت عمرؓ بن الخطاب دونوں جانب سے بیک وقت نکالتے تھے۔ (الحواشی الفہمر)

کمال الفرقان میں ہے کہ ضاد کو دونوں اطراف سے معًا ادا کرنا آنحضرت ﷺ و نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خصوصیت میں سے ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضاد کے نام:

ضاد کے چار (4) نام ہیں۔ (1) حافیہ (2) جرسیہ (3) مستطیلہ (4) اصعب الحروف

(1) حافیہ: کیونکہ یہ زبان کی کروٹ (حافہ) سے نکلتا ہے، اس لئے اس کو حافیہ کہتے ہیں۔

(2) ضرسیہ: ضرس عربی میں داڑھ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ حرف داڑھوں سے ادا ہوتا ہے، اس لئے اس کو ضرسیہ بھی کہتے ہیں۔

(3) مستطیلہ: چونکہ اس حرف (ضاد) میں صفت استطالت پائی جاتی ہے۔ استطالت کا مطلب ہے لمبائی اور درازی۔ اس لئے اس کو حرف مستطیلہ بھی کہتے ہیں۔

(4) اصعب الحروف: کیونکہ یہ حرف ادائیگی کے اعتبار سے تمام حروف سے مشکل ہے، اس لئے اس کو اصعب الحروف بھی کہتے ہیں۔

نوٹ: لفظ ضاد پر بہت زیادہ کتابیں لکھی گئیں ہیں۔ طلباء کرام کے لئے جمال القرآن کا حاشیہ تسہیل الفرقان شیخ حفظ الرحمان صاحبؒ اور سبیل الرشاد فی تحقیق تلفظ الضاد قاری شریف صاحبؒ اور فوائد مکیہ کے مصنفؒ کا اپنا حاشیہ لفظ ضاد پر بہت مفید ثابت ہوگا۔

خلاصہ: تیرہویں شعر کے پہلے مصرع میں کاف، جیم، شین اور یاء (غیر مدّہ) کا اور دوسرے مصرع میں ضاد کا مخرج بیان ہوا ہے۔

شعر: (۱۴) لَاضْرَاسَ مِنْ اَيْسَرَ اَوْ يُمْنَاهَا ، وَاللَّامُ اَدْنَاهَا لِمُنْتَهَاهَا

ترجمہ: داڑھوں سے یعنی ان داڑھوں کے بائیں یا دائیں جانب سے اور لام کا مخرج ادنیٰ حافہ سے اس زبان کے ختم تک ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اَلْاَضْرَاس: میں ہمزہ قطعی میں نقل حرکت ہوئی، پھر ہمزہ حذف ہوئی، لام پر فتحہ آیا، ہمزہ وصل کی ضرورت نہ رہی۔ لہٰذا لام سے ابتداء ہوگا۔

یُمنَاھَا کی ضمیر کا مرجع حافہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ اضراس یعنی داڑھیں ہیں۔ مگر یہ ضعیف ہے۔ کیونکہ اضراس اپنی جگہ پر منجمد ہیں اور حرکت لسان میں ہے، اس لئے حافہ اضراس علیا سے لگے گا، نہ کہ اضراس علیا حافہ سے۔ (جواہر عزیزیہ)

زبان کا کنارہ مع کچھ حصہ حافہ کا جب ثنایا، رباعی، انیاب اور ضواحک کے مسوڑھوں سے لگ جائے تو یہاں سے لام ادا ہوتا ہے۔ جواہر النقیہ میں ہے کہ ادناھا کی ضمیر بے تکلف حافہ لسان کی طرف راجع ہے البتہ مُنتَھَاھَا کی ضمیر میں اشکال ہوتا ہے۔ کیونکہ حافہ لسان کی طرف راجع کرنے میں یہ مطلب ہوگا کہ حافہ منتہائے لسان تک کے کنارے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اصطلاحًا یہ صحیح نہیں۔ اور دانتوں سے لگنے والا کنارہ زبان کو گو لغۃً حافہ کہا جاسکتا ہے، مگر اصطلاحًا اس کو طرف کہتے ہیں۔ اسی لئے نشر میں ناظمؒ نے لام کا مخرج اس طرح بیان کیا ہے۔

المخرج التاسع لِلّام مِن حَافَةِ اللِّسَان من ادناھا الیٰ منتھیٰ طرفه یعنی نواں مخرج لام کا ہے جو حافہ لسان یعنی ادنائے حافہ سے زبان کے کنارے کے ختم تک ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ فاللّامُ بادنٰی الحافة واصلًا الیٰ منتھی اللسان علی ما ذکرہ الجعبری فاللامُ بمعنی الیٰ۔ لام ادنیٰ حافہ سے شروع ہوکر منتہی لسان تک پہنچتا ہے۔ جیساکہ جعبریؒ نے ذکر کیا ہے اور لام الیٰ کے معنی میں ہے۔ لہٰذا صحیح یہ ہے کہ منتھاھا کی ضمیر لسان کی طرف راجع مانی جائے۔ اسی لئے لام کے مخرج میں علامہ شاطبیؒ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا و حرف بادناها الی منتهاهُ یعنی اور ایک حرف (لام) ادنائے حافہ سے منتہائے لسان تک ہے۔ اور عربیت کے لحاظ سے اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ لفظ لسان ان موثاتِ سماعیہ میں سے ہے جن کو جوازاً مذکر اور مؤنث دونوں طرح استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل کا مختصر مطلب یہ ہے کہ المقدمۃ الجزریۃ کی بہت ساری شروحات میں منتہاھا کی ضمیر کا مرجع حافہ لکھا ہے۔ لیکن جواہر النقیہ میں ہے کہ اس کا مرجع لسان ہے اور یہی صحیح ہے۔ رسالہ ضوابط نبلاء التجوید میں ہے کہ بیک وقت دونوں جانب کے کنارے زبان سے لام کی ادائیگی نہایت صحیح اور قابل ترجیح ہے۔

لام کا مخرج دیگر حروف کی بہ نسبت وسیع ترین مخرج ہے۔ کیونکہ جانبین سے نکالنے کی صورت میں اس کا مخرج آٹھ دانتوں کے مسوڑھے ہوگا۔ اگرچہ یوں تو ضاد کا مخرج سب سے طویل ہے، کیونکہ اس کو دونوں طرف سے ادا کرنے کی صورت میں اس کا مخرج دس (10) داڑھیں ہوگا۔ مگر چونکہ جانبین سے اس کا اخراج و ادائیگی مشکل ترین ہے، اسی وجہ سے لام کے مخرج کو وسیع ترین کہا گیا۔

سوال: جب لام کا مخرج وسیع ترین ہے، تو صفت استطالت سے متصف کیوں نہیں؟ اور استطالت ضاد کے ساتھ کیوں خاص قرار دی جاتی ہے؟

جواب: لام ادا کرتے وقت ایک ادنائے حافہ سے دوسرے ادنائے حافہ تک پوری زبان بیک وقت لام کے پورے مخرج میں لگ جاتی ہے۔ لہٰذا دیر نہیں لگتی، بخلاف ضاد کے۔ اس میں زبان اپنے مخرج میں بتدریج یعنی یکے بعد دیگرے لگتی ہے۔ اسی وجہ سے اس میں قدرے امتداد ہوتا ہے اور یہی صفت استطالت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: چودہویں شعر کے پہلے مصرع میں ضاد کے مخرج کا آخری حصہ بیان کیا گیا ہے اور دوسرے مصرع میں لام کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۱۵) وَالنُّوْنُ: مِنْ طَرَفِہٖ تَحْتُ اجْعَلُوْا وَالرَّآ: یُدَانِیْہِ لِظَهْرٍ اَدْخَلُ

ترجمہ: اور نون طرف لسان سے لام کے مخرج سے ذرا نیچے سے ادا کرو۔ اور راء نون کے قریب قریب ہی ہے۔ (البتہ اس میں) پشت زبان کو زیادہ دخل ہے۔

تشریح: طرفه کی ضمیر کا مرجع لسان ہے۔ یدانیه کی ضمیر کا مرجع نون ہے۔ زبان کا کنارہ جب ثنایا، رباعی اور انیاب کے مسوڑھوں سے لگ جائے تو اس سے نون ادا ہوتا ہے۔

"راء": زبان کا کنارہ اور پشت زبان جب ثنایا اور رباعی کے مسوڑھوں میں لگ جائے، تو اس سے "راء" ادا ہوتا ہے۔

تاکید: "راء" کو پُر ادا کرتے وقت زبان کی پُشت اوپر مسوڑھوں کے متصل تالو کے ساتھ زیادہ لگے۔ اور "راء" کو باریک ادا کرتے وقت صرف زبان کا کنارہ مسوڑھوں سے لگے۔ (حق القرآن) یعنی راء مفخمہ میں پشت زبان کو بھی دخل ہے۔ لیکن راء مرققہ میں پشت کو دخل نہیں ہے۔ مندرجہ بالا قول حق القرآن والوں نے بھی جواہر النقیہ سے لیا ہے۔

صرف مِنْ طَرَفِہٖ کہہ دینا کافی تھا کیونکہ طرف کے مفہوم میں ادنیٰ حافہ شامل ہی نہیں، کہ جس کو تحت کہہ کر خارج کر دیا جائے۔ البتہ تحت کہنے سے مزید وضاحت ہو گئی ہے۔ یہی اس کو لانے کا مقصد ہے، قید احترازی نہیں ہے۔ کیونکہ طرف کے مفہوم میں حافہ کا کوئی بھی حصہ شامل نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ظہر سے ظہر راس اللسان یعنی راس زبان کی پُشت مراد ہے۔ ظہر طرف اللسان مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ المنح الفکریہ میں ہے کہ قال ابن المصنف فی شرحہ ای الرآء اکثر انحرافًا الی ظھر اللسان من النون۔ ابن مصنف اپنی شرح میں فرماتے ہیں کہ "راء" میں انحراف زیادہ ہے پشت زبان کی طرف نون سے۔ مطلب یہ ہوا کہ پشت زبان کی طرف انحراف نون میں بھی ہے، مگر "راء" میں زیادہ ہے۔ اسی لئے صفت انحراف نون میں نہیں مانی گئی، راء میں مانی گئی کیونکہ "نون" میں نہایت قلیل ہے۔

جواہر النقیہ میں ہے کہ "راء" میں تالو سے اتصال اس طرح متمکن و جاگزیں نہیں، جس طرح "نون" میں ہے۔ بلکہ اتصال ضعیف سا ہے تاکہ صفت تکرار کی تحقق ہو سکے۔

لام کا مخرج اوپر ہے۔ کیونکہ اس میں تالو کی طرف والا مسوڑہ مراد ہے۔ اور نون کا مخرج اس سے نیچے ہے۔ کیونکہ نون میں مسوڑھے کا ابتدائی حصہ (ثنایا علیا کی جڑ والا) ہوتا ہے۔ اور "راء" کا مخرج اس سے بھی نیچے ہے۔ کیونکہ "راء" میں مسوڑھے کا درمیانی حصہ ہوتا ہے۔ اگر بندہ شیشے میں دیکھے، پہلے اَل پڑھے، پھر اَن اور پھر اَر پڑھے تو واضح طور پر اس کو نظر آئے گا کہ لام، اوپر پھر نون اور پھر راء کا مخرج ہے۔

لام، نون اور راء کو طرفیہ، ذلقیہ یا ذولقیہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ذَلَق اور طَرَف کا مطلب دھار کے ہے۔ چونکہ یہ حروف زبان کے کنارہ (دھار) سے ادا ہوتے ہیں، اس لئے ان حروف کو طرفیہ یا ذلقیہ یا ذولقیہ کہا جاتا ہے۔

خلاصہ: پندرہویں شعر کے پہلے مصرع میں نون اور دوسرے مصرع میں راء کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۱۶) وَالطَّاءُ وَالدَّالُ وَتَا مِنهُ وَ مِنْ عُلیَا الثَّنَايَا وَالصَّفِيرُ مُستَكِنْ

ترجمہ: اور طاء اور دال اور تا طرف لسان اور ثنایا علیا سے ادا ہوتے ہیں، اور حروف صفیر وجود میں آتے ہیں۔

تشریح: مِنهُ کی ضمیر کا مرجع طرف لسان ہے۔ زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دانتوں کی جڑ کی طرف والے آدھے حصہ سے طاء، دال اور تاء ادا ہوتے ہیں۔ (العطایا الوہبیہ)

ثنایا علیا کے مسوڑھوں سے متصل طاء، اس سے ذرا نیچے دال اور اس سے ذرا نیچے تاء ادا ہوتی ہے۔ ثنایا علیا کی اصل سے مراد قطعیت کے ساتھ لثہ اور ثنایا علیا کی جڑ کا خطِ اتصال مراد نہیں، بلکہ مراد وہ حصہ ہے جو ثنایا کے نصف سے مسوڑھوں تک متصل ہے۔ (جواہر النقیہ)

نِطْعٌ اور نِطَعٌ کا مطلب یہ ہے کہ منہ میں تالو کا وہ اٹھا ہوا حصہ جس میں ابھری ہوئی لکیریں ہوتی ہیں۔ اور تالو کے اس حصے پر عموماً زبان لگی رہتی ہے۔ ثنایا علیا کی جڑ سے متصل ہی چونکہ یہ حصہ ہے، اس لئے مجاور مذکورہ حروف کو نِطْعِیَّه یا نِطَعِیَّة کہتے ہیں۔

نطع کے معنی بعض کتابوں میں اس ذرا سے گڑھے کے لکھے ہیں، جو ثنایا علیا کی جڑوں کے پاس ہی ہوتا ہے۔ لیکن یہ تشریح صحیح نہیں ہے۔ (جواہر النقیہ)

سوال: الثنایا العلیا کے بجائے علیا الثنایا کیوں فرمایا؟

جواب: اس میں صفت کی اضافت موصوف کی طرف کی گئی ہے۔ اور اصل عبارت یوں ہے، ومن اصول الثنایا العلیا۔

خلاصہ: سولہویں شعر میں طاء، دال اور تاء کا مخرج اور حروف صفیر کے مخرج کا کچھ حصہ بیان کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: بقیہ شعر کی تشریح آئندہ شعر کے ذیل میں ملاحظہ ہو۔

شعر: (۱۷) مِنْهُ وَمِنْ فَوْقَ الثَّنَايَا السُّفْلٰى وَالظَّاءُ وَالذَّالُ وَثَا لِلْعُلْيَا

ترجمہ: زبان کے کنارے سے اور ثنایا سفلی کے اوپر سے اور ظاء اور ذال اور ثاء ثنایا علیا کے لئے ہے۔

تشریح: مِنْهُ کی ضمیر کا مرجع طرف لسان ہے۔ وَالصَّفِيرُ مُسْتَكِنٌ الخ: یعنی حروف صفیر طرف لسان اور ثنایا سفلی کے اوپر والے کناروں سے ادا ہوتے ہیں۔

سوال: صفیر تو صفت کا نام ہے، مخارج میں صفت کا مخرج کیسے؟

جواب: اصل عبارت حروف الصفیر ہے۔ اس لئے یہ صفت کا مخرج نہیں بیان کیا گیا، بلکہ حروف صفیر کا مخرج بیان کیا گیا۔

سوال: صفیر کے مخرج میں ثنایا علیا کا ذکر کیوں نہیں کیا؟

جواب: شعر میں گنجائش نہ ہونے کے سبب ثنایا علیا کا ذکر نہیں کیا۔

جمہور نے ثنایا علیا اور ثنایا سفلی کے مابین کو راس اللسان کا مقام اتصال قرار دیا ہے۔ جہد المقل میں ہے کہ ثنایا علیا اور ثنایا سفلی کے چاروں دانتوں کے درمیان زبان کی نوک کے مقابل ہونے سے یہ ادا ہوتے ہیں۔ ان میں زبان نہ تو اوپر کے دانتوں سے لگتی ہے نہ نیچے کے دانتوں سے۔ بلکہ دونوں کے درمیان رہتی ہے۔ فوق سے طرف ثنایا سفلی ابن المصنف نے مراد لیا ہے۔ جس کو ملا علی قاریؒ نے غلط کہا ہے۔

ھدایۃ القاری صفحہ نمبر 68 مکتبہ طیبۃ المدینۃ المنورۃ کے حاشیہ میں ہے کہ ماذکرنامن التعبیربقولنا: من طرف اللسان و من فوق الثنایاالسفلی ھو الموفق لما عبّربہ فی الجزریۃ والطیبۃ وغیرھما۔و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عبّر بعضهم بما بين الثنايا العليا والسفلى و هٰذا التعبير لا يتنافى مع التعبير الاول لِاَنَّ مابين الثنايا العليا والسفلى هو بعينه ما فوق الثنايا السفلى۔ و عبّر آخرون بما فوق الثنايا العليا۔ و هٰذا لا يتنافى ايضًا مع التعبير الاول۔ والخلاصه ان العبارات الثلاث كلها ترجع عند التامل الى معنى واحد صفحه 1349 اللآلئ الفريدة فى شرح القصيدة شرح الفاسى على شاطبية۔ اَنَّ الضَّادَ والسين والزاء تخرج من طرف اللسان و بين الثنايا العليا۔

ترجمہ:۔ ہم نے اپنے قول سے جو تعبیر ذکر کی ہے، وہ یہ ہے: طرف لسان اور ثنایا سفلیٰ کے اوپر سے۔ یہ جزریہ اور طیبہ کی تعبیر کے موافق ہے۔ بعض نے اس کو ثنایا علیا اور ثنایا سفلیٰ کے مابین تعبیر کیا ہے۔ یہ تعبیر پہلی تعبیر کے منافی نہیں ہے، کیونکہ ثنایا علیا اور ثنایا سفلیٰ کے مابین جو ہے، وہ بعینہٖ ثنایا سفلیٰ کے اوپر ہے۔ دیگر (قرآء) نے اس کو ثنایا علیا کے اوپر تعبیر کیا ہے۔ یہ تعبیر بھی پہلی تعبیر کے منافی نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ یہ تینوں عبارتیں بوقت تامل ایک معنی کو راجع ہوتی ہیں۔ صفحہ نمبر 1349 اللآلی الفریدۃ فی شرح القصیدۃ شرح الفاسی علی الشاطبیۃ بے شک صاد، سین اور زاء طرف لسان اور ثنایا علیا کے وسط سے نکلتے ہیں۔

کمال الفرقان میں ہے کہ اگر زبان کی نوک اوپر کے اگلے دو دانتوں سے لگ جائے گی یا ثنایا علیا اور ثنایا سفلیٰ دونوں کا کامل طور پر اتصال یا تباعد (جدائی) ہو گیا، تو تینوں صورتوں میں صفت صفیر ناقص ادا ہو گی۔ ابو شامہ وغیرہ، جو ثنایا علیا کے صفحتین (کنارے) اور راس اللسان مخرج بتلائے ہیں۔ صاد کو اَدخَلَ، زاء کو اَخرَجَ اور سین کو متوسط قرار دیتے ہیں۔ (جواہر النقیہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَسَلَةُ اللِّسَان کے معنی ہیں زبان کی نوک اور چونکہ یہ حروف زبان کی نوک سے ادا ہوتے ہیں، اس لئے ان کو اَسَلِیَّة، اِسَلِیَّة یا اُسَلِیَّة کہا جاتا ہے۔ جب کہ صفیریہ ان کو اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان میں صفت صفیر پائی جاتی ہے، اور صفیر کا مطلب ہے سیٹی کی آواز۔

زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دانتوں کے سرے کی طرف والے آدھے حصہ سے ظاء، ذال اور ثاء ادا ہوتے ہیں۔ (العطایا الوہبیہ)

علامہ مرعشیؒ فرماتے ہیں کہ بعض رسالوں میں ہے کہ ان تینوں کا مخرج ظہر لسان ہے، جو راس لسان سے قریب ہی ہے، اور ثنایا علیا کے طرفین کے درمیان ہے۔ تحقیق سے یہی زیادہ قریب ہے۔ (جہد المقل)

حروفِ صفیریہ میں تو ثنایا علیا و سفلی کے کنارے آپس میں مل جاتے ہیں، اور حروف لثویہ میں یہ کنارے نہیں ملتے۔ اور دونوں دانتوں کے کناروں کے درمیان قدرے خلاء رہتا ہے۔

(المقدمۃ الشریفیۃ)

ظاء ثنایا علیا کے کنارے کے اوپر کے حصہ سے جو کہ وسط ثنایا پر ہے، تو ذال اس کے ذرا نیچے سے اور ثاء اس کے نیچے سے۔ یعنی کنارے کے آخری حصہ سے۔ (فتح الرحمٰن)

کمال الفرقان میں ہے کہ یہ حروف بھی ثنایا علیا کے اس اندرونی نصف حصے اور کنارہ سے ادا ہوتے ہیں، جو مسوڑھوں سے کسی قدر قریب اور ملا ہوا ہے۔ نہ کہ اس کے نیچے والی نوک سے جو اندرونی کنارہ کی بنسبت مسوڑھوں سے کسی قدر دور ہے۔ پس لثویہ کے معنی ہیں مسوڑھوں کے پاس والے اندرونی کنارہ سے نکلنے والے، نہ کہ مسوڑھوں سے دوری والی نچلی نوک سے۔

مختلف اقوال جمع کئے ہیں۔ تمام اقوال قریب قریب ہیں۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ العطایا الوہبیہ اور کمال الفرقان کے فرق کو ضرور سمجھے۔ واضح عبارت ہے۔ پھر حروف لثویہ کو ادا کریں اور خود فیصلہ کریں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کو حروف لثویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ لثہ (مسوڑھوں) کے قریب سے ادا ہوتا ہے۔اس لئے ان کو لِثَوِیَّہ، لِثَوِیَّہ یا لَثَوِیَّہ کہا جاتا ہے۔

صفیریہ اور لثویہ کے مخرجوں کے بیان کرنے میں مصنفین اور ائمہ فن کے ذوق مختلف ہیں۔اکثر حضرات نے جن میں دانیؒ اور شاطبیؒ جیسے بلند پایہ ائمہ فن بھی شامل ہیں، حروف لثویہ کے مخرج کو پہلے اور صفیریہ کے مخرج کو بعد میں بیان فرمایا ہے۔جبکہ بعض حضرات نے اس کے برعکس کیا۔چنانچہ ناظمؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔پہلی ترتیب کی وجہ ظاہر ہے کہ حروف لثویہ کا مخرج اوپر کے دانتوں کے کناروں میں ہے۔اور حروف صفیریہ کا مخرج نیچے کے دانتوں کے کناروں میں اور اس کا تقاضا یہی ہے کہ لثویہ کے مخرج کو پہلے اور صفیریہ کے مخرج کو بعد میں بیان کیا جائے۔کیونکہ ثنایا علیا مقدم اور فوق اور ثنایا سفلی مؤخر اور ان کے نیچے ہیں۔اور دوسری ترتیب کی وجہ نہایۃ القول المفید میں یہ بیان ہوئی ہے کہ حروف لثویہ کا مخرج زبان کے سرے کے اعتبار سے بہ نسبت حروف صفیریہ کے مخرج کے خارج فم یعنی منہ کے بیرونی حصہ سے اقرب ہے۔اس لئے کہ اس میں سرا زبان صفیریہ کے مخرج کی نسبت منہ کے بیرونی حصہ سے قریب تر ہوتا ہے۔پہلی ترتیب کی وجہ چونکہ ظاہر ہے اس لئے وہی مناسب اور مختار ہے۔(المقدمۃ الشریفیہ)

خلاصہ: سترہویں شعر میں حروف صفیر (کا باقی حصہ) اور ظاء، ذال اور ثاء کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۱۸) مِنْ طَرَفَيْهِمَا وَمِنْ بَطْنِ الشَّفَه: فَالْفَمَ مَعَ اطْرَافِ الثَّنَايَا الْمُشْرِفَه

ترجمہ: طرف لسان اور طرف ثنایا علیا سے۔اور فا نکلتی ہے (نیچے کے) ہونٹ کے شکم (اندر والے حصہ) سے، ثنایا علیا کی نوکوں سمیت۔

تشریح: طَرَفَيْهِمَا کی ضمیر کا مرجع اللسان اور الثنایا العلیا ہے۔(الثنایا المشرفہ) یہ ثنایا علیا کا دوسرا نام ہے۔جب ثنایا علیا نیچے کے ہونٹ کے اندرونی حصہ سے نرمی کے ساتھ لگ جائے تو اس سے "فاء" ادا ہوتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

علامہ مرعشیؒ فرماتے ہیں کہ صرف دو دانت نہیں لگتے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہاں "فاء" کی ادائیگی میں نیچے ہونٹ سے چار دانت لگتے ہیں، مگر زیادہ دار و مدار اور اعتماد ثنایا علیا پر ہے۔ یاد رہے کہ دانتوں کو "فاء" کی ادائیگی کے وقت نہایت نرمی سے ہونٹوں پر لگانا چاہئے۔ اس قدر سختی نہ ہو کہ "فاء" کے ادا کرتے وقت رخسار پھول جائیں، البتہ تھوڑا اثر رخسار پر پڑتا ہے۔ بعض لوگ "فاء" کو پھونک کی طرح ادا کرتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ (حواشی جدیدہ و تحقیقات مفیدہ، جمال القرآن)

نوٹ: اس کا مطلب یہ نہیں کہ "فاء" کے ضعیف اور نرم ادا کرنے میں اتنا مبالغہ کیا جائے کہ "فاء" مثل واؤ کے ہو جائے۔ (فوائد مکیہ)

خلاصہ: اٹھارویں شعر میں حروف شفویہ کے مخرج کا کچھ حصہ اور "فاء" کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۱۹) لِلشَّفَتَيْنِ الْوَاوُ بَاءٌ مِيْمُ وَغُنَّةٌ مَّخْرَجُهَا الْخَيْشُوْمُ

ترجمہ: دونوں ہونٹوں کے لئے واؤ، باء اور میم مخصوص ہیں۔ اور غنہ (اس کا) مخرج خیشوم ہے۔

تشریح: مَخرجُهَا کی ضمیر کا مرجع غنہ ہے۔ دونوں ہونٹوں سے باء، میم اور واؤ متحرک (وَ، وِ، وُ) اور واؤ لین (اَوْ) ادا ہوتے ہیں۔ باء اور میم دونوں ترحصے سے ادا ہوتے ہیں جبکہ میم ذرا خشکی کے قریب سے ادا ہوتا ہے۔ میم کو خشکی سے ادا کرنا اداء کے خلاف ہوگا۔ (حواشی جدیدہ، جمال القرآن)

اسی طرح باء میں ہونٹ سختی سے ملتے ہیں اور میم میں ہونٹ نرمی سے ملتے ہیں، جبکہ "واؤ" دونوں ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے نکلتا ہے۔ اسی طرح کہ ہونٹوں کو دونوں گوشوں سے سمیٹ کر باہر کی طرف گول کر لیں کہ کنارے تو ملے ہوئے ہوں لیکن بیچ میں کچھ فرجہ (کشادگی وخلاء) ہو اور ہونٹ پھونک اور غنچہ کی شکل میں باہر کی طرف گول ہو جائیں۔ بعض ناواقف لوگ "واؤ" کو "فاء" کے مخرج سے ادا کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ واؤ مفتوحہ کو خوا مخواہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پُرادا کرنے کی عادی ہو جاتے ہیں۔ پس یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ "فاء" کو اور ان تین حرفوں کو حروف شَفَوِیَہ یاشَفَهِیَہ کہتے ہیں۔(کمال الفرقان)

ان حروف کو شفوی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ چاروں حروف ہونٹوں سے ادا ہوتے ہیں۔ اور ہونٹوں کو عربی میں شفتان یا شفتین کہتے ہیں۔

خیشوم سے مراد نتھنا نہیں، بلکہ یہ اس نرم سی چیز کا نام ہے جو ناک کی جڑ میں اور منہ کے اندر والے حصہ کی طرف حلق کے سامنے لگی ہوئی ہے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ غنہ کرتے وقت نتھنے نہیں پھولنے چاہئے، کیونکہ غنہ کا مخرج نتھنے نہیں، بلکہ ناک کی جڑ ہے۔

خلاصہ: انیسویں شعر کے پہلے مصرع میں واؤ، باء اور میم کا، اور دوسرے مصرع میں غنہ کا مخرج بیان کیا گیا ہے۔

سوال 1: یہ مخارج حروف کے بیان ہو رہے ہیں اور مصنف ؒ فرماتے ہیں کہ اس مخرج سے غنہ نکلتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ غنہ ایک صفت ہے۔ کیونکہ غنہ خیشومی اور ناک کی بھنبھناہٹ والی وہ نرم سی مزیدار آواز ہے، اور ظاہر ہے کہ محض گنگناہٹ اور بھنبھناہٹ کو حرف نہیں کہہ سکتے۔ لہٰذا اگر صفت غنہ کا مخرج بیان کیا ہے، تو پھر بقیہ صفات کا بھی بیان کرنا چاہئے تھا۔

جواب 1: یہاں غنہ سے مراد نون مخفاہ اور نون مدغم بادغام ناقص ہے۔ اور یہ دونوں حروف ہیں نہ کہ صفات۔ لہٰذا مخرج حروف کا ہی بیان ہوا ہے نہ کہ صفت کا۔

جواب 2: تقدیری عبارت ہے و غُنَّةٌ مَخرجِ حَرفِها (یعنی غنہ کے حرف کا مخرج) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ناظم ؒ نے مخرج مجرد غنہ کا نہیں بلکہ صرف حروف غنہ کا بیان فرمایا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب 3: یہاں مخرج صفت ہی کا بیان ہوا ہے اور وجہ تخصیص یہ ہے کہ اور صفات تو اپنے حروف کے مخارج سے تعلق رکھتی ہیں، بخلاف صفت غنہ کے۔ کہ وہ اپنے حرف کے مخرج سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ یہ خیشوم سے ظاہر ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسری صفات کا ظہور تو اپنی جگہوں سے ہوتا ہے، جہاں سے ان کے حروف ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً: اگر آواز کا حرف کے مخرج پر اعتماد قوت کے ساتھ ہوا ہے، تو شدت کا ظہور ہوگا، اگر ضعف کے ساتھ ہوا ہے تو رخاوت کا ظہور ہوگا۔ پس شدت اور رخاوت کے ظہور کے لئے جگہ نہیں بدلتی بلکہ اسی جگہ سے ظاہر ہوتی ہے جہاں سے ان کے حروف ادا ہوتے ہیں۔ لیکن غنہ کا ظہور نون اور میم کے مخرجوں یعنی طرف لسان اور شفتین سے نہیں ہوتا، بلکہ خیشوم سے ہوتا ہے۔ اس لئے غنہ کا مخرج تو بیان کرنے کی ضرورت تھی اور بقیہ صفات کے مخارج بیان کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ (التقدمۃ الشریفیۃ)

سوال 2: غنہ بول کر حرف کیونکر مراد لے سکتے ہیں؟

جواب: اخفاء کی حالت میں چونکہ ذات پر صفت غنہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ یعنی اس حالت میں خیشومی آواز کا ایسا دخل ہوتا ہے کہ اس کے بغیر یہ حرف بالکل ادا نہیں ہوتا، یا ناقص ادا ہوتا ہے۔ اس لئے خود نون ہی کو غنہ کہہ دیتے ہیں۔ جیسے زَید، عَدل وغیرہ۔

سوال 3: نون مخفی حرف فرعی ہے کیونکہ وہ مخرج اصلی اور خیشوم دونوں سے ترکیباً ادا ہوتا ہے۔ اس بناء پر ضروری تھا کہ مصنفؒ دوسرے حروف فرعیہ مثلاً تسہیل والا ہمزہ، امالہ والا الف، اشمام والا صاد وغیرہ (جن کو مبادیات مخارج میں بیان کیا گیا) کے مخارج بھی بیان کرتے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: چونکہ دوسرے حروف فرعیہ کے دو، دو مخارج وہی ہیں جو پہلے بیان ہو چکے ہیں۔اور نون مخفی کا دوسرا مخرج ان تمام مخارج مذکورہ سے جداگانہ تھا۔اس لئے نون مخفی کا مخرج تو بیان فرمادیااور دوسرے حروف فرعیہ کے مخارج بیان نہیں فرمائے۔(کمال الفرقان)

سوال4: پہلے سوال کے جواب میں آپ نے کہاتھا کہ اس سے مراد نون مخفاۃ اور نون مدغم بادغام ناقص ہیں،اس پر سوال ہوتاہے کہ آپ نے غنہ سے نون مخفاۃ اور نون مدغم بادغام ناقص ہی کیوں مراد لیا؟ جبکہ غنہ تو نون مقلوبہ (اقلاب والانون) میم مخفی اور نون مشدد اور میم مشدد میں بھی ہوتاہے۔بلکہ تھوراساغنہ تو نون ساکن مظہرہ اور میم ساکن مظہرہ نون و میم متحرک میں بھی ہوتاہے؟

جواب: نون مخفی کا تعلق اپنے مخرج اصلی (زبان کا کنارہ اور مسوڑھے) سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتاہے۔لہٰذا للاکثر حکم الکل قاعدے کے تحت زیادہ کا اعتبار کرتے ہوئے اس کا مخرج خیشوم قرار دے دیا۔اسی طرح نون مدغم بادغام ناقص کا تعلق حرف مدغم فیہ سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتاہے،زیادہ کا اعتبار کرکے اس کا مخرج بھی خیشوم قرار دے دیا۔اسی طرح میم مخفی کا تعلق شفتان(یعنی ہونٹوں) سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتاہے۔زیادہ کا اعتبار کرکے اس کا مخرج بھی خیشوم قرار دے دیا۔(اس پر سوال ہوتاہے، جس کا ذکر جواب سمیت آرہاہے)

نون مقلوبہ،ساکن مظہرہ اور نون متحرک ،اور ایسے ہی نون مشدد،اور میم متحرک، میم ساکن مظہرہ اور میم مشددہ ان سب کا تعلق اپنے مخرج اصلی سے زیادہ اور خیشوم سے کم ہوتاہے۔پس اسی کمی کا اعتبار کرتے ہوئے ان کا مخرج خیشوم قرار نہیں دیا۔جیساکہ مشہور قاعدہ ہے کہ القلیل کالمعدوم(یعنی تھوڑاتو نہ ہونے کے برابر ہوتاہے)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال 5: اگر میم مخفی کا تعلق اپنے مخرج (شفتان) سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے، تو پھر مصنفؒ نے غنہ سے میم مخفی مراد کیوں نہیں لیا؟

جواب: میم مخفی کا تعلق اپنے مخرج اصلی سے نون مخفی کے مقابلے میں زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ نون مخفی کا تعلق اپنے مخرج اصلی سے کم اور خیشوم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نے غنہ سے میم مخفی مراد نہیں لیا۔ (نہایۃ القول المفید، معارف مدنیہ)

◆□◆□◆

(۳۔صفات الحروف)

شعر: (۲۰) صِفَاتُهَا جَهْرٌ وَّرِخْوٌ مُّسْتَفِلْ مُنْفَتِحٌ مُّصْمَتَةٌ وَّالضِّدَّ قُلْ

ترجمہ: حروف کی صفات جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات ہیں اور ان کی اضداد بھی تم کہو۔

تشریح: (صفاتها کی ضمیر کا مرجع حروف ہے۔)

خلاصہ: بیسویں شعر میں صفات متضادہ میں سے وہ پانچ صفات بیان کی ہیں، جو زیادہ حروف میں پائی جاتی ہیں۔ اور شعر کے آخر میں بتایا کہ یہ صفات متضادہ ہیں۔ (والضد قل) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مذکورہ صفات (جہر، رخوت، استفال، انفتاح، اصمات کی ضدیں بھی ہیں۔ (ان کو بھی بیان کر دے۔)

نوٹ: اس باب کے آخری شعر میں مزید وضاحت کریں گے ان شاء اللہ العزیز۔

شعر: (۲۱) مَهْمُوْسُهَا فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ شَدِيْدُهَا لَفْظُ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ

ترجمہ: حروف مہموسہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ہیں۔ شدیدہ اَجِدْ قَطٍ بَكَتْ کے الفاظ میں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: (مهموسها، شدیدها کی ضمیروں کا مرجع حروف ہے)

خلاصہ: پہلے مصرع میں حروف مہموسہ اور دوسرے مصرع میں حروف شدیدہ کا بیان ہے۔

شعر: (۲۲) وَبَيْنَ رِخْوٍ وَّالشَّدِيْدِ لِنْ عُمَرْ وَسَبْعُ عُلْوٍ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ حَصَرْ

ترجمہ: اور حروف رخوۃ اور شدیدہ کے درمیان لن عمر کے پانچ حروف ہیں۔ اور سات حروف مستعلیہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع ہیں۔

خلاصہ: بائیسویں شعر کے پہلے مصرع میں حروف متوسطہ اور دوسرے مصرع میں حروف مستعلیہ کا بیان ہے۔

شعر: (۲۳) وَصَادُ ضَادٌ طَاءُ ظَآءٌ مُّطْبَقَهْ وَفِرَّ مِنْ لُّبِّ الْحُرُوْفُ الْمُذْلَقَهْ

ترجمہ: اور صاد، ضاد، طاء اور ظاء حروف مطبقہ ہیں۔ اور فر من لب حروف مذلقہ ہیں۔

خلاصہ: تئیسویں شعر کے پہلے مصرع میں حروف مطبقہ اور دوسرے مصرع میں حروف مذلقہ کا بیان ہے۔

سوال: حروف مطبقہ کا مجموعہ کیوں بیان نہیں کیا؟

جواب 1: کیونکہ کوئی بامعنی مجموعہ نہیں بن سکتا۔

جواب 2: اگر کوئی مجموعہ بنا بھی لیا جائے، تو وہ لفظ انتہائی ثقیل ہو گا۔

شعر: (۲۴) صَفِيْرُهَا صَادٌ وَّزَايٌ سِيْنُ قَلْقَلَةٌ قُطْبُ جَدٍ وَّاللِّيْنُ

ترجمہ: ان حروف میں سے صفت صفیر والے صاد زاء اور سین ہیں۔ صفت قلقلہ والے قُطْبُ جَدٍ ہیں اور صفت لین والے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: صفیرھا میں ضمیر حروف کی طرف راجع ہے اور صفات کی طرف لوٹانا بھی صحیح ہے۔ مگر خلاف ظاہر ہے کیونکہ مضاف محذوف حروف کو مقدر ماننا پڑے گا۔

خلاصہ: چوبیسویں شعر کے پہلے مصرع میں حروف صفیر اور دوسرے مصرع میں حروف قلقلہ بیان کئے گئے ہیں۔ (مراد صفت صفیر وقلقلہ ہیں)

شعر:(۲۵) وَاوٌ وَّيَآءٌ سَكَنَا وَانْفَتَحَا قَبْلَهُمَا وَالِانْحِرَافُ صُحِّحَا

ترجمہ: (اور صفت لین والے حروف) واؤ اور یاء جو ساکن ہوں، اور ان کا ماقبل مفتوح ہو۔ اور صفت انحراف صحیح قرار دی گئی ہے۔

تشریح: قَبْلَهُمَا کی ضمیر کا مرجع واؤ اور یاء (لین) ہے۔

خلاصہ: پچیسویں شعر میں لین اور انحراف (کا کچھ حصہ) بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۲۶) فِي اللَّامِ وَالرَّآءِ وَبِتَكْرِيْرٍ جُعِلْ وَلِتَفَشِّي الشِّيْنُ ضَادَانِ اسْتَطِلْ

ترجمہ: لام اور راء میں۔ اور راء صفت تکریر کے ساتھ متصف کی گئی ہے۔ اور صفت تفشی کے لئے شین مخصوص ہے۔ اور ضاد میں صفت استطالت ادا کر۔

خلاصہ: چھبیسویں شعر میں صفت انحراف (کا بقیہ حصہ) تکریر، تفشی اور استطالت کو بیان کیا گیا ہے۔

صفات الحروف کی مزید تشریح

(1) ہمس: حرف کی آواز ایسی کمزور ہو کہ اس میں پستی پائی جائے۔ ایسے دس (10) حروف ہیں۔ جو کہ اس جملہ میں جمع ہیں۔ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ۔ تیسیر الرحمٰن فی تجوید القران میں ہے کہ "اما الكاف والتاء المتحركتين والمشددتين فلا تظهر فيهما صفة الهمس الا عند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

التباعد عن المخرج والانتقال الى الحركة فتکون غير واضحة لان الحركات كلها مجهورة (كحروف المد) فلاتظهر فی الحركة وفی المشدد يقوم الحرف المتحرک الثانی بفک مخرج الحرف الاول الساكن فلا تکون واضحة۔"

ترجمہ: کاف اور تاء جب دونوں متحرک اور مشدد ہوں، تو ان دونوں میں ہمس کی صفت ظاہر نہیں ہوتی، مگر مخرج سے دوری کے وقت اور حرکت کی طرف منتقل ہوتے وقت تو یہ واضح نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ حرکات تمام مجہورہ ہیں۔ (جیسا کہ حروف مدہ میں) پس یہ حرکت اور مشدد میں ظاہر نہیں ہوتی۔

جو پہلے حرف کے مخرج کے بند ہونے کی وجہ سے دوسرے متحرک حرف کا قائم مقام ہو، تو وہ غیر واضح ہوتی ہے۔

(2) جہر: حرف کی آواز ایسی قوت سے نکلے کہ اس میں بلندی ہو، باقی انیس (19) حروف مجہورہ ہیں۔

فائدہ: صفت جہر کو سب سے پہلے ذکر کرنے والا امام سیبویہؒ ہیں۔ (سید فرغل، شرح ابن یالوشہ)

(3) شدت: حرف کی آواز میں ایسی سختی ہو کہ سکون کی حالت میں آواز بند ہو جائے۔ ایسے حروف آٹھ ہیں، جو کہ اس جملہ میں جمع ہیں۔ اَجِدُکَ قَطَبْتَ

(4) رخوت: حرف کی آواز میں ایسی نرمی ہو کہ سکون کی حالت میں اس کی آواز جاری رہ سکے۔ پانچ حروف لِنْ عُمَرْ اور آٹھ حروف اَجِدُکَ قَطَبْتَ کے علاوہ باقی تمام حروف رخوہ ہیں۔

فائدہ: رخوۃ بھی امام سیبویہؒ نے سب سے پہلے بیان کی ہیں۔ امام خلیلؒ نے رخوت کی تعریف ذکر نہیں فرمائی ہے۔ (سید فرغل، شرح ابن یالوشہ صفحہ نمبر 111)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: جہر میں سانس بند ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پھیپھڑوں سے ہوانکلنا بند ہو جاتی ہے، بلکہ تمام سانس آواز میں منتقل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جہر اور رخوت کے کسی حرف میں جمع ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ جہر کی وجہ سے تمام سانس بند نہیں ہوا، بلکہ آواز بن گئی۔ اور رخوۃ ہونے کی وجہ سے اس کی آواز جاری بھی رہے گی۔

توسط: شدت اور رخوت کے درمیان ہونا یہ پانچ حروف ہیں، جو لِنْ عُمَرْ میں جمع ہیں۔ سیبویہؒ، مکیؒ، ابن شریحؒ اور ابن حاجبؒ کے قول پر متوسطہ آٹھ ہیں۔ یعنی لِمَ يَرُوْ عُنَا (باضافہ وای) پس اس قول پر حروف رخوہ سولہ (16) کے بجائے تیرہ (13) ہوں گے۔ شدت کا زمانہ توسط سے کم ہے۔ توسط کا زمانہ رخوت سے کم ہے، اور رخوت کا زمانہ حروف مدہ سے کم ہے۔ مجہورہ اور مہموسہ ان کے زمانوں کے تابع ہے۔ ان کے لئے کوئی خاص زمانہ نہیں۔ (تیسیر الرحمٰن فی تجوید القرآن)

سوال 1: مصنفؒ نے صفات لازمہ سترہ (17) بیان کئے ہیں۔ حالانکہ صفت توسط کے شمار کر لینے سے کل تعداد اٹھارہ (18) بنتی ہے، پس فرق کس بناء پر ہے؟

جواب: توسط کوئی کامل صفت نہیں سو، اس کو نہ شدت کہہ سکتے ہیں، نہ رخوت۔ اور اسی لئے اس کو گنتی میں بھی شمار نہیں کیا۔ اور صفات لازمہ اٹھارہ (18) نہیں بلکہ سترہ (17) بتائی ہیں۔ کیونکہ صفت توسط کوئی ایسی کیفیت نہیں جو کہ شدت اور رخوت سے جدا ہو۔ بلکہ اس میں تو انہی دونوں کا کچھ کچھ اثر ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کو صفتِ فرعیہ بھی کہتے ہیں۔ یہیں سے عقدہ بھی حل ہو گیا۔ کہ جب شدت اور رخوت باہم مقابل اور متضاد صفات ہیں۔ تو پھر حروف متوسطہ میں دونوں کیسے جمع ہو سکتے ہیں؟ اور حل ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ حقیقت کی رو سے اصل تضاد و تقابل شدت کاملہ اور رخوت مطلقہ کاملہ میں ہے۔ کہ جس حرف میں شدت مطلقہ کاملہ ہو گی اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں رخوت بالکل نہیں پائی جائے گی۔ مثلاً (ہمزہ اور جیم وغیرہ)۔اور جس حرف میں رخوت کاملہ ہوگی اس میں شدت قطعاً نہیں ہوگی۔ مثلاً (ثاء، سین وغیرہ) ۔رہی شدت ناقصہ اور رخوت ناقصہ، سو یہ دونوں باہم متضاد و متقابل نہیں کہ ایک حرف میں جمع نہ ہو سکیں، بلکہ ان دونوں کا جمع ہونا درست ہے، اور حروف متوسطہ میں یہی صورت ہے۔

سوال 2: تاء اور کاف کو مہموسہ میں بھی شمار کیا ہے۔ حالانکہ ان میں آواز بند ہو جاتی ہے۔ اور اسی واسطے ان کو شدیدہ میں شمار کیا گیا۔ یہ اعتراض اس مفروضہ پر کیا جارہا ہے کہ آواز اور سانس ایک دوسرے کو لازم و ملزوم ہیں۔ کاف و تاء میں شدت کی وجہ سے آواز بند ہوتی ہے۔ ہمس کی وجہ سے سانس کیوں جاری رہے گا؟ سانس بھی بند ہونا چاہیے۔ اور اسی طرح یہ دونوں حروف مجہورہ میں شمار ہونے چاہیے نہ کہ مہموسہ میں۔ جیسا کہ کاف اور تاء کے علاوہ باقی چھ (6) شدیدہ بھی مجہورہ ہی ہیں۔

جواب 1: ان دونوں حروف میں ہمس ضعیف اور شدت قوی ہے۔ سو شدت کے قوی ہونے کے باعث آواز بند ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی قدر ہمس ہونے سے، (بعد بند ہونے) کے کچھ تھوڑی سانس بھی جاری رہتی ہے۔ لیکن اس سانس کے جاری ہونے میں احتیاط رکھنی چاہیے، کہ آواز جاری نہ ہو کیونکہ اگر آواز جاری کی جائے گی تو کاف اور تاء شدیدہ نہیں رہیں گے، بلکہ رخوہ ہو جائیں گے۔ اور دوسری بات اس میں ہاء کی آواز پیدا ہو کر غلط ہو جائے گا۔ کاف اور تاء میں سکون کے وقت آواز بند ہوتی ہے، اس طرح کہ کاف میں زبان کی جڑ تالو پر مضبوطی سے لگتی ہے۔ اور تاء میں زبان کی نوک ثنایا علیا کی جڑ پر مضبوطی سے لگتی ہے۔ اور آواز بند ہو کر جب جڑ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نوک علٰحیدہ ہوں گی، تو سانس معمولی سی خود جاری ہو جائے گی ۔ اور یہی ہمس ہے۔ یہ تحقیقی جواب ہے۔

دوسرا منعی جواب: صفت شدت اور ہمس میں باہم کوئی تضاد نہیں ہے۔ آواز مسموع ہوتی ہے، جبکہ سانس مسموع نہیں ہوتی۔ آواز بند ہونے سے سانس کا بند ہونا لازم ہی نہیں، بلکہ دونوں باتیں بیک وقت ممکن ہیں۔ اگر کوئی شخص خاموش ہو۔ یعنی اس کی آواز بند ہو تو کیا اس کی سانس بھی بند ہونی ضروری ہے؟

سانس میں آواز نہیں ہوتی۔ اگر یہ سانس دوسرے کو بھی سنائی دے تو سانس اپنی اصلی کیفیت پر نہ رہی، بلکہ آواز ہو گئی۔ تو پھر اس ہمس کو سنانے کی کوشش کیوں کی جائے کہ اِیَّاکَ کو اِیَّاکَہ اور اَنْعَمْتَ کو اَنْعَمْتَہ پڑھا جائے؟

(مزید تفصیل کے لئے راقم کی کتاب القول المعروف فی تحقیق صفات الحروف کا مطالعہ کریں)

(5) استعلاء: حرف ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر تالو کی طرف اٹھے، حروف مستعلیہ سات (7) ہیں۔ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ۔ اس صفت کی وجہ سے حرف کی آواز موٹی ہو جاتی ہے۔ (کسی حرف میں تفخیم ارتفاع اقصائے لسان ہی سے ہو گی، خواہ مستعلیہ ہو یا غیر مستعلیہ) فتح الرحمٰن۔

جیم کا مخرج درمیانِ زبان، درمیانِ تالو ہے۔ جس کی وجہ سے درمیانِ زبان اوپر تالو کی طرف اٹھ کر اوپر کے تالو سے ملتی ہے۔ پھر بھی جیم مفخم نہیں ہوتی، کیونکہ تفخیم جس سے بنتی ہے، وہ زبان کی جڑ ہے۔ لہٰذا زبان کی جڑ کے علاوہ زبان کا کوئی بھی حصہ اوپر تالو کی طرف اٹھے، تو وہ حرف کو موٹا نہیں کر سکے گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کاف کی ادائیگی میں بھی زبان کی جڑاوپر کے تالو سے ملتی ہے، تو اس کو بھی مستعلیہ میں شمار کرنا چاہئے؟

جواب: کاف میں زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند ہونا مخرج کی وجہ سے ہے، صفت کی وجہ سے نہیں۔ نیز اس میں زبان کی پوری جڑ کا اکثر حصہ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتا، بلکہ صرف وہ حصہ بلند ہوتا ہے جو زبان کی جڑ اور اس کے درمیانی حصہ کے مابین (درمیان) ہے۔ اس بناء پر اس کو مستعلیہ میں شمار نہیں کرتے۔ (کمال الفرقان)

نوٹ: جیم، شین اور یاء کو مستعلیہ نہیں کہا جائے گا۔ کیونکہ ان میں صرف وسط لسان کا ارتفاع ہوتا ہے۔ (فتح الرحمٰن)

(6) استفال: حرف ادا کرتے وقت زبان کی جڑ اوپر نہ اٹھے۔ مستعلیہ کے سوا سب حروف مستفلہ ہیں۔ ان بائیس (22) میں سے انیس (19) وہ ہیں جو مستفلہ مستقلہ ہیں۔ یعنی ہمیشہ باریک ہوتے ہیں۔ اور الف، لام، راء یہ تین حروف مشترکہ ہیں۔ جو کبھی پُر اور کبھی باریک ہوتے ہیں۔ ان کو استفال کے حرفوں میں شمار کرنا اکثر حالات کی بناء پر ہے۔ یہی مذہب تحقیقی و مختار ہے۔ رہا وہ قول جس کی رو سے الف ہر حال میں باریک ہے، سو وہ قول ضعیف ہے۔ (فتح الرحمٰن، کمال الفرقان)

فائدہ: استعلاء اور استفال کی واضح تعریف سب سے پہلے ابن جنیؒ نے فرمائی ہے۔ (سر صناعۃ الاعراب ج 1، ص 76، شرح ابن یالوشہ ص 112)

(7) اطباق: زبان کا درمیان تالو کو ڈھانپ دے، یعنی آواز منہ بھر کر نکلے۔ یہ چار حروف ہیں۔ (صاد، ضاد، طاء، ظاء) اطباق کی وجہ سے حرف خوب موٹا ہو کر نکلتا ہے۔

سوال: شجریہ میں بھی وسط لسان تالو سے لگتی ہے۔ پھر وہ مفخم کیوں نہیں ہوتے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب 1: حروف مطبقہ میں وسط زبان اوپر کی تالو سے لپٹ کر اس طرح منطبق ہوتی ہے کہ لسان اور اوپر کے تالو کے مابین کچھ جوف اور خلاء پیدا ہو جاتا ہے۔اور ان حروف کی صوت خلاء میں منحصر ہو جاتی ہے،اور ان کی تفخیم دو بالا ہو جاتی ہے۔جبکہ حروف شجریہ میں وسط لسان اوپر کے تالو سے ملصق ہو جاتی ہے، جس کی وجہ سے خلاء نہیں بنتا کہ حرف اس میں موٹا ہو سکے۔(فتح الرحمٰن)

جواب 2: ان تینوں میں مخرج کی وجہ سے زبان کے بیچ کا کچھ حصہ تالو سے ملتا ہے، جبکہ اکثر حصہ نہیں ملتا۔اس لئے یہ تینوں منفتحہ ہیں،نہ کہ مطبقہ۔نیز اصطلاح کی رو سے اطباق کی تعریف میں زبان کی جڑ کا تالو کی طرف بلند ہونا بھی ملحوظ ہے۔اور یہ امر ان تینوں میں مفقود ہے۔اس لئے بھی ان کو مطبقہ میں شمار نہیں کیا ہے۔مطبقہ "باء" کے زبر اور زیر دونوں طرح ہیں۔(الطرازات)

(8) انفتاح: درمیانِ زبان اور تالو کھلا رہے۔یعنی آواز کھل کر نکلے۔مطبقہ کے سوا باقی تمام حروف منفتحہ ہیں۔جن حرفوں میں زبان کی جڑ بھی تالو کی طرف بلند نہیں ہوتی،وہ تو بالکل باریک ادا ہوتے ہیں۔اور بائیس(22) مستفلہ ہیں۔اور جن میں استعلاء کے سبب زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند ہوتی ہے،لیکن زبان کی بیچ انفتاح کی وجہ سے اوپر کے تالو سے جُدا رہتی ہے۔وہ کم درجہ کے پُر ادا ہوتے ہیں۔اور یہ تین مستعلیہ،منفتحہ (غ،خ،ق) ہیں۔پس زبان کی جڑ اور اس کے بیچ کی تالو کی طرف اٹھنے اور نہ اٹھنے،اور منطبق ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے حروف کی کل تین قسمیں ہیں۔

(1) مستعلیہ مطبقہ: صاد،ضاد،طاء،ظاء۔ (2) مستعلیہ منفتحہ: غ،خ،ق۔

(3) مستفلہ منفتحہ: باقی تمام بائیس(22)۔

رہی چوتھی قسم مستفلہ مطبقہ،سو وہ عقلاً تو ممکن ہے۔لیکن نفس الامر اور واقعہ میں موجود نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(9) اذلاق: حرف کا پھسلتے ہوئے جلدی ادا ہو جانا۔ یہ حروف چھ (6) ہیں۔ جو کہ فَرَّ مِنْ لُبِّ میں جمع ہیں۔

(10) اصمات: حرف کا ٹھہراؤ اور جماؤ سے نکلنا اصمات کہلاتا ہے۔ مذلقہ کے سوا باقی تمام حروف مصمتہ ہیں۔ رعایۃ میں ہے کہ الف خارج ہے مذلقہ اور مصمتہ سے۔ کیونکہ الف ہوائی ہے، اور الف کے لئے کوئی مستقر نہیں ہے مخرج میں۔ تیسیر الرحمٰن فی تجوید القرآن میں ہے کہ اذلاق اور اصمات کا آواز پر کوئی اثر نہیں ہوتا، ان کو صفات میں شمار نہ کیا جائے، بلکہ یہ دونوں علم الصرف کے ساتھ خاص ہیں۔ ہدایۃ القاری میں ہے کہ واعلم ان صفة الاذلاق وضدها صفة الصمت لا دخل لهما فی تجوید الحروف۔

ترجمہ: جان لو کہ صفت اذلاق اور اس کی ضد (صفت اصمات) ان کا کوئی دخل نہیں ہے تجوید الحروف میں۔

فائدہ: اذلاق کی تعریف خلیلؒ نے جبکہ اصمات کی واضح تعریف سب سے پہلے ابن جنیؒ نے ذکر فرمائی ہے۔ (شرح ابن یالوشہ صفحہ نمبر 113)

(11) صفیر: میں سیٹی کی سی آواز نکلنا۔ صاد، زاء اور سین تین حرفوں میں یہ صفت ہوتی ہے۔ صفیر یعنی سیٹی، یہ صفت اصل میں تو "س، ص اور ز" کے ساتھ خاص ہے، لیکن طلباء کرام سے تلاوت کے دوران مزید کچھ سیٹی آجاتی ہے حروف میں، جو کہ فضول اور عبث ہے۔ وہ حروف یہ ہیں: "ش، ف، ذ، ظ، ض، ح، ت، ث"

اگر مندرجہ بالا آٹھ حروف میں سیٹی آجائے اس وجہ سے کہ زبان کی نوک ثنایا سفلی یا ثنایا علیا سے لگے، تو خطرناک غلطی ہے۔ یا ان آٹھ حروف میں سیٹی کی وجہ سے وہ حرف دب رہا ہو، تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرف پر شد بن جائے گا جس میں سیٹی نکال رہا ہے۔ اگر یہ دونوں صورتیں نہ بھی ہوں تب بھی ان آٹھ حروف میں سیٹی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اس لئے اوپر اس کو عبث اور بے کار کہا ہے۔

فائدہ: صفیر کو سب سے پہلے ذکر کرنے والے امام مبرد: ہیں۔ (المقتضب جلد 1، صفحہ 38)

(12) قلقلہ: ساکن ہونے کی حالت میں آواز کا اچھلنا، یہ پانچ حروف ہیں۔ قُطْبُ جَدٍ۔

ایک قول یہ ہے کہ بوقت قلقلہ لوٹتی ہوئی آواز میں حرکت ماقبل کی بو ہونی چاہئے۔ لہٰذا جب ماقبل مفتوح ہو تو فتحہ کی مثلاً: يَقْضِيْ بِالْحَقِّ، اور کسرہ ہو تو کسرہ کی مثلاً: لَاَزِبٌ اور ضمہ ہو تو ضمہ کی مثلاً: مُجْرِمُوْن کی جیم۔

دوسرا قول یہ ہے کہ بوقت قلقلہ ہمیشہ فتحہ کی بو ہونی چاہئے، خواہ ماقبل کوئی بھی حرکت ہو۔ ایک قول حروف قلقلہ کے مابعد والے حرف کی حرکت کی بو کا بھی ہے، جو کہ غیر معتبر ہے۔

اسی طرح اس میں اقوال ثلاثہ ہیں، مگر ناقص رائے میں قول اعدل و محقق وہ درمیان والا ہے۔ اور ویسے بھی خیر الامور اوسطھا ہوتا ہے۔ جس کی تحقیق یہ ہے کہ جب ہم ان حروف کو ساکن پڑھتے ہیں، اور گفتگو سکون کے وقت ہی سے ہے۔ تو پھر حرکت کی بو کیوں آتی ہے؟ تو سمجھنا چاہئے کہ حرکت کی بو لوٹتی ہوئی آواز میں ہوتی ہے۔ اور لوٹتی ہوئی آواز الصاق محکم یعنی مضبوطی سے ملے ہوئے دو جسموں کو علیحدہ کرنے سے آتی ہے اور ملے ہوئے جسموں کو الگ کرنا جسمین کا انفتاح ہے۔ معلوم ہوا کہ لوٹتی ہوئی آواز دفعۃً انفتاح کا نتیجہ ہے اور انفتاح کے وقت کی آواز فتحہ ہوتی ہے۔ لہٰذا لوٹتی ہوئی آواز میں فتحہ کا ہونا قرین قیاس ہے۔

(فتح الرحمٰن)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: قلقلہ کا ذکر سب سے پہلے امام سیبویہؒ نے کیا ہے، خلیلؒ نے قلقلہ کو ذکر نہیں فرمایا۔ امام سیبویہؒ امام خلیل بن احمد کے شاگرد ہیں۔ یہ قول سید فرغل کا ہے۔ ورنہ خلیلؒ سے قلقلہ کی تعریف شدۃ الصیاح منقول ہے۔ (کتاب النشر، جلد 1 صفحہ نمبر 203)

(13) لین: واؤ لین اور یائے لین کو ایسی نرمی سے ادا کرنا کہ آواز بند نہ ہو۔

(14) انحراف: یہ صفت لام اور راء میں ہوتی ہے۔ یعنی لام اور راء میں سے ہر ایک اپنی ادائیگی میں ایک دوسرے کے مخرج کی طرف کو مائل ہوتا ہے۔ مجموعہ نادرہ (صفحہ 17) کے حاشیہ میں ہے کہ انحراف صفت لام اور راء میں پائی جاتی ہے۔ یعنی قدرتی طور پر دونوں میں ایک دوسرے کی طرف میلان ہے۔

فائدہ: امام سیبویہؒ نے صرف لام کو ہی منحرفہ فرمایا ہے۔ علامہ مکی طالب قیسیؒ وہ شخص ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے لام کے ساتھ راء کو بھی منحرفہ فرمایا۔ (الرعایۃ صفحہ نمبر 55، تحقیق محمد ہاشم)

فائدہ: انحراف دو قسم پر ہے۔ پہلی قسم معمول بہ اور دوسری قسم غیر معمول بہ ہے۔

الاول: نوع يعمل به ،وهوميل صوت اللام عن يمين ويسار الحافة وميل صوت الراء الى داخل اللسان ليتحقق بهذا العمل النصف الرخو من الراء حيث انها مكونة من نصفين، نصف فيه رخارة، ونصف فيه شدة۔

الثانی: وهذا النوع لا يعمل به. وهوانحراف اللام من مخرجها الى مخرج النون. نحو "جعلنا" ينطقها البعض "جَعَنَّا" وانحراف الراء من مخرجها الى مخرج الياء نحو "رَبَّنَا" ينطقها البعض "يَبَّنَا" بياءٍ خالصةٍ او مشوبة بحرف الياء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: پہلی قسم معمول بہ: یہ لام کی آواز کا حافہ کے دائیں، بائیں سے میلان کرنا ہے۔اور راء کی آواز کا زبان کے اندر کی طرف مائل ہونا ہے۔تاکہ اس عمل سے راء کی رخوۃ نصف ہو جائے۔کیونکہ یہ نصفین سے مرکب ہے۔جس میں نصف رخوۃ اور نصف شدت ہے۔

دوسری قسم غیر معمول بہ: یہ لام کا اپنے مخرج سے نون کے مخرج کی طرف انحراف ہے۔

مثلاً: "جَعَلْنَا" بعض اس کو "جَعَنَّا" پڑھتے ہیں۔اور راء کا اپنے مخرج سے یاء کی طرف انحراف ہے۔مثلاً: "رَبَّنَا" بعض اس کو "یَبَّنَا" پڑھتے ہیں۔خالص یاء سے یا حرفِ یاء کی مشابہت سے۔

راقم کا تجربہ ہے کہ راء جس طرح "ی" کی طرف مائل ہو جاتی ہے، اگر کسی طالب علم سے زیادہ انحراف ہو جائے تو کبھی "ر" "جیم" کی طرف بھی مائل ہو جاتی ہے۔طلباء کرام سے راقم نے سنا ہے۔

(15) تکریر: راء ادا کرتے وقت کنارہ زبان میں کپکپی سی ہونا۔

(16) تفشی: منہ میں آواز کا پھیلنا۔یہ صفت صرف شین میں ہوتی ہے۔

(17) استطالت: یہ صفت صرف حرف ضاد میں ہوتی ہے۔اس کے ادا کرتے وقت شروع مخرج سے آخر مخرج تک آواز کو امتداد رہتا ہے۔یعنی آواز پورے مخرج میں جاری رہتی ہے۔اس وجہ سے آواز طویل ہو جاتی ہے۔امتداد الصوت کے متعلق جہد المقل میں ہے کہ وھذا التعریف اولی مما وقع فی بعض الرسائل لیکن یہ ان کے نزدیک اولیٰ ہے جبکہ بعض کے نزدیک دوسری تعریف اولیٰ ہے جو کہ ذیل میں مذکور ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں دیر تک آواز کو قصداً چکر دینا، یا اس کو "دال" پڑ یا "ظاء" پڑھنا درست نہیں، بلکہ اس کا جو مخرج اصلی ہے، اس سے صفات کی رعایت کر کے ادا کیا جائے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ "ضاد" صحیح ادا ہو جائے گا۔ لیکن اس کی صحت کسی ماہر قاری سے ضرور کرنی چاہیے۔

بعض کتابوں میں استطالت کی تعریف اس طرح ہے کہ زبان کو دراز کر کے حافہ کو اوپر کی پانچوں داڑھوں پر لگانا۔ یہ صفت صرف "ضاد" میں پائی جاتی ہے۔ تیسیر الرحمٰن فی تجوید القرآن میں ہے کہ

اصطلاحًا: امتداد حافة اللسان عند النطق بالضاد من اوّل إحدیٰ حافتی اللسان الی آخرها او کلتا الحافتين معًا حتّٰی تصل الی مخرج اللام حروفه حرف الضاد فقط۔

وهٰذا التعريف اشمل واكمل۔ من تعريفها بانها (امتداد الصوت فقط) لان امتداد الصوت ليس خالصًا بحرف الضاد فقط بل بكل الحروف الرخوة بما فيها حروف المد۔ لذٰلک شارک المستطيل الممدود فی امتداد الصوت وجريانه و ان لم يبلغ قدر لان المستطيل يجری فی مخرجه و الممدود يجری فی نفسه حيث ان مخرجه مقدر۔

معنی هٰذا الکلام: ان المستطيل مخرجه محقق فجری الصوت فيه بقدر طول مخرجه ولم يتجاوزه۔ فزمنه مساوی لمخرجه ولٰکن الممدود ليس له مخرج محقق فلم يجر الا فی ذاتهٖ. وينقطع بانقطاع النفس او اِرادِيًّا و ليس لانتهاء المخرج ولذٰلک کان زمنه اطول من المستطيل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الضاد فصوتها محصور فی حیز مغلق فکَانَ لابُدَّ من استطاله المخرج حتّٰی یجری الصوت فیه۔فنجد ان الضاد برغم انها تمتاز بصفة الاستطالة وهی صفة قویة الا ان صوتها اضعف و اقل وضوحًا من الظاء۔

ترجمہ:اصطلاح میں ضاد کے بولنے (تلفظ) کے دوران حافہ لسان کا لمبا کرنا،زبان کے دونوں حافوں میں سے ایک کے ابتداء سے لے کر اس کے آخر تک۔یا دونوں حافوں کا بیک وقت لمبا کرنا یہاں تک کہ (لام) کے مخرج تک جا پہنچے۔استطالت کہلاتا ہے۔

حروف حافیہ: صرف حرفِ (ضاد) ہے۔

یہ تعریف عام اور اکمل ہے۔اُس تعریف سے جس میں صرف امتداد صوت ہے۔

اسی وجہ سے امتدادِ صوت صرف (ضاد) کے ساتھ خاص نہیں ہے،بلکہ تمام حروفِ رخوۃ میں بھی ہوتی ہے۔کیونکہ اس میں حروفِ مدہ ہوتے ہیں۔

اسی وجہ سے امتدادِ صوت اور اس کے جاری کرنے میں مستطیل ممدود شریک ہیں۔اور اگر یہ ممدود کے اندازے تک نہ پہنچا ہو،کیونکہ مستطیل اپنے مخرج میں جاری ہوتا ہے،اور ممدود اپنے نفس میں۔اسی وجہ سے اس کا مخرج مقدر ہوتا ہے۔

مطلب یہ کہ مستطیل کا مخرج محقق ہے۔تو اس میں آواز اپنے مخرج کے طول کے مطابق جاری ہوتا ہے،اور اس سے تجاوز نہیں کرتا۔پس اس کا وقت اپنے مخرج کے برابر ہوتا ہے۔لیکن ممدود کے لئے مخرج محقق نہیں ہوتا۔پس یہ اپنی ذات میں جاری ہوتا ہے۔اور نفس کے منقطع ہونے کے ساتھ یا ارادی طور پر منقطع ہوتا ہے۔اور مخرج کے انتہاء تک نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے اس کا وقت مستطیل سے زیادہ طویل ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضاد کی آواز تنگ جگہ میں محصور ہے۔اس میں مخرج کی استطالہ لازمی ہے۔حتّٰی کہ اس میں آواز جاری ہو جائے۔پس ہم ضاد کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ استطالہ کے صیغہ کی وجہ سے ممتاز ہے۔اور یہ قوی صفت ہے۔مگر اس کی آواز اضعف ہے،اور (ظاء) سے غیر واضح ہے۔

یہاں تک سترہ(17)صفات، جو بنیادی حیثیت رکھتی ہیں، ختم ہو گئیں۔سینتالیس (47) صفات میں سے ان سترہ(17) صفات کا انتخاب بہترین اور جامع انتخاب ہے۔باقی تیس(30)صفات ان سترہ(17)صفات یا مخارج کی تشریح و توضیح ہی کرتی ہیں۔یا وہ ہیں، جن کا تعلق فنِّ ادا سے نہیں، بلکہ فن لغت سے ہے۔ہم ان کا مختصر سا تعارف کرتے ہیں۔

(18)مد: حروف کی ادائیگی میں نرمی اور درازی ہونا۔یہ تین حروف مدہ میں پائی جاتی ہے۔جنہیں مدّہ کہتے ہیں۔ان کا مجموعہ "وای" ہے۔اس کی ضد قصر ہے، جو کہ باقی تمام حروف میں ہے۔

(19)ہَوا: آواز کا جوفِ دہن میں پھیلنا۔یہ صفت "الف" میں پائی جاتی ہے۔اور اس وجہ سے اسے "ہاوی" کہا جاتا ہے۔"الف" کے علاوہ باقی تمام حروف مُتَحَیِّزَہ کہلاتے ہیں۔

قال ملا علی قاری فی شرح شاطبیه: ان الهاوی عنده صفة الالف وحده وفاقا للدانی وابن حاجب و ابن مالک و قال مکی الهوائیه حروف المد والتحقیق التعمیم۔

ترجمہ: ملا علی قاریؒ نے شرح شاطبیہ میں فرمایا ہے۔آپ کے نزدیک حرف "الف" حروف ہوائیہ میں سے ہے۔جو دانیؒ،ابن حاجبؒ اور ابن مالکؒ کے موافق ہے۔اور مکیؒ نے فرمایا ہے کہ حروف ہوائیہ حروف مدہ ہیں۔اور تحقیق تعمیم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(20)علت: حروف میں قلب وابدال کا ہونا۔یہ چار حروف ہیں۔(الف، ہمزہ، واؤاور یاء) بعد والے مصنفین نے حروف علت صرف (الف، واؤاور یاء) کو قرار دیا ہے۔اور ہمزہ کو ان سے الگ کر دیا ہے۔ باقی تمام حروف، حروف صحیحہ کہلائیں گے۔

(21) تفخیم: حروف کا پُر ہونا۔خُصَّ ضَغطٍ قِظْ والے سات حروف اور عارضی تفخیم والے تین حروف (لام، الف اور راء) گویا دس (10) حروف ہوئے۔باقی تمام حروف مرققہ کہلائیں گے۔اور (لام، الف اور راء) باریک ہونے کی صورت میں حروف مرققہ میں بھی شامل ہوں گے۔

(22)ابدال: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھنا۔علامہ جزری ؒ نے تمہید میں بارہ (12)اور صاحب فصول اکبری نے چودہ (14) بتائے ہیں۔اَنْصَتَ یَوْمَ جَدُّ طَاہٍ زَلَّ (وہ اس روز خاموش رہا، جس روز جَدُّ طَاہ نامی آدمی پھسلا) جبکہ علامہ جزری ؒ نے صاد اور زاء کو اس میں شامل نہیں کیا۔

(23)زیادت: یعنی اصلی حروف پر کچھ حروف کی زیادتی، جیسے اِمتَحَنَ میں ہمزہ اور تاء۔یہ حروف دس (10) ہیں۔جن کا مجموعہ (سَاَلْتُمُوْنِیْھَا) ہے۔

(24)خَفَاء: حرف کی آواز کا چھپا ہوا اور نرم ہونا۔حروف خفیّہ چار ہیں۔جن کا مجموعہ (ھَاوِی) ہے۔

(25)امالہ: مائل کرنا یا جھکانا۔یعنی "الف" کو "یاء" کی طرف اور ما قبل فتحہ کو کسرہ کی جانب مائل کرنا۔لٰہذا محل امالہ حروف میں "الف" اور حرکات میں "فتحہ" ہے۔اس کی ضد غیر ممال کو (مُنْتَصِبَہ) کہیں گے۔

نوٹ: اصولاً امالہ کو صفات عارضہ میں لانا چاہئے۔کیونکہ وہ الف کی ذاتی صفت نہیں ہے۔لیکن تمہید کی اتباع میں ہم نے بھی اس کو صفات ذاتیہ کے ذیل میں ہی بیان کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(26)خلط یا اشراب: کسی حرف کی آواز میں دوسرے حرف کی آواز یا دوسرے حرف کی صفت شامل کرنا۔ جیسے نون مخفاۃ، الف ممالہ، ہمزہ مسلہ، صاد مشمہ۔ اس کی ضد صراحت ہے۔

(27)غنّہ: خیشوم سے آواز کا نکلنا، نون و میم کی صفت لازمہ ہے۔

(28)جرس: سخت آواز، یہ صفت صرف ہمزہ میں ہے۔

(29)ہتف: چیخنے کی سی آواز، یہ صفت صرف ہمزہ میں ہے۔

(30)صَتَم: کاملیتِ حرف، یہ صفت چھ حروف، حلقیہ میں پائی جاتی ہے۔

(31)رجوع: یعنی حرف کی آواز کا مخرج کے علاوہ کسی اور طرف مائل ہونا۔ چنانچہ یہ صفت نون اور میم میں راجع ہے۔ جن کی آواز خیشوم کی طرف غنہ کی وجہ سے مائل ہوتی ہے۔ باقی حروف سالمہ ہیں۔

(32): بَحَّہ: حرف کی ادائیگی میں گلے کا گھٹنا اور قدرے تنگی محسوس کرنا، یہ صفت "حاء" میں پائی جاتی ہے۔

(33)بَعَّہ یا بَعْبَعَہ: بَعبَعہ کے معنی ہیں جلدی جلدی بولے جانا، مصباح اللغات میں اس طرح لکھا ہوا ہے۔

(34)نَفْخ: حرف کے ادا کرتے وقت ہوا کا نکلنا، یہ صفت چار حروف میں پائی جاتی ہے۔ (ذال، زاء، ضاد اور ظاء)

(35)متصل: اس صفت سے متصف ایک حرف "واؤ" ہے کیونکہ یہ منہ میں پھیل کر "الف" کے مخرج تک پہنچ جاتا ہے۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ "یاء" کا بھی یہی حال ہے۔ اس لئے یہ لقب (صفت) اس "یاء کو" بھی ملنا چاہئے تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: یہاں تک پینتیس(35)صفات ہو گئیں۔صاحب الرعایۃ نے دس(10)صفات اور بھی بیان کئے ہیں۔

(36)الاول:من العشرۃ الحروف الحلقیہ۔ (37)الثانی:الحروف اللهوية۔
(38)الثالث:الحروف الشجرية۔ (39)الرابع:الحروف الاصلية۔
(40)الخامس:الحروف النطعية۔ (41)السادس:الحروف اللثوية۔
(42)السابع:الحروف الذلقية۔ (43)الثامن:الحروف الشفهية۔
(44)التاسع:الحروف الجوفية۔ (45)العاشر:الحروف الهوائية۔

آخری دس(10)صفات جو ہیں، مخارج کے بیان کو پڑھنے کے بعد واضح ہو جاتی ہیں۔ان دس(10)صفات میں یہ ہوتا ہے کہ جس جگہ سے جو جو حرف ادا ہوتا ہے،ان حروف کو اسی جگہ کا نام دے دیا جاتا ہے۔یا اس جگہ کے قریب جو جگہ ہے،اس کا نام حروف کو دے دیا جاتا ہے۔مثلاً: ہمزہ،ہاء،عین،حاء،غین،خاء حلق سے ادا ہوتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کو حروف حلقیہ کہتے ہیں۔اور ظاء،ذال ثاء،جو کہ ثنایا علیا کے مسوڑھوں کے قریبی جگہ سے ادا ہوتے ہیں،اور مسوڑھے اس کے قریب ہیں۔اسی وجہ سے ان کو لثویہ کہتے ہیں۔

یہاں تک پینتالیس(45)صفات مکمل ہوئیں۔بعض کتب میں کچھ صفات اور بھی ہیں۔ان کا ذکر بھی یہاں کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

(46)حروف مذبذبہ: یہ کل نو(9) ہیں۔جن کا مجموعہ (اَلْيَوْمَ تَنْسَهُ) ہے۔"الف" کے علاوہ جتنے بھی زائد حروف ہیں،وہ زوائد بھی ہیں اور حروف مذبذبہ بھی۔اور ان کا یہ نام اس لئے ہے کہ ان کو ایک حال پر قرار نہیں ہے۔بلکہ کبھی اصلی ہوتے ہیں اور کبھی زائدہ۔اور ذہن کو ان کے اصلی اور زائد ہونے کے بارے میں تردد ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(47)الحروف الاصلیۃ: یہ کل انیس(19)ہیں، جو کہ دس(10)زوائد کے ماسوا ہیں۔ کیونکہ یہ حروف ہمیشہ فاء، عین، لام ہی ہو کر آتے ہیں۔ زائد ہو کر کسی کلمہ میں بھی نہیں آتے۔

نوٹ: طلباء کرام ان صفات سے پریشان نہ ہوں۔ صرف سترہ(17)صفات کو یاد کرلیں، اور ان کو اچھی طرح سے سمجھ لیں۔ باقی صفات شوق والے طلباء کرام کے لئے لکھی گئیں ہیں۔

◆□◆□◆

(۴۔التجوید)

شعر: (۲۷) وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَازِمٌ ۔ مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرْآنَ اٰثِمٌ

ترجمہ: اور تجوید کے مطابق عمل (تلاوت قرآن میں) ضروری اور لازم ہے۔ جو شخص قواعد تجوید سے قرآن نہ پڑھے، وہ گنہگار ہے۔

تشریح: طاش کبری زادہ میں ہے کہ الاخذ سے مراد عمل ہے۔ یعنی الاخذ بالتجوید سے مراد عمل بالتجوید ہے۔ کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے۔

حتم لازم سے مراد قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا ضروری اور لازم ہے۔ اس سے فقہی وجوب بھی مراد ہو سکتا ہے کہ مخارج وصفات کی کم از کم وہ مقدار کہ جس سے نماز درست ہو جائے، اتنا قرآن تجوید سے پڑھنا ضروری اور لازمی ہے۔ یا پھر عرفاً وجوب بھی مراد ہو سکتا ہے، کہ تجوید کے سارے قواعد ومسائل اس میں شامل ہو جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس علم کے فرض کفایہ ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ شرح ابن ناظم میں ہے کہ تجوید کے قواعد کی رعایت اور ان پر عمل فرض عین ہے۔ ہر قاری قرآن کے لئے جو شخص قرآن صحیح نہ پڑھے، وہ گنہگار اور قابل عتاب (غصہ / قہر) ہے۔

پس معلوم ہوا کہ تجوید سے خارج ہو کر قرآن مجید پڑھنا حرام ہے، کیونکہ حرام ہی پر عتاب ہوتا ہے۔ اور صحیح فعل پر ثواب ہوتا ہے۔ ہر حال میں قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا فرض ہے۔ خواہ نماز میں پڑھے خواہ باہر۔ (العطایا الوہبیہ بحوالہ قطب الارشاد)

تجوید کو حاصل کرنے کی دلیل: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ مَن لم یجود القرآن بعض نسخوں میں من لم یصحح القرآن لکھا ہے۔ دونوں کی ایک ہی مراد ہے۔ مگر لم یجود زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ پہلے مصرع میں تجوید کا سیکھنا ضروری فرمایا۔ اس مصرع میں اُسی تجوید کے ترک پر وعید کا بیان ہے۔ گویا تجوید کے اختیار اور ترک یا جاننے اور نہ جاننے کے دونوں پہلوؤں پر کلام ہو گیا۔ (جواہر النقیہ)

اثم: لحن کی لغوی تعریف: وہ صحیح سے غلط کی طرف مائل ہونا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ (سورۃ محمد)

لحن کی قسمیں: لحن کی دو قسمیں ہیں۔ (1) لحن جلی (2) لحن خفی

لحن جلی: وہ غلطی جو قواعد عربیہ کی مخالفت کے سبب سے پیدا ہو۔ جیسے حرف کے بدلے حرف کو تبدیل کرنا، یا حرکت کو حرکت کے بدلے تبدیل کرنا، چاہے اس کی تبدیلی سے معنی میں اثر ہو یا نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے الفاظ میں لحن جلی کی تعریف یہ ہے کہ کو اپنے مخارج سے ادا نہ کرنا، صفات لازمہ کے ساتھ ادا نہ کرنا لحن جلی ہے۔ اس کے واضح ہونے کی وجہ سے علمائے تجوید اور اس کے علاوہ عام ادراک کرنے والے بھی اس کو سمجھ لیتے ہیں۔

لحن جلی کا حکم: لحن جلی بالاجماع حرام ہے۔

لحن خفی: یہ وہ غلطی ہے جو قواعد تجوید کی مخالفت کی وجہ سے ہو۔ دوسرے الفاظ میں، ایسی غلطی جو صفات عارضہ میں غلطی اور خطاء کے سبب سے ہو۔ لحن خفی کی دو قسمیں ہیں۔

(1) جو تجوید کے متفق علیہ احکام کی مخالفت کے سبب ہو، جیسے اظہار کی جگہ ادغام اور ادغام کی جگہ اظہار، اظہار کی جگہ اخفاء اور مد کی جگہ قصر یا قصر کی جگہ مد، اور اس کے علاوہ جو معروف احکام ہیں۔

(2) لحن خفی ایسی باریک غلطی ہے جس کو ایک ماہر قاری کے علاوہ کوئی نہ پہچان سکے، جیسے تکرارِ راءات اور نون کے غنات اور آواز کا اتار چڑھاؤ مد اور عدم ضبط مد کی مقداروں کے اندر اور اسی طرح عدم ضبط امالہ کبریٰ کے اندر یا صغریٰ کے اندر، اور عدم ضبط تسہیل ہمزہ کے اندر چاہے وقفاً ہو یا وصلاً۔ اور اس جیسی دیگر باریک فنی غلطیاں اس میں شمار ہوتی ہیں۔ اور اس قسم کے لحن کا نام اس کی انواع کے ساتھ رکھا ہے۔ خفی اس لئے کہ یہ اکثر مخفی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ غیر ماہر قرّاء پر بھی ظاہر نہیں ہوتی۔

قسم اول کا حکم: یہ حرام ہے ہر اس شخص کے نزدیک جس کے ہاں تجوید کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ اور تمام قرّاء اس کی حرمت پر متفق ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قسم دوم کا حکم: یہ مکروہ ہے۔اس کی غلطی پر خواص کو عتاب ہوگا، لیکن عوام کو نہیں۔اس لئے کہ تجوید کے سیکھنے کا حکم فرض کفایہ ہے۔لہٰذا یہ علماء کے شایانِ شان نہیں کہ وہ لحن خفی کے بھی مرتکب ہوں۔(لمعات شرح صفحات فی علوم القراءات)

خلاصۃ: ستائیسویں شعر کے پہلے مصرع میں تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔اور دوسرے مصرع میں تارک تجوید کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

لحن جلی کے اسباب وقوع تین(3)ہیں۔01)مخارج(2)صفات لازمہ ممیّزہ 03)بعض صفات عارضہ مثلاً حرکت، تشدید، سکون، سکتہ وغیرہ میں غلطی کرنا۔

لحن خفی کے سبب وقوع دو(2)ہیں۔(1)صفات لازمہ غیر ممیّزہ(2)ان صفات عارضہ میں غلطی کرنا جو محسنہ ہیں۔

شعر:(۲۸) لِاَنَّہٗ بِہِ الْاِلٰہُ اَنْزَلَا وَھٰکَذَا مِنْہُ اِلَیْنَا وَصَلَا

ترجمہ: کیونکہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے تجوید ہی کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔اور اسی طرح (تجوید ہی کے ساتھ) اُس (حق تعالیٰ) سے ہم تک پہنچا ہے۔

تشریح: لِاَنَّہٗ کی ضمیر یا تو ضمیر الشان ہے۔(جو جملہ خبریہ سے پہلے واقع ہوتی ہے،اور اس کا مرجع معہود فی الذھن ہوتا ہے) یا اس کا مرجع القرآن ہے۔بِہٖ کی ضمیر کا مرجع التجوید ہے اور مِنْہُ کی ضمیر کا مرجع اَلْاِلٰہُ ہے۔

اَنْزَلَا اور وَصَلَا دونوں کا الف اطلاقی ہے۔الف اطلاقی وہ ہوتا ہے جو قافیہ بندی کے لئے زائد کیا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: اس شعر میں وجوب تجوید کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ پہلے مصرع میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں بتایا گیا ہے کہ ہم تک بھی یہ تجوید کے ساتھ پہنچا ہے۔ یعنی دوسرے مصرع میں سوال کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ نازل کیا گیا ہے؟

جواب: جواب یہ ہے کہ تجوید ہی کے ساتھ قرآن کریم ہم تک پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو لوحِ محفوظ پر نازل فرمایا۔ پھر وہاں سے جبرائیلؑ نے رسول اللہ تک پہنچایا۔ پھر آپؐ سے صحابہ نے اور ان سے تابعین نے اور ان سے تبع تابعین نے اور ان سے سلسلہ بہ سلسلہ مشائخ قراءات کے واسطوں سے ہم تک پہنچا ہے۔

انزلا: تجوید کے ساتھ نزول کی دلیل وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا (الفرقان) اور ہم نے قرآن کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔

اِلَيْنَا وَصَلَا: ہم تک پہنچنے کی دلیل: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

شعر: (۲۹) وَهُوَ اَيْضًا حِلْيَةُ التِّلَاوَةِ وَزِيْنَةُ الْاَدَآءِ وَالْقِرَاءَةِ

ترجمہ: اور وہ (تجوید) تلاوت کا زیور بھی ہے، اور اداء و قراءت کا حسن (بھی) ہے۔

تشریح: هُوَ کی ضمیر کا مرجع تجوید ہے۔ رفتار کے اعتبار سے تلاوت کے مندرجہ ذیل پانچ مراتب ہیں۔

(1) تحقیق: یعنی پڑھنے میں بہت ہی ٹھہراؤ اور صفائی ہو۔

(2) ترتیل: دوسرا اس سے ذرا رواں ہو، اسے ترتیل کہتے ہیں۔

(3) تدویر: تیسرا اس سے ذرا رواں، جیسا کہ جہری نمازوں میں پڑھا جاتا ہے، اسے تدویر کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4)حدر: چوتھا اس سے بھی ذرا رواں ہو، جیسا عموماً تراویح میں پڑھتے ہیں، اسے حدر کہتے ہیں۔

(5)زمزمہ: اور پانچواں اس سے بھی تیز۔ جیسے کوئی منزل یاد کرتے ہوئے، یا چلتے پھرتے آہستہ آواز میں پڑھ رہا ہو۔ اس کو زمزمہ کہتے ہیں۔ لیکن ان تمام اقسام میں تجوید کا پایا جانا ضروری ہے۔

(6)ہذرمہ: یعنی زمزمہ سے بھی تیز۔ جس میں قواعد تجوید کی رعایت نہ رکھی جائے۔ اس کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لِمَا رُوِیَ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ شرّالسیر الحقحقۃ ای السفر فی اوّل لیلٍ. ''وَشَرَّالْقِرَاءَۃ الھذرمۃ'' ای السرعۃ فیھا۔ (نھایۃ القول المفید بحوالہ شرح شیخ حجازی والبرکوی علی الدر الیتیم)

ترجمہ: جیسا کہ سیدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؓ نے فرمایا ہے کہ سفر کا شر حقحقہ یعنی رات کے ابتداء میں سفر کرنا ہے۔ اور قراءت کا شر ہذرمہ یعنی اس میں سرعت کرنا ہے۔

نوٹ: زمزمہ عیوب تلاوت میں بھی آتا ہے۔ وہ الگ چیز ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ قرآن مجید کو گانے کی طرز پر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر حد تجوید سے باہر ہے تو حرام ہے۔

تلاوت: قرآن کریم کے مسلسل پڑھنے کو تلاوت کہتے ہیں۔ جیسے کسی کو سنانا، سبق پڑھنا اور بطور وظیفہ قرآن پڑھنا۔

ادا: استاذ یا شاگرد کا تعلیم و تعلم کے لئے پڑھنا۔

(1)متقدمین کا طریقہ تھا کہ استاذ پڑھتا اور تلامذہ سنتے۔

(2)متاخرین کے یہاں تلامذہ کے پڑھنے اور استاذ کے سننے کا طریقہ رہا ہے۔

(3)ہمارے زمانے میں دونوں مروج ہیں۔ یعنی استاذ پڑھے اور شاگرد سنے۔ یا پھر شاگرد پڑھے اور استاذ سنے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

قراءات: قراءت عام ہے۔ تلاوت اور اداد دونوں کو شامل ہے۔اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد سبعہ و عشرۃ ہے۔

فائدہ: یہ مسئلہ بین العلماء مختلف فیہ ہے کہ ترتیل قلتِ قراءت کے ساتھ افضل ہے، یا حدر کثرت قراءت کے ساتھ۔ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ترتیل قلتِ قراءت کے ساتھ افضل ہے۔اور امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ ایک جماعت صحابہ و تابعین اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ سرعت و کثرت قراءت افضل ہے۔

امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ امام مجاہدؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے نماز میں سورۃ بقرۃ پڑھی، تو دوسرے نے سورۃ بقرہ اور سورۃ آل عمران پڑھی۔ رکوع اور سجود دونوں کا برابر تھا۔ان میں سے کون افضل ہے؟ اس پر امام مجاہدؒ نے فرمایا کہ جس نے صرف سورۃ بقرۃ پڑھی وہ افضل ہے۔

اس کو یوں سمجھا جائے کہ کسی کے پاس ایک روپیہ کے دس (10) سکے ہیں، تو دوسرے کے پاس پچاس روپے کا ایک ہی نوٹ ہے۔ تو گو تعداد میں سکے زیادہ ہیں۔ مگر حقیقت اور قیمت میں ایک ہی نوٹ بڑا ہوا۔

خلاصہ: انتیسویں (29) شعر میں قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کا ظاہری فائدہ بتلایا گیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تجوید قرآن کی زینت ہے۔

شعر: (۳۰) وَهُوَ اِعْطَآءُ الْحُرُوْفِ حَقَّهَا مِنْ صِفَةٍ لَّهَا وَمُسْتَحَقَّهَا

ترجمہ: اور تجوید دیتی ہے حروف کو ان کا حق ان کی صفات لازمہ سے اور ان کے مستحق سے (صفات عارضہ سے)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: هُوَ کی ضمیر کا مرجع تجوید ہے۔ حَقَّهَا اور مُسْتَحَقَّهَا اور لَهَا کی ضمیروں کا مرجع حروف ہے۔

خلاصہ: تیسویں (30) شعر میں تجوید کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ (اس کا ایک جز یعنی صفات بیان کی گئی ہیں) اور اس تعریف کا تتمہ اگلے شعر کے مصرع اولیٰ میں آتا ہے۔ حق سے مراد صفات لازمہ ہیں اور مستحق سے مراد صفات عارضہ ہیں۔

اشکال: مخارج ذوات ہیں۔ اور صفات کیفیات ہیں۔ اور کیفیات وصفات اصل ذات سے مؤخر ہوتی ہیں۔ لیکن یہاں صفات کو مخارج پر مقدم کیا ہے؟

جواب 1: اعطاء الحروف میں حروف کا ذکر مخارج کے ذکر کو مستلزم ہے۔ کیونکہ مخارج کے بغیر حروف کے پائے جانے کا کوئی امکان نہیں۔ اور آگے وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِاَصْلِهٖ میں كُلِّ وَاحِد سے مراد یہی حق اور مستحق مراد ہیں۔ مخارج نہیں۔

جواب 2: وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِاَصْلِهٖ سے مراد مخارج ہیں اور مخارج کو صفات سے مؤخر بیان کرنے سے صفات کی اہمیت کی طرف اشارہ مقصود ہے۔ یعنی مخارج کی صحت تو عموماً ہو جاتی ہے، مگر صفات میں کوتاہی بہت ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے صفات میں کوتاہی سے بچنے اور ان کے اہتمام کرنے کو بیان فرمایا۔

شعر: (۳۱) وَرَدُّ كُلِّ وَاحِدٍ لِاَصْلِهٖ وَاللَّفْظُ فِيْ نَظِيْرِهٖ كَمِثْلِهٖ

ترجمہ: ہر ایک حرف لوٹتا ہے اپنے اصل کی طرف، اور ہر ایک لفظ اپنی نظیر میں اپنی مثل جیسا ہے۔

تشریح: لِاَصْلِهٖ کی ضمیر کا مرجع حرف ہے۔ نَظِيْرِهٖ اور كَمِثْلِهٖ کی ضمیروں کا مرجع اللفظ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصل سے مراد مخارج ہیں۔ اور وَ زِدْ کی واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ ترتیب کے لئے نہیں۔

واللفظ: اس مصرع میں حضرت ناظمؒ یہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اگر قرآن مجید میں کوئی حرف مکرر (ڈبل) آجائے تو اسے کماحقہ ادا کریں۔ کیونکہ اکثر لوگ لاپرواہی سے پہلے حرف کو صحیح ادا کرتے ہیں اور دوسرے کو ناقص۔ یعنی جس طرح پہلی جگہ عمدہ ادا کیا ہے۔ دوسری، تیسری بلکہ پوری تلاوت میں جتنی دفعہ بھی آجائے، اُسی پہلی جگہ کی طرح عمدہ ادا کریں۔ مثلاً: دو قاف اکٹھے ہو جائیں۔ یا قاف اور کاف اکٹھے ہو جائیں، یا دو ہمزہ یا دو عین اکٹھے ہو جائیں۔ مختصر یہ کہ حروف حلقی مکرر آجائیں، یا حروف حلقی اور مدّہ اکٹھے ہو جائیں۔ یا متشابہ الصوت حروف جمع ہوں۔ تو ان کو صاف صاف ادا کرنا چاہئے۔ اور ان غلطیوں سے بچنے کے لئے تاکیداً حضرت مصنفؒ نے ایک معنی کے تین الفاظ لائیں ہیں۔ (جواہر عزیزیہ)۔

یعنی نظیر، مثل اور تشبیہ کا کاف وَاللَّفْظَ فِيْ نَظِيْرِهٖ كَمِثْلِهٖ مثل سے مراد پہلا موقع ہے اور نظیر سے مراد بعد کے مواقع ہیں۔

خلاصہ: اکتیسویں (31) شعر کے پہلے مصرع میں تجوید کی بقیہ تعریف (مخارج) کو بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں تجوید کا کمال بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۳۲) مُكَمَّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفِ　　بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفِ

ترجمہ: (ہر حرف کو اس طرح ادا کرنا کہ وہ) بغیر کسی تکلف کے مکمل ہو، تلفظ میں لطافت (عمدگی) ہو، بغیر راہ روی کے (یعنی قواعد تجوید کے خلاف نہ ہو)

تشریح: کمال تجوید یہ ہے کہ مخارج سے صفات لازمہ وعارضہ کے ساتھ بغیر تکلف کے ادا ہوں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت کے محاسن

تلاوت کے محاسن مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ترتیل: تمام قواعد کا لحاظ کرتے ہوئے قرآن مجید کو ٹھہر ٹھہر کر یعنی اطمینان کے ساتھ پڑھنے کو ترتیل کہتے ہیں۔

(2) تجوید: حروف قرآنیہ کو صحیح طور پر مخارج سے ادا کرنے اور صفات لازمہ اور عارضہ کا خیال رکھنے کو تجوید کہتے ہیں۔

(3) تبیین: ہر حرف کو واضح اور صاف ادا کرنے کو تبیین کہتے ہیں۔

(4) ترسیل: الفاظ کو لطافت کے ساتھ ادا کرنا اور ہر حرف کو اسی طرح پورا پورا ادا کرنا، جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اور حروف کو چبا کر پڑھنے سے بچنے کو ترسیل کہتے ہیں۔

(5) تحسین: تجوید کی رعایت کرتے ہوئے لحن عرب کے موافق خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کو تحسین کہتے ہیں۔

(6) توقیر: خشوع و خضوع کے ساتھ باوقار طریقہ پر تلاوت کرنے کو توقیر کہتے ہیں۔

تکلف: منہ کا ٹیڑھا ہونا اور پیشانی پر شکن پڑنا، نتھنوں کا پھولنا، پلکوں کا جلدی جلدی گرانا۔ دیوانوں کی طرح ادھر ادھر سر مارنے اور آواز کو سُردار بنانے کے لئے اپنے ہونٹوں پر انگلیاں پھیرنا وغیرہ۔

لطف: حرف کو نرمی اور لطافت، عمدگی اور خوبی سے ادا کرنا۔

تعسف: راستہ سے ہٹ جانا، بے راہ ہو جانا۔ یعنی قاری اپنی تلاوت میں بے راہ روی اختیار نہ کرے، جو کہ عیوب تلاوت سے پیدا ہوتی ہے۔ عیوب تلاوت مندرجہ ذیل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1)ترعید: مدّات اور حرکات میں آواز کا ہلانا۔ (مکروہ)

(2)تنفیش: حرکات کو پورا ادا نہ کرنا۔ (مکروہ)

(3)تعجیل یا تخلیط: اس قدر جلدی کرنا کہ جُدا جُدا سمجھ میں نہ آئیں، بلکہ گڈ مڈ ہو جائیں۔ (حرام)

(4)تطنین/صرصرہ: ہر ایک حرف میں غنہ کرنا اور اس کو ناک میں پڑھنا۔ (حرام)

(5)تھمیز: ہر حرف میں ہمزہ ملا دینا۔ (حرام)

(6)تطویل/تمطیط: مدّات اور حرکات و سکنات میں آواز کو حد سے زیادہ کھینچنا۔ (مکروہ)

(7)همهمه: مخفف کو مشدد پڑھنا۔ (حرام)

(8)زمزمه: گانے کی طرز پر پڑھنا۔ (مکروہ تحریمی، اگر حد تجوید سے باہر ہو تو حرام ہے)

(9)ترقیص: آواز کو نچانا۔ (اگر تجوید کی حد میں ہے تو مکروہ ورنہ حرام ہے)

(10)عنعنه: کسی حرف کے ساتھ عین کی آواز ملانا۔ (حرام)

(11)رکز: بے موقع ادغام کرنا۔ مثلاً فَاضْفَخْ عَنْهُمْ میں حاء کا ادغام کرنا۔ (حرام)

(12)تعویق: درمیان کلمہ میں وقف کر کے درمیان ہی سے پڑھنا۔ (حرام)

(13)تمضیغ: حروف کو چبا کر پڑھنا۔ (مکروہ)

(14)وثبه: ایک حرف کو نامکمل چھوڑ کر اگلا حرف پڑھنا۔ (مکروہ)

(15)تطریب: مد اصلی کو زیادہ لمبا کرنا۔ (مکروہ)

بعض کتب میں ترقیص کا مطلب یہ لکھا ہوا ہے کہ حرف کو ساکن کر کے پھر حرکت پڑھنا۔ مثلاً: اَنْ هَدَيْنَا۔

خلاصہ: بتیسویں (32) شعر میں قاری کا کمال بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۳۳) وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ تَرْكِهِ — إِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهِ

ترجمہ: اور تجوید کے ساتھ پڑھنے اور اس کو ترک کرنے میں کوئی بڑا فرق نہیں، مگر آدمی کا اپنے منہ سے ریاضت کرنا ہے۔

تشریح: (بَيْنَهُ اور تَرْكِهِ کی ضمیروں کا مرجع تجوید ہے، اور بفکه کی ضمیر کا مرجع امْرِئٍ ہے)

رياضة: کسی کام پر مداومت کرنا، تاکہ اس میں مشّاق ہو جائے۔

فَكّ: بمعنی جبڑا، ذکر المحل و ارادة الحال کے طریقے پر مجازاً منہ یا زبان مراد ہے۔

تجوید محض مطالعہ سے نہیں آتی، بلکہ یہ ایک عملی مشق ہے، جو محنت اور ریاضت سے آتی ہے۔ اور اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہاں! اس میں کوئی شک نہیں کہ کتابوں سے مدد ضرور ملتی ہے۔ جس کو قرآن کا معلم بننے کا شوق ہو، اس کے لئے کتابی علم بھی حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ پس تجوید کا علم تو کتابوں سے حاصل ہوتا ہے۔ اور اس کی عملی مشق افواہِ مشائخ سے سن کر اس کی نقل کرنے سے آتی ہے۔ کیونکہ کسی استاذ سے ہدایات حاصل کئے بغیر بطور خود ریاضت کرنے کے تو کوئی معنی ہی نہیں۔

خلاصہ: تینتیسویں (33) شعر میں مجود بننے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ اور قاری اور غیر قاری کے درمیان فرق کو بیان کیا گیا ہے۔

◆□◆□◆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵۔استعمالُ الحروف) (حروف کے ادا کرنے کے طریقے)

نوٹ: بعض نسخوں میں باب الترقیق کا عنوان مذکور ہے۔

شعر:(۳۴) فَرَقِّقَنْ مُسْتَفِلًا مِنْ اَحْرُفٖ وَحَاذِرَنْ تَفْخِیْمَ لَفْظِ الْاَلِفِ

ترجمہ: پس باریک کر حروف میں سے مستفلہ کو اور بچ تو حرف الف کی تفخیم سے۔

تشریح: بعض نسخوں میں وَحَاذِرًا بالالف ہے۔یعنی وَکُن حَاذِرًا۔مِنْ اَحْرُفٖ کے ہمزہ کو نقلِ حرکت اور حذف کے ساتھ پڑھنا، اور بغیر نقل کے پڑھنا بھی جائز ہے۔(المنح الفکریہ)

حروف مستفلہ تمام باریک ادا کئے جاتے ہیں۔اور ترقیق ہی کے ساتھ ان کی صحیح ادائیگی ہوتی ہے۔(حروف مستعلیہ ہمیشہ پُر ہی پڑھے جاتے ہیں)۔البتہ "لام اور راء" (گو دونوں مستفلہ ہیں) اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔کیونکہ بعض حالات میں مرقق اور بعض حالات میں مفخم ادا ہوتے ہیں۔جس کی تفصیل ان شاء اللہ عنقریب آئے گی۔

دوسرے مصرع میں یہ جو فرمایا ہے کہ "الف" کی تفخیم سے پرہیز کرو، بات یہ ہے کہ "الف" اگرچہ حروف مستفلہ میں سے ہے، لیکن ہمیشہ باریک نہیں پڑھا جاتا۔بلکہ اس کی تفخیم اور ترقیق اس سے پہلے حرف کے تابع ہوتی ہے۔مصنفؒ نے نشر میں لکھا ہے کہ "الف" بذاتہ خود نہ ترقیق کے ساتھ متصف ہے نہ تفخیم کے ساتھ۔بلکہ اپنے ماقبل کے تابع ہو کر مفخم یا مرقق ہوتا ہے۔

ابن ناظمؒ فرماتے ہیں کہ یہ عبارت اس بات کے ساتھ مقید ہے کہ "الف" حرف مرقق کے بعد ہو۔کیونکہ حرف مفخم کے بعد اپنے ماقبل کی تفخیم میں تابع ہوتا ہے۔قاعدہ یہ ہے کہ "الف" اپنے ماقبل کو لازم ہوتا ہے۔اس کے وجود کے ساتھ اس کا وجود اور اس کے عدم کے ساتھ اس کا عدم ہے۔اس لئے "الف" کا ماقبل ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔پھر فرماتے ہیں کہ بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا یہ قول معتبر نہیں کہ "الف" کی ترقیق کا پورا خیال رکھنا چاہئے، خصوصًا جب وہ حرف مستعلیہ کے بعد ہو۔ کیونکہ ہم نے جو ذکر کیا ہے، وہی حق ہے۔

(2) بعض عجمیوں، خصوصًا رومیوں میں "الف" کو ہمیشہ واؤ کی طرح مفخم پڑھنے کی عادت تھی۔ اس شعر میں اُسی مخصوص تفخیم پر تنبیہ کی گئی ہے، نہ کہ عرفی تفخیم سے۔ (طاش کبری زادہ)

حروف مفخمہ کے بعد "الف" کی تفخیم اور مرققہ کے بعد اس کی ترقیق اگرچہ تقریبًا اجماعی ہے۔ لیکن حیرت ہے کہ بعض بڑے بڑے مشائخ نے مطلقًا اس کو مرقق پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ناظمؒ کے شیخ، ابن الجندیؒ نے فرمایا کہ حروف مستعلیہ کے بعد "الف" کو پُر پڑھنا غلط ہے۔ جعبریؒ نے شرح شاطبیہ میں فرمایا کہ ورش کے یہاں لام مفخمہ کے بعد جو "الف" ہو، اس کو پُر پڑھنا لحن (غلط) ہے۔ لہٰذا اس سے بچو۔ شارح مصری نے "راء" مفخمہ کے بعد والے الف کو لکھا ہے کہ اس کی تفخیم جائز نہیں۔ (النخ الفکریہ)

ناظمؒ نے بھی اپنی ابتدائی تالیف، جو زمانہ طالب علمی میں لکھی ہے، یعنی تمہید میں غالبًا اپنے شیخ ابن الجندیؒ کی اتباع میں وہی اختیار کیا، جو ابن الجندیؒ کی رائے ہم لکھ چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مصنفین نے اس مسئلہ پر مستقل کتابیں تصنیف کیں، ورنہ عجب نہیں کہ بعد میں آنے والوں کے لئے یہ مسئلہ بھی مختلف فیہ ہو کر رہ جاتا۔ فللّٰہ الحمد۔ (جواہر النقیہ)

خلاصہ: چونتیسویں (34) شعر کے پہلے مصرع میں حروف مستفلہ کی ترقیق اور دوسرے مصرع میں الف کی تفخیم کے متعلق بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۳۵) وَهَمْزَ أَلْحَمْدُ. أَعُوْذُ. اِهْدِنَا ٱللّٰهِ. ثُمَّ لَامَ لِلّٰهِ. لَنَا

ترجمہ: باریک پڑھو الحمد، اعوذ اھدنا اور اللہ کے ہمزہ کو اور للہ لنا کے لام کو۔

خلاصہ: پینتیسویں (35) شعر میں الحمد، اعوذ، اھدنا اور اللہ کے ہمزہ کو اور للہ اور لنا کے لام کو پُر پڑھنے سے پرہیز کی تاکید کی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۳۶) وَلْيَتَلَطَّفْ وعَلَى اللّٰهِ وَلَا الضّ وَالْمِيْمَ مِنْ مَّخْمَصَةٍ وَّ مِنْ مَّرَضْ

ترجمہ: اور باریک پڑھو ولیتلطّف وَعلی اللہ (کے لام اول کو) اور و لا الضالین کے لاموں کو اور مخمصہ اور مرض کی میموں کو۔

تشریح: ولا الضّ ولا الضالین کا مختصر ہے۔ جس قدر لفظ مطلوب تھا، اسی پر اکتفاء کیا، دوسرے وزنِ بیت بھی پورے لفظ کا متحمل نہ تھا۔

اللہ سے مراد پہلا لام، ولیتلطّف سے دوسرا لام، علی اللہ سے پہلا لام اور و لا الضالین سے پہلا اور پچھلا دونوں مراد ہیں۔ مخمصۃ میں دونوں میم مراد ہیں۔ کیونکہ دونوں موٹے حروف سے پہلے واقع ہیں۔ نشر میں ہے کہ میم کے بعد الف آئے تو تفخیم سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

خلاصہ: چھتیسویں (36) شعر میں ولیتلطّف علی اللہ اور و لا الضالین کے لام اور مخمصۃ اور مرض کے میم کو پُر پڑھنے سے پرہیز کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔

شعر:(۳۷) وَبَاءَ بَرْقٍ بَاطِلٍ بِهِمْ بِذِيْ وَاحْرِصْ عَلَى الشِّدَّةِ وَالْجَهْرِ الَّذِيْ

ترجمہ: (اور باریک پڑھو) برق، باطل، بهم اور بذی کی باء کو اور صفت شدت اور جہر (کے ادا کرنے) کی کوشش کرو جو کہ

تشریح: بعض نسخوں میں فاحرص بھی آیا ہے۔ حضرت مصنفؒ کے زمانہ میں مصر، شام اور یمن کے بعض علاقوں میں باء اور جیم میں یہ دونوں صفتیں صحیح ادا نہیں کی جاتیں تھیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: واضح ہو کہ بعض غلطیاں زمانی ہوتی ہیں (یعنی ایک زمانہ میں پائی جاتی ہیں، اور بعد کے زمانہ میں نہیں ہوتیں)، بعض غلطیاں علاقائی ہوتی ہیں، جو ایک علاقہ میں پائی جاتی ہیں، دوسرے میں نہیں۔ (جواہر عزیزیہ)

یعنی خیال رکھنا چاہئے کہ باء میں تفخیم نہ ہو۔ خصوصًا جب اس کے بعد حرف مفخم ہو۔ جیسے بَرْقٌ وغیرہ۔ اسی طرح اگر باء اور حرف مفخم کے درمیان الف ہو، تو بھی باء کی تفخیم سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ الف حرف خفی ہے، اس کے حائل ہونے کے باوجود حرف مفخم کی تفخیم کا اثر باء کی ترقیق پر ہو سکتا ہے۔ جیسے باطل وغیرہ۔ اسی سے یہ نکل آیا کہ اگر باء کے پہلے یا بعد دو مفخم حروف ہوں تو اس کی ترقیق کا مزید خیال رکھنا ضروری ہے۔ جیسے ناظمؒ نے ہی مثال فرمائی۔ برق، ایسے ہی البصر، البقر، القربی وغیرہ۔

بعض اوقات باء کی ترقیق اس لئے بھی ناقص ہو جاتی ہے کہ اس کے بعد کوئی حرف خفی آجائے، جیسے بِهِم، بِهِ بالغ تابوا یا کوئی حرف ضعیف آجائے جیسے و بذی القربی میں و بذی ایسے ہی بثلاثة، بساحتهم وغیرہ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حرف خفی یا حرف ضعیف آنے کی وجہ سے باء کی شدت اور جہر دو قوی صفتوں کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی لئے آگے باء اور جیم میں ان دونوں صفات کی ادا پر زور دیتے ہیں۔

الذی: لفظی تقاضا یہ ہے کہ اَلَّذَيْنِ (تثنیہ) ہو کیونکہ الشدة والجهر کی صفت ہے۔ قافیہ کی رعایت سے الذی فرمایا۔ لہٰذا عبارت میں تاویل کی جائے گی۔ یعنی واحرص علی کل واحد من الشدة والجهر الذی، گویا لفظ کل کی صفت ہونے کی وجہ سے الذی واحد ہے۔ الذی کا صلہ آئندہ شعر میں آرہا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: سینتیسویں(37)شعر کے پہلے مصرع میں برق باطل، بھم، بذی کی باء کو پُر پڑھنے سے پرہیز کی تاکید کی گئی ہے، اور دوسرے مصرع میں باء اور جیم کی شدت اور جہر کا بیان ہے۔

شعر:(۳۸) فِيْهَا وَفِي الْجِيْمِ كَحُبِّ الصَّبْرِ رَبْوَةٍ اجْتُثَّتْ وَحَجِّ الْفَجْرِ

ترجمہ: اس باء اور جیم میں ہیں، جیسے حب، الصبر، ربوۃ اجتثت حج اور الفجر۔

تشریح: (فیھا کی ضمیر کا مرجع باء ہے)۔ ناظمؒ باء کی ترقیق کا حکم فرمایا، تو اس اندیشہ کی اصلاح فرمائی کہ ترقیق میں اسقدر مبالغہ بھی نہ کیا جائے کہ باء کی شدت اور جہر متاثر ہوں۔ اور باء مثل فاء کے ہو جائے۔ اور باء کی مناسبت سے جیم میں بھی شدت اور جہر ادا کرنے کی ترغیب دی۔ جس طرح اہلِ مصر اور اہلِ شام۔ کہ جیم میں شین کا امتزاج کرتے ہیں۔ اور تفشی کی طرح آواز منتشر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح اہلِ یمن کہ جیم میں اقصیٰ لسان تالو کی طرف بلند کرتے ہوئے کاف کا امتزاج کرتے ہیں۔ مصری حضرات بعض دفعہ اَجْرٌ وغیرہ کے جیم کو کچھ اس طرح نرم سا ادا کرتے ہیں کہ وہ یاء کی مانند سنائی دیتا ہے۔ یہ "یاء" والی بات راقم کا تجربہ ہے اور "ش" اور "ک" والی بات علامہ جزریؒ کی ہے۔ شروحات نے نقل کی ہے۔

خلاصہ: اڑتیسویں(38)شعر میں باء اور جیم سے شدت اور جہر کی تاکید کا جو حکم دیا، اس کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

شعر:(۳۹) وَبَيِّنَنْ مُّقَلْقَلًا اِنْ سَكَنَا وَاِنْ يَكُنْ فِي الْوَقْفِ كَانَ اَبْيَنَا

ترجمہ: اور تو قلقلہ والے حرف کو خوب ظاہر کر۔ اگر وہ ساکن ہو۔ اور اگر وہ قلقلہ کا (حرف) وقف میں ہو، تو وہ بہت ہی ظاہر ہونے والا ہو گا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: جواہر النقیہ میں ہے کہ خصوصیت سے قلقلہ کو اس لئے بیان فرمایا کہ بعض ائمہ متاخرین نے قلقلہ کو صرف حالت وقف کے ساتھ خاص کر دیا۔ اور یہ تخصیص اس لئے کی کہ متقدمین نے لکھا ہے کہ حروف قلقلہ میں قلقلہ کی صفت وقف میں ظاہر ہوتی ہے۔ ائمہ متاخرین نے یہ سمجھا کہ وقف سے وصل کے مقابلہ میں حالت وقفی مراد ہے۔ حالانکہ متقدمین نے وقف سے سکون مراد لیا تھا۔ کیونکہ وقف بول کر سکون مراد لینا ان کی ایک عام اصطلاح تھی۔ اس شعر میں اسی عام مغالطہ کو دور کرنے کے لئے قلقلہ کے عموم کو بیان کیا ہے۔

قلقلہ کے اقسام:

ادائیگی کے لحاظ سے قلقلہ کی تین قسمیں ہیں۔ (1) قلقلہ صغیرہ (2) قلقلہ کبیرہ (3) قلقلہ اکبر

(1) قلقلہ صغیرہ: جب حروف قلقلہ ساکن موصول ہو۔ مثلاً: يَقْدِرُ

(2) قلقلہ کبیرہ: جب حروف قلقلہ موقوف علیہ ساکن ہو۔ مثلاً: اَلسُّجُوْدُ

(3) قلقلہ اکبر: جب حروف قلقلہ موقوف علیہ مشدد ہو۔ مثلاً: وَتَبَّ۔ قلقلہ اکبر میں قلقلہ کے ساتھ تشدید کی قوت بھی مل جاتی ہے، اور وقف کی وجہ سے قلقلہ خوب وضاحت کے ساتھ ادا ہوتی ہے۔

خلاصہ: انتالیسویں (39) شعر میں حالت سکون میں حروف قلقلہ کی صفت قلقلہ کو خوب ظاہر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

شعر: (۴۰) وَحَآءَ حَصْحَصَ اَحَطْتُّ الْحَقُّ وَسِيْنَ مُسْتَقِيْمِ يَسْطُوْا يَسْقُوْا

ترجمہ: اور حَصْحَصَ، اَحَطْتُّ اور الحق کی حاء کو اور مستقیم، یسطون اور یسقون کی سین کو ترقیق سے پڑھو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: حاء کے ساتھ جب کوئی مستعلیہ ہو تو حاء کی ترقیق کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اگر مقلقلا پر عطف کیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ حاء کو واضح کر کے پڑھو۔ یعنی حاء میں تمام صفات کا خیال رکھتے ہوئے ظاہر کر کے پڑھنا چاہئے۔ کہ حرف مستعلی کی وجہ سے تفخیم نہ آجائے۔ اور نہ اس کے قوی ہونے کی وجہ سے حاء کی ضعیف صفات کو نقصان پہنچے۔ اسی پر قیاس کر کے یہ بھی مفہوم ہو سکتا ہے کہ اگر حاء اور عین جمع ہوں تو دونوں کو واضح کرنا چاہئے۔ کیونکہ دونوں کا مخرج ایک ہے۔ اور عین حاء سے قدرے قوی ہے۔ تو حاء عین میں جذب ہو کر ناقص نہ ہو جائے۔ جیسے زحزح عن النار اور فاصفح عنهم۔ اسی طرح دو حاء ایک جگہ جمع ہوں مثلاً عقدة النكاح حتّٰی تو اظہار کرنا اور ادغام سے بچانا ضروری ہے۔ اور اگر حاء کے ساتھ ھاء آجائے جیسے فسبّحه، قيل يانوح اهبط تو بھی دونوں کا بیان واظہار واجب ہے۔

فائدہ: اگرچہ مستقیم میں سین اور قاف کے درمیان تاء فاصل ہے، لیکن چونکہ قاف ان دونوں سے قوی ہے، اس لئے ان دونوں میں اس کی تفخیم کے اثر آنے کا احتمال ہوتا ہے۔ اسی لئے ناظمؒ یسطو اور یسقو کے ساتھ اس کا بھی ذکر فرمادیا ہے۔ اسی طرح سین میں بھی حاء ہی کی طرح تشریح سمجھنی چاہئے۔ یعنی سین کو باریک پڑھنا (2) سین کو خوب واضح کرنا۔

خلاصہ: چالیسویں (40) شعر کے پہلے مصرع میں حاء کو خوب ظاہر کرنے کا بیان ہے۔ اور دوسرے مصرع میں سین کو خوب ظاہر کرنے کا بیان ہے۔

(راء کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے)

باب الراء کی بجائے باب الراءات لانا راء کی مختلف حالتوں کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ راء کے نام کا حرف تو ایک ہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۴۱) وَرَقِّقِ الرَّاءَ اِذَا مَا كُسِرَتْ كَذَاكَ بَعْدَ الْكَسْرِ حَيْثُ سَكَنَتْ

ترجمہ: اور تو راء کو باریک پڑھ جب وہ مکسور ہو۔اسی طرح (باریک پڑھ) کسرہ کے بعد جب راء ساکن ہو۔

تشریح: (کُسِرَتْ اور سَکَنَتْ دونوں میں ضمیر الراء کی طرف راجع ہے) ناظمؒ نے اختصار کے پیش نظر ترقیق والے حالات کو بیان فرمایا جو قلیل ہیں اور مفہوم مخالف کے طور پر تفخیم والی حالتیں ہر حکم سے اخذ ہوتی ہے۔ گو صریح طور پر نہیں ذکر کی گئیں۔التحفۃ الرضیہ میں ہے کہ ملا علی قاریؒ کا ارشاد ہے کہ المقدمۃ الجزریۃ سے اس راء کے احکام مستفاد نہیں ہوتے جس پر وقف ہو۔ عبارت اس طرح ہے: حیث قال اما وقفا فلا یستفاد (حکم الراء) من الجزریۃ.

اس کے مذکورہ احکام ملا علی قاریؒ نے خود بیان فرمائے ہیں ،اور آخر میں دو شعر اپنی طرف سے لکھے ہیں۔جو راء موقوف علیھا کے احکام (تفخیم و ترقیق) پر مشتمل ہیں۔ وھما ھذان

وَفَخِّمِ الرَّآءَ زَمَانَ الْوَقْفِ اِنْ لَمْ تَكُنْ بَعْدَ مُمَالِ الْحَرْفِ

اَوْ بَعْدَ كَسْرٍ اَوْ سُكُوْنِ الْيَآءِ رَقِّقْهَا عِنْدَ سَائِرِ الْبِنَآءِ

شیخ القراء قاری اظہار احمد تھانویؒ صاحب فرماتے ہیں کہ ہمارے خیال میں راء موقوفہ ساکنہ کے جملہ احکام کلام جزری سے بطور مفہوم مخالف یا موافق نکلتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں واما حکم الراء وقفا فلا یستفاد من الجزریۃ۔اس لئے موصوف نے دو شعر بطور اصلاح نظم فرمائے ہیں۔مِصْرَ، عَيْنَ الْقِطْرِ میں اہل ادا نے اختلاف کیا ہے۔ حرف مستعلیہ کے اعتبار سے راء کو مفخم بتلاتے ہیں۔امام ابوعبداللہ بن شریحؒ اور ان کے متعلقین جو حضرات حرف مستعلیہ کا اعتبار نہیں کرتے،ان کے ہاں وقف میں دونوں راء باریک ہیں۔اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ جمہور کا مذہب ہے۔اور یہی اَشْبَہ ہے۔کیونکہ علامہ شاطبیؒ نے ان میں اختلاف ہونے کو بیان نہیں کیا۔لیکن علامہ جزریؒ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ مِصْرَ میں تفخیم اور اَلْقِطْرِ میں ترقیق ہو،تاکہ اصل کی رعایت ہو جائے۔ (لمح الفکریۃ)

بعض کتب میں علامہ جزریؒ کے قول کو معول علیہ (جس پر اعتماد ہو)، کہا ہے اور تحقیق سے قریب تر بتایا گیا اور بعض کتب میں ترقیق والے قول کو تحقیق سے قریب تر بتایا گیا۔ مِصْرَ اور اَلْقِطْرِ میں یہ خلف صرف وقفًا ہے۔اس لئے اس کو خلف فی الوقف کہتے ہیں۔

فائدہ: مِصْرَ اور اَلْقِطْرِ میں وقفًا ایک وجہ کی ترجیح کے لئے وصل کا اعتبار اس لئے کرتے ہیں کہ ان دونوں میں ایک تو سبب ترقیق ہے اور وہ ما قبل کا کسرہ منفصلہ بالساکن ہے۔اور ایک سبب تفخیم ہے۔اور وہ راء سے پہلے حرف مستعلیہ ہے۔سو اب دونوں میں سے کسی ایک سبب کی ترجیح و تغلیب کے لئے ایک اور امر زائد کی ضرورت تھی۔اسی بناء پر وصلی اور اصلی حرکات کا اعتبار کر لیا۔کیونکہ وصل ہی اصل ہے۔رہا وقف، سو وہ ایک عارضی شے ہے بخلاف: وَذُسُرٍ اور اَلْمُدَّثِّرْ وغیرہ کے۔کہ گو حالت وقف میں ان میں بھی ترقیق و تفخیم دونوں کے اسباب موجود ہیں، مگر چونکہ یہاں کوئی تیسرا سبب مرجح موجود نہیں،اس لئے ان کلمات میں دونوں اسباب کے تعارض کے وقت یُزَفُّوْنَ اور فِرْعَوْنَ وغیرہ کے اصل قاعدہ کی رعایت کی ہے۔

خلاصہ: اکتالیسویں (41) شعر کے پہلے مصرع میں راء مکسورہ اور دوسرے مصرع میں راء ساکن ما قبل مکسور کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۴۲) اِنْ لَمْ تَكُنْ مِّنْ قَبْلِ حَرْفِ اسْتِعْلَا اَوْكَانَتِ الْكَسْرَةُ لَيْسَتْ اَصْلَا

ترجمہ: بشرطیکہ وہ راء ساکنہ (بعد الکسرہ) حرف مستعلیہ سے پہلے نہ ہو۔اور کسرہ غیر اصلیہ نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: (لم تکن کی ضمیر راء ساکنہ بعد الکسر کی طرف راجع ہے۔اور لیست کی ضمیر کا مرجع الکسرۃ ہے)

مصنفؒ نے گزشتہ شعر کے دوسرے مصرع میں دوسرا قاعدہ بیان کیا تھا۔اب اس شعر میں اس دوسرے قاعدے کی دو شرطیں بیان کی گئیں ہیں،جو کہ واضح ہے۔اور مفہوم مخالف یعنی راء ساکنہ بعد حرف مستعلیہ سے پہلے واقع ہو،تو پھر وہ راء موٹی پڑھی جائے گی۔جیسے مِرْصَادًا ،لَبِالْمِرْصَاد،اِرْصَادًا،قِرْطَاس،فِرْقَۃ۔قرآن مجید میں یہ پانچ مثالیں ہی اس قسم کی آئی ہیں۔

ناظمؒ کی مراد من قبل حرف استعلا میں قبلیت متصلہ مراد ہے۔جیسا کہ بعد الکسر میں بعدیت سے متصلہ ہی مراد تھی۔ لہٰذا اگر راء ساکنہ بعد الکسر کلمہ کے آخر میں ہو،اور اسکے بعد حرف مستعلی بعد والے کلمے کے شروع میں ہو،جیسے فَاصْبِرْ صَبْرًا،وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ،اَنْذِرْ قَوْمَکَ تو بالاتفاق راء باریک ہی ہو گی۔

دوسری شرط یہ ہے کہ راء ساکنہ سے پہلے کسرہ اصلی ہو،تو راء باریک ہو گی۔مفہوم مخالف یہ ہے کہ راء ساکنہ سے پہلے کسرہ غیر اصلی (عارضی) ہو،تو راء موٹی پڑھی جائے گی۔راء ساکن ما قبل مکسور کے لئے دو شرطیں شعر میں موجود ہیں۔پہلے مصرع میں پہلی شرط اور دوسرے مصرع میں دوسری شرط۔لیکن راء ساکن ما قبل مکسور کے لئے تیسری شرط بھی ہے،اور وہ ہے کہ راء ساکن اور ما قبل کسرہ دونوں ایک ہی کلمہ میں ہو،یہ تیسری شرط اور قید مصنفؒ کے کلام میں مذکور نہیں ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ غور کرنے سے یہ تیسری شرط سمجھ میں آئے گی۔وہ اس طرح کہ کسرہ کے متصل ہونے کی شرط تو شعر نمبر 1 کے بعد الکسر سے اور حرف استعلاء کے اسی کلمہ میں ہونے کی شرط نمبر 2 کے من قبل حرف استعلاء سے نکلتی ہے۔وہ اس طرح کہ قبل اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد کا اطلاق جب حرفوں پہ کیا جاتا ہے، تو اس سے مراد اُسی کلمہ کے حروف ہوتے ہیں نہ کہ دوسرے کلمہ کے حروف بھی۔ پس ناظمؒ نے کذاک بعدالکسر میں یہ فرمایا کہ کسرہ کے بعد والی راء ساکنہ باریک پڑھی جاتی ہے۔ تو اس سے یہ خودبخود نکل آیا کہ اس کسرہ سے وہی کسرہ مراد ہے جو متصل یعنی اس کلمہ میں ہو جس میں راء ہے۔ کیونکہ جو کسرہ راء والے کلمہ میں نہیں بلکہ اس سے پہلے والے کلمہ کے حرف پر ہے جیسے رَبِّ ازْ جِعُوْنِ وغیرہ میں باء۔ راء والے کلمہ میں تو یہ کسرہ ترقیق راء کا موجب نہیں بن سکتا، ایسے ہی جب ناظمؒ نے اِنْ لَّمْ تَکُنْ مِنْ قَبْلِ حرف استعلاء میں راء ساکنہ کی ترقیق کے لئے اس کے حرف استعلاء سے قبل نہ ہونے کو شرط قرار دیا، تو من قبل کے لفظ سے نکل آیا کہ اس راء سے وہی راء مراد ہے جو حرف استعلاء سے پہلے اسی کلمہ میں ہو، کیونکہ دو کلموں کے حرفوں میں کسی کو نہ ما قبل کہتے ہیں اور نہ مابعد۔ پس فاصبر صبرًا وغیرہ میں راء اگرچہ ہے تو حرفِ استعلاء سے پہلے ہی لیکن چونکہ راء اور صاد دونوں ایک کلمہ میں نہیں ہیں، اس لئے یہ راء من قبل حرف استعلاء کے مفہوم میں داخل نہیں۔ مزید تفصیل کے لئے التقدمۃ الشریفیۃ کا مطالعہ کریں۔ جو قاعدے اشعار میں موجود نہیں ہے، وہ مفہوم مخالف سے نکلتے ہیں۔

غیر اصلیہ کی قسمیں: غیر اصلیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(1) کسرہ عارضیہ متصلہ: یعنی کسرہ ہمزہ وصلیہ کا ہونے کی وجہ سے عارضی ہو، اور یہ کسرہ اسی کلمہ میں ہو، جس میں راء ساکنہ ہے۔ جیسے اِرْکَبْ، اِرْجِعِی وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) کسرہ عارضیہ منفصلہ: یعنی راء ساکنہ سے پہلے پڑھا جانے والا کسرہ راء ساکنہ والے کلمہ میں نہ ہو، بلکہ اس سے پہلے کلمہ کے آخر میں ہو، اور وہ اصل نہ ہو۔ بلکہ اجتماع ساکنین کی وجہ سے عارضی آگیا ہو۔ جیسے اَمِ ارْتَابُوْا، اِنِ ارْتَبْتُمْ۔

یعنی کسرہ عارضی دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو ہمزہ وصلی پر آتا ہے، اور دوسرا وہ جو اجتماع ساکنین کی وجہ سے پہلے ساکن پر آتا ہے۔ بس ان دو کے ماسوا باقی ہر کسرہ اصلی ہے۔ (معلم التجوید)

(3) کسرہ اصلیہ منفصلہ: یعنی راء ساکنہ سے پہلے والے کلمہ کے آخر میں کسرہ ہو، اور کسی عارض کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اصلی ہو۔ جیسے رَبِّ ارْحَمْهُمَا، رَبِّ ارْجِعُوْن اور اَلَّذِیْ ارْتَضٰی۔ یہ تو قراءات عاصم میں ورنہ باقین کے یہاں یَابَنِیْ ارْكَبْ (بکسر یاء متکلم) چوتھی مثال بھی ہے۔ (جواہر النقیہ) البتہ اتنا فرق ہے کہ رَبِّ ارْحَمْهُمَا اور رَبِّ ارْجِعُوْن دونوں مثالیں صرف ملا علی قاریؒ کی رائے پر کسرہ اصلیہ منفصلہ میں داخل ہیں۔ لیکن دوسرے حضرات جعبریؒ، اصفہانیؒ و ابن ناظمؒ کے قول پر یہ کسرہ عارضیہ منفصلہ ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک باء کا کسرہ یاء کے کسرہ کی مناسبت سے ہے۔ اس لئے کہ اس کی اصل رَبِّیْ ہے۔ سو ان کی رائے پر یہ دونوں کسرہ عارضیہ منفصلہ ہی کی مثالیں ہیں۔ لیکن یہ خلاف محض لفظی و تعبیری ہے۔ اور مدعا پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا راء موٹی ہی پڑھی جائے گی۔ گو پہلے قول میں اس کے پُر ہونے کی وجہ فقط ایک شرط یعنی دوسری شرط کا فقدان ہے۔ اور دوسرے قول پر اس کی تفخیم کا سبب اصلی و متصل والی۔ دونوں ہی شرطوں کا انعدام ہے۔ (کمال الفرقان)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصلًا سے ناظمؒ کی مراد ایک خاص اصطلاح ہے، یعنی کسرہ متصلہ اصلیہ۔ اس کے علاوہ باقی اقسام اصلًا کے خلاف میں داخل ہیں۔ کیونکہ کسرہ منفصلہ میں بھی اگرچہ ایک قسم اصلیہ کی ہے۔ لیکن وہ منفصل ہونے کی وجہ سے اصلًا کی اصطلاح سے خارج ہوگا۔

التحفة المرضیہ میں ہے (ایک ضروری تنبیہ) او کانت الکسرة لیست اصلًا۔ گو بظاہر جملہ مثبتہ ہے لیکن حقیقت میں جملہ منفیہ ہے۔ اور مصرع اولی میں جو لم تکن ہے اس پر عطف نہیں بلکہ مدخولِ لَمْ، یعنی تَکُنْ پر عطف ہے۔ اسی لئے شیخ زکریاؒ نے کانت سے پہلے ما نافیہ مقدر بتایا ہے۔ لہٰذا تقدیر عبارت اس طرح ہے۔ او ما کانت الکسرة لیست اصلًا اس صورت میں ترجمہ یہ ہوگا "کہ" یا "ایسا نہ ہو کہ وہ کسرہ اصلی نہ ہو" نفی کی نفی اثبات ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہوگا کہ راء ساکنہ سے قبل اگر کسرہ اصلی ہوگا (بشرطیکہ ایک کلمہ میں ہو) تو وہ راء باریک پڑھی جائے گی۔ کیونکہ کسرہ اصلی نہ ہونے کی نفی کا حاصل یہ ہے کہ کسرہ اصلی ہو۔ اگر کانت سے پہلے حرف نفی مقدر نہ مانیں تو مطلب غلط ہو جائے گا۔ جس کا خلاصہ یہ ہوگا کہ راء ساکنہ سے قبل اگر کسرہ اصلی نہ ہو، تو راء باریک ہوگی۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ کسرہ اصلی نہ ہونا تفخیم کا سبب ہے، نہ کہ ترقیق کا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اگر مصنفؒ مصرع مذکور کو ان الفاظ میں ادا کرتے اَوْ کَانَتِ الْکَسْرَۃُ اَصْلًا وَّ وَصْلًا تو بہت ٹھیک ہوتا۔

استاذ القراء قاری اظہار احمد تھانوی صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بہتر تھا کہ پہلا مصرع یوں فرمایا جاتا اَوْ لَمْ تَکُ الکسرة لیست اصلًا اور دوسرا مصرع ہوتا و کانت الکسرة اصلًا وَّ صلًا کیونکہ اَوْ پر جب خود ہی اشکال فرما چکے تو کیا ضرورت اور اصلًا و صلًا میں واؤ عاطف کی وجہ سے وزن خراب ہوتا ہے، لہٰذا حذف کیا جائے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: بیالیسویں(42) شعر میں راء ساکن ماقبل مکسور کے مرقق ہونے کی دو شرطیں بیان کی گئی ہیں۔

شعر:(۴۳) وَالْخُلْفُ فِيْ فِرْقٍ لِّكَسْرٍ يُوْجَدُ وَاخْفِ تَكْرِيْرًا اِذَا تُشَدَّدُ

ترجمہ: اور لفظ فرق میں کسرہ کی وجہ سے خلف پایا جاتا ہے اور (راء میں صفت) تکریر کو چھپاؤ جب وہ مشدد ہو۔

تشریح: (یوجد میں ضمیر نائب فاعل الخلف کی طرف راجع ہے۔اور تشدد میں ضمیر نائب فاعل الراء کی طرف راجع ہے)

وَالْخَلْف: فرقٍ میں دو اقوال ہیں۔موٹا پڑھنا،باریک پڑھنا۔علامہ دانیؒ فرماتے ہیں "والوجهان جيدان "یعنی دونوں وجوہ عمدہ ہیں۔جو لوگ موٹا پڑھتے ہیں وہ قاعدہ کے موافق ہیں۔یعنی راء ساکن کے بعد اس کلمہ میں حروف مستعلیہ میں سے قاف آرہا ہے۔اور جو لوگ باریک پڑھتے ہیں تو ان کی دلیل یہ ہے کہ قاف کے نیچے کسرہ ہے۔کسرہ کی وجہ سے اس کی قوت وصوت اور تفخیم میں کمی آگئی ہے۔اس لئے وہ راء پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔لیکن آج کل زیادہ عمل باریک پڑھنے پر ہے۔اور وہی اولیٰ ہے۔اور ان دو وجوہ کو خلف فی الحالین کہتے ہیں۔پس خلف کے معنی دو وجوہ کے ہیں۔یعنی تفخیم اور ترقیق۔اور حالین سے مراد وقف اور وصل کی دو حالتیں ہیں۔فرق میں وصلاً تفخیم اور ترقیق دونوں جائز ہیں۔لیکن ترقیق اولیٰ ہے۔اور وقفاً صرف تفخیم کے ساتھ پڑھا جائے گا۔کیونکہ راء ساکن ہے اور اس کے بعد حروف مستعلیہ میں سے قاف ساکن ہے،بوجہ وقف کے۔یعنی غیر مکسور ہے۔اور ماقبل کسرہ اصلی ہے۔یہ راجح قول ہے۔بعض حضرات وقفاً بھی تفخیم اور ترقیق دونوں جائز سمجھتے ہیں۔ (تیسیر الرحمٰن/کمال الفرقان)

فرقٍ کے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ فِرْقَةٍ میں بحالت وقف کسائی کے لئے امالہ والی وجہ پر بھی راء میں دونوں وجوہ ہوں۔کیونکہ امالہ کی وجہ سے قاف میں کسرہ کا کچھ حصہ شامل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ راء میں ترقیق بھی درست ہو، لیکن کسی نص سے اس کی تائید نہیں مل سکی ہے۔

وَ أَخفِ تَکرِیرًا: اس مصرع میں ناظمؒ یہ تنبیہ فرمارہے ہیں کہ صفت تکریر کو پوشیدہ کر جب "راء" مشدد ہو۔ پوشیدہ سے مراد زیادتی تکرار ہے۔ اور تشدید کی قید اس لئے لگائی کہ راء مشددہ میں ازدیادِ تکرار کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ بہر حال راء میں زیادتی تکرار سے بچنا چاہئے، چاہے مشدد ہو یا مخفف، متحرک ہو یا ساکن۔ اور صفت تکریر کو صحیح ادا کرنے کے لئے اگر صفت توسط کو کماحقہٗ ادا کر لیا جائے، تو کبھی تکرار کی زیادتی نہیں ہو گی۔

نوٹ: کتب تجوید میں لکھا ہے کہ صفت تکرار کے پیدا ہونے سے علماء تجوید نے یہ فیصلہ کیا کہ راء پر ایک فتحہ بمنزلہ دو فتحوں کے ہے۔ جس طرح ایک راء کے ایک کسرہ میں دو کسروں کی قوت مانی گئی۔ راء میں اصل تفخیم ہے، اس پر سوال ہوتا ہے۔

سوال: جب راء میں اصل استفال ہے، تو راء میں تفخیم کو اصل کیوں کہا جاتا ہے؟ ترقیق کہنا چاہئے۔

جواب 1: راء میں تفخیم کا اصل ہونا اکثر احوال کے اعتبار سے ہے۔ راء میں اکثر احوال میں تفخیم ہوتی ہے۔ لہٰذا تفخیم کو اصل کہہ دیا۔ اور لام میں اکثر احوال میں ترقیق ہوتی ہے، لہٰذا لام میں ترقیق کو اصل کہہ دیا۔ یعنی صفت ذاتی کے اعتبار سے تفخیم اصل نہیں بلکہ صفت عارضی کے اعتبار سے تفخیم اصل ہے۔ اصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ترقیق کے مقابلہ میں تفخیم زیادہ وارد ہے۔

جواب 2: راء میں تفخیم اصل اس بناء پر ہے کہ اس میں پشت زبان کا دخل ہے جو فی الجملۃ محلّ اطباق ہے۔

جواب 3: راء میں صفت تکرار کی وجہ سے قوت آگئی ہے۔ اس لئے اس میں تفخیم اصل ہے۔
(کمال الفرقان / مرشد)

راء سات حالتوں میں باریک پڑھی جاتی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1)راء مکسور غیر مشددہ (2)راء مکسور مشددہ (3)راء ساکن ماقبل مکسور
(4)راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مکسور (بحالت وقف) (5)راء ساکن ماقبل یاء ساکن (بحالت وقف)
(6)راء ممالہ (7)راء مکسورہ جس پر روم کی حالت میں وقف ہو۔

راء بارہ(12) حالتوں میں موٹی (مفخم) ہوتی ہے:

(1)راء مفتوحہ غیر مشددہ (2)راء مضمومہ غیر مشددہ
(3)راء مفتوحہ مشددہ (4)راء مضمومہ مشددہ
(5)راء ساکن ماقبل مفتوح (6)راء ساکن ماقبل مضموم
(7)راء ساکن ماقبل کسرہ عارضی (8)راء ساکن ماقبل کسرہ دوسرے کلمہ میں
(9)راء ساکن ماقبل کسرہ مابعد حرف مستعلیہ اسی کلمہ میں۔
(10)راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مفتوح (بحالت وقف)۔
(11)راء ساکن ماقبل ساکن ماقبل مضموم (بحالت وقف)۔
(12)راء مضمومہ جس پر روم کے ساتھ وقف ہو۔

تفخیم وترقیق کے لحاظ سے مختلف فیہ راءات:

درج ذیل کلمات کی راءات کو تفخیم اور ترقیق دونوں طرح سے ادا کیا جاسکتا ہے۔ فرقٍ کی راء کو وقفاً وصلاً تفخیم وترقیق دونوں طرح پڑھا جاسکتا ہے۔

نوٹ: اب اس کے بعد آنے والے تمام کلمات میں راء کو وقفاً پُر و باریک دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے۔ اور حالت وصل میں حرکت کا اعتبار ہوگا۔

(2)مِصْرَ (یوسفؑ دو جگہ، الزخرف، یونس علیہ السلام) (3)عَيْنَ الْقِطْرِ (سبا)
(4)اَنْ اَسْرِ طٰهٰ، (الشعراء) (5)فَاَسْرِ (هود، الدخان، الحجر)
(6)اِذَا يَسْرِ، (الفجر) (7)اَلْجَوَارِ (الرحمٰن، شوریٰ، التکویر)
(8)نُذُر (القمر میں 6 جگہ جو بغیر الف لام کے ہیں، وہ مراد ہیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: مِصْرًا (البقرۃ کا حکم یہ ہے کہ اس میں خلف نہیں بلکہ یہ وقفاً وصلاً پُر ہی پڑھی جائے گی) وقف بالاسکان اور وقف بالاشمام میں تو راء حرف ماقبل کی حرکت کے موافق پُر یا باریک پڑھی جاتی ہے۔ اور وقف بالروم میں (وصل کی طرح) خود اس کی اپنی حرکت کا لحاظ کیا جاتا ہے۔

خلاصہ: تریالیسویں (43) شعر کے پہلے مصرع میں فرقٍ کی راء کا حکم بتایا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں راء مشددہ کی صفت تکریر کی ادائیگی بتلائی گئی ہے۔

(لام کے پُر اور باریک ہونے کے قاعدے)

شعر: (۴۴) وَفَخِّمِ اللَّامَ مِنِ اسْمِ اللّٰهْ عَنْ فَتْحٍ اَوْ ضَمٍّ كَعَبْدُ اللّٰهْ

ترجمہ: اور لفظ اللہ کے لام کو فتحہ یا ضمہ کے بعد پُر پڑھو جیسے عبداللہ۔

تشریح: عَنْ بمعنی بَعْد ہے۔ کَعَبْدُ اللّٰہِ میں دال پر ضمہ اعراب حکائی ہے۔

مِنِ اسْمِ اللّٰہِ : مِنْ حرف جر کا قاعدہ تو یہ ہے کہ مِنْ کے نون کو فتحہ دیا جاتا ہے جیسے مِنَ اللّٰہِ لیکن یہاں پر "ن" کے نیچے کسرہ ہے،

جواب: یہ فتحہ تب دیا جاتا ہے جب دوسرا ساکن لام تعریف ہو۔ ورنہ مِنْ کا نون مکسور ہی ہوتا ہے۔

یہاں نون پر کسرہ پڑھنا بہتر ہے۔ امام سیبویہؒ نے ایک قوم سے فتحہ نقل کیا ہے، لیکن وہ لغت مشہور کے خلاف ہے۔ مفہوم مخالف سے یہ نکلتا ہے کہ کسرہ کے بعد لفظ "اللہ" کا لا باریک ہوگا۔ جیسے بِسْمِ اللّٰہِ

خلاصہ: چوالیسویں (44) شعر میں پُر لام کا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(استعلاء واطباق وغیرہ کا بیان)

شعر:(۴۵)وَحَرْفَ الِاسْتِعْلَاءِ فَخِّمْ وَاخْصُصَا لِاِطْبَاقَ اَقْوٰی نَحْوُ قَالَ وَالْعَصَا

ترجمہ:اور حروف مستعلیہ کو پُر پڑھو،اور حروف مطبقہ کو زیادہ قوی تفخیم کے ساتھ خاص کرو، جیسے قَالَ و عَصَا

تشریح: وَاخْصُصَا صیغہ امر وَاخْصُصْنَ ہے۔نون خفیفہ کو الف سے بدلا ہے۔المقدمۃ الشریفیۃ میں ہے کہ حَرْفَ الِاسْتِعْلَاءِ کی اصل حَرْفَ الْاِسْتِعْلَاءِ ہے۔ پھر ہمزہ وصلی کے درج کلام میں ساقط ہو جانے کے بعد اجتماع ساکنین کی وجہ سے اَلْ کے لام پر کسرہ آگیا اور اس کو نقل حرکت سے تعبیر نہیں کر سکتے۔کیونکہ نقل حرکت ہمزہ قطعی میں ہوتی ہے۔اور یہ وصلی ہے۔

اَلِاطْبَاقَ کی اصل: اَلْاِطْبَاقَ پھر اس میں شعر نمبر 14 کے اضراس والی تعلیل جاری کی گئی ہے۔کیونکہ وہ بھی اصل کی رو سے اَلْاَضْرَاسَ تھا۔مگر نقل کے بعد اس کے لام پر فتحہ آیا تھا۔اور اس کے لام پر کسرہ آئے گا۔کیونکہ اضراس کا ہمزہ مفتوح تھا اور اطباق کا مکسور۔

مصنف اس شعر میں یہ بیان فرمارہے ہیں کہ تمام حروف مستعلیہ میں تفخیم کرو۔اور خصوصیت کے ساتھ حروف اطباق کی تفخیم کا زیادہ دھیان رکھو۔کیونکہ ان کی صحیح ادائیگی تب ہوتی ہے،جب کہ حروف استعلاء کی تفخیم سے زیادہ قوی تفخیم کے ساتھ ادا کئے جائیں۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ بعض نسخوں میں اَلْعَصٰی یاء کے ساتھ ہے۔لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔بالالف ہی ہونا چاہئے۔

الحواشی المفہم میں ہے کہ اَلْعَصَا میں الف لام عہد خارجی ہے۔یعنی وہ عصا جو اِضْرِبْ بِعَصَاکَ الْحَجَرَ میں آیا ہے۔یعنی ابن ناظمؒ بعصاک کے لفظ مخصوص کو مراد نہیں لینا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہتے ہیں۔ بلکہ العصا کے الف لام کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی قرآن مجید میں العصا الف لام کے ساتھ نہیں ہے۔ لیکن ناظمؒ نے بعصاک میں لفظ عصا کی طرف اشارہ کرنے کے لئے الف لام عہد خارجی داخل کیا ہے۔

فائدہ: تفخیم میں چند مراتب ہیں۔

(1): پہلا مذہب: ابن الطحان الاندلسی کے نزدیک تین مراتب ہیں۔

(1) مفتوح: جیسے ظَلَمَ، اسی کے ساتھ ساکن ماقبل مفتوح کو بھی لاحق کیا ہے۔ جیسے اَظْلَمَ

(2) مضموم: جیسے طُوْبٰی، اسی کے ساتھ ساکن ماقبل مضموم کو بھی لاحق کیا ہے۔ جیسے یَضْرِفُ

(3) مکسور: جیسے طِبْتُمْ، اسی کے ساتھ ساکن ماقبل مکسور کو لاحق کیا ہے۔ جیسے اِطْعَمْ۔ یعنی ان کے نزدیک ساکن کا الگ مرتبہ نہیں ہے۔ العطایا الوھبیہ میں ہے کہ جمہور کے ہاں چار (4) درجے ہیں۔

(1) پُر حرف کے بعد الف ہو۔ (2) صرف مفتوح

(3) مضموم (4) مکسور

پھر ساکن کے تین (3) درجے ہیں۔

(2) دوسرا مذہب: علامہ جزریؒ نے اختیار کیا ہے۔

(1) اعلیٰ درجہ کی تفخیم اس حرف مفخم میں ہوتی ہے، جس کے بعد الف ہو۔ جیسے طَالَ، قَالَ، الصّٰلِحٰتُ وغیرہ۔

(2) اس سے کم درجہ کی تفخیم اس حرف مفخم میں ہوگی، جو مفتوح ہو اور اس کے بعد الف نہ ہو۔ جیسے اِنْطَلِقُوْا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) تیسرے درجے پر وہ حرف مفخم ہے جو مضموم ہو۔ جیسے مُحِیطٌ۔

(4) چوتھے درجہ پر وہ ساکن مفخم ہے جو ماقبل کی حرکت کے اعتبار سے مفخم ہوتا ہے۔ یعنی ساکن میں سب سے زیادہ تفخیم اس حرف مفخم میں ہوگی جو فتحہ کے بعد ہوگا۔ جیسے یَقْطَعُونَ۔ اور اس کے بعد دوسرے درجہ کی تفخیم اس حرف مفخم میں ہوگی جس سے پہلے ضمہ ہو۔ جیسے اَلْمُطْمَئِنَّۃَ۔ اور تیسرے درجہ پر وہ حرف مفخم ہے جس سے پہلے کسرہ ہو۔ جیسے اِصْلَاحَ

(5) پانچویں درجے پر وہ حرف مفخم ہے جس پر کسرہ جیسے ظِلِّ۔

جمال القرآن میں ہے کہ جاننا چاہئے کہ ان کے پُر ہونے بھی تفاوت ہے، تو ویسا ہی تفاوت اس الف کے پُر ہونے میں بھی ہوگا، جو ان حرفوں کے بعد آیا ہے۔ سو سب سے زیادہ پُر تو اسم "اللہ" کا لام ہے۔ اس کے بعد طاء، اس کے بعد صاد اور ضاد، ان کے بعد ظاء، اس کے بعد قاف، اس کے بعد غین اور خاء اور اس کے بعد راء (حقیقۃ التجوید)۔ تیسیر الرحمٰن میں طاء کے بعد ضاد لکھا ہے پھر اس کے بعد صاد ہے۔

خلاصہ: پینتالیسویں (45) شعر میں حروف مستعلیہ ومطبقہ کی تفخیم کا بیان ہے، اور ان کی مثالیں دی گئی ہیں۔

شعر: (۴۶) وَبَیِّنِ الْاِطْبَاقَ مِنْ اَحَطْتُّ مَعْ ‏ ‏ بَسَطْتَّ وَالْخُلْفُ بِنَخْلُقْکُّمْ وَقَعْ

ترجمہ: اور ظاہر کر صفت اطباق کو اَحَطْتُّ میں بمع بَسَطْتَّ کے اور اختلاف اَلَمْ نَخْلُقْکُّمْ میں واقع ہوا۔

تشریح: وَقَعَ کی ضمیر کا مرجع اَلْخُلْف ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) بَيِّنْ: حضرت ناظمؒ امر لا کر یہ تنبیہ فرمارہے ہیں کہ طاء کا ادغام تاء میں ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ طاء اقویٰ ہے۔ اور تاء متوسط حروف میں سے ہے۔ اس لئے مدغم طاء کی صفت اطباق باقی رہے گی۔

(2) اَلْاِطْبَاق: صفت اطباق کی تاکید اس لئے کی کہ اطباق کی ادا سے صفت استعلاء خود بخود ادا ہو جاتی ہے۔ لیکن استعلاء کی ادا سے یہ ضروری نہیں کہ اطباق بھی ادا ہو جائے۔ بسطت وغیرہ میں طاء اور تاء ہیں۔ جن کا مخرج ایک ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ ان میں ادغام ضرور ہو۔ دوسری طرف طاء کی صفات قوی ہیں، جس کی وجہ سے طاء قوی اور تاء ضعیف ہے۔ جس کا تقاضا یہ تھا کہ ادغام نہ ہو۔ لہٰذا دونوں تقاضوں پر عمل کیا۔ ہم مخرج ہونے کی وجہ سے ادغام کیا، اور طاء کے قوی ہونے کی وجہ سے ناقص ادغام کیا۔ یعنی اطباق باقی رہے گا۔

(3) وَالْخَلْفُ: الم نخلقکم میں دو اقوال ہیں۔ ادغام تام اور ادغام ناقص۔ ادغام تام اولیٰ ہے۔ ادغام تام میں مدغم قاف کو کاف بنادیں گے۔ اور ادغام ناقص میں مدغم قاف کی صفت استعلاء باقی رہے گی۔ (ادغام تام اور ادغام ناقص کی تعریفات باب الادغام میں آرہی ہیں)

مصنفؒ نے بَسَطْتَ (مائدہ) اَحَطْتُ (نمل) کو ذکر کیا۔ مَا فَرَّطْتُمْ (یوسف) اور فَرَّطْتُ (زمر) کو ذکر نہیں کیا۔ آخری دونوں کو انہیں پر قیاس کر کے سمجھنا چاہئے؟ پورے قرآن مجید میں یہی چار (4) مثالیں ہیں، کہ جن میں طاء ساکنہ کے بعد تاء واقع ہے۔ وَقَالَتْ طَّآئِفَة وغیرہ، جن میں تاء ساکنہ کے بعد طاء واقع ہو، ہر جگہ ادغام تام ہی ہوتا ہے۔

سوال: ادغام تام یا ناقص کا اختلاف الم نخلقکم میں ہی ہوا، اور بسطت وغیرہ میں ادغام تام کیوں نہیں ہوا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ طاء میں صفت اطباق زیادہ قوی ہے۔ اور قاف میں استعلاء اس قدر قوی نہیں ہے۔ (النغ الفکریہ)

نوٹ: الم نخلقکم اور بسطت وغیرہ میں ادغام کی وجہ سے قاف اور طاء میں قلقلہ نہیں ہوگا۔ بسطت وغیرہ میں عند الجمہور ادغام ناقص، ملا علی قاریؒ کے ہاں اخفاء، شارح رومیؒ نے مزید ایک طاء فرض کی یعنی بَسَطْطْتَ، اور علامہ ابن حاجبؒ کے ہاں اظہار ہے۔ واقعۃً یہ جگہ بہت ہی مشکل ہے۔ میں نے خلاصہ لکھ دیا ورنہ اس میں کافی تفصیل ہے۔ بہر حال شعر نمبر 46 کو باب الادغام میں لانا چاہئے تھا، لیکن مصنفؒ نے اس کو پہلے بیان کیا۔ اس کی وجہ اور تفصیل طلباء کرام خود تلاش کریں۔

خلاصہ: چھیالیسویں (46) شعر میں احطت اور بسطت وغیرہ میں اطباق اور الم نخلقکم میں خلف کو بیان کیا ہے۔

شعر: (۴۷) وَاحْرِصْ عَلَى السُّكُوْنِ فِيْ جَعَلْنَا اَنْعَمْتَ وَالْمَغْضُوْبِ مَعْ ضَلَلْنَا

ترجمہ: اور اہتمام کر جعلنا (کے لام) انعمت (کے نون اور میم) اور المغضوب (کی غین) میں سکون (کامل ادائیگی پر) ضَلَلْنَا (کے لام ثانی) سمیت۔

تشریح: بعض نسخوں میں ظللنا بالظاء ہے۔ لام کی تشدید کے بغیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ اور مقصود کے پورا کرنے کے لئے ضاد والا ضللنا (الم سجدہ) بھی کافی ہے۔ پس بعض شارحین کا یہ ارشاد صحیح نہیں ہے کہ یہ ظَلَلْنَا تھا پھر وزن کے سبب تخفیف ہوگئی۔ (العطایا الوہبیہ)

اس شعر میں یہ تنبیہ ہے کہ حروف کا سکون تام ادا ہونا چاہئے۔ کیونکہ بعض لوگ ساکن حرف کو ہلا کر پڑھتے ہیں۔ یعنی ایک گنا حرکت دیتے ہیں۔ اور ہمارے اس زمانے میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص لام، میم اور نون ساکن کے بعد جب حروف حلقی آجائے، تو ان تینوں حروف کو ہلا کر پڑھتے ہیں۔ جو کہ قلقلہ کے مشابہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان غلطیوں میں خواص بھی مبتلا ہیں۔ بہر حال ہر ساکن کا سکون تام ادا ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ تنبیہ صرف ان کلمات کے لئے نہیں جو اس شعر میں ذکر کئے گئے ہیں۔ بلکہ پورے قرآن مجید کے لئے ہیں۔ (جواہر عزیزیہ)

ہمارے استاذ محترم شیخ التجوید قاری حبیب الرحمٰن صاحبؒ ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ الحمد، الغلمین، انعمت، جعلنا، ضللنا وغیرہ میں لام اور نون میں زبان کو تالو پر لگائے لگائے حرف حلقی اور نون (دو (2) مثالوں میں ہے) پڑھنا چاہئے۔ اگر زبان کو لام کے مخرج سے اٹھا کر پھر نون کے مخرج میں لگائیں گے تو قلقلہ سا ہو گا۔

ساکن حرف کو ہلا کر پڑھنا دو وجہوں سے ہوتا ہے:

(1) ساکن حرف کے بعد والے حرف کا مخرج بعید ہوتا ہے ساکن حرف سے۔ یعنی مخرج کی دوری کی وجہ سے قلقلہ سا ہوتا ہے۔

(2) ساکن حرف کے بعد اس کا کوئی مقارب آجائے جس میں اظہار ہوا ہو۔ اس وقت بھی سکون ہل جاتا ہے۔ یعنی قربت کی وجہ سے۔ اور اس شعر میں اس جیسی غلطیوں پر تنبیہ کی گئی ہے۔

خلاصہ: سینتالیسویں (47) شعر میں ساکن کے سکون کو تام ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ (تاکہ قلقلہ یا ادغام کی صورت پیدا نہ ہو جائیں)

شعر: (۴۸) وَخَلِّصِ انْفِتَاحَ مَحْذُوْرًا عَسٰى خَوْفَ اشْتِبَاهِهٖ بِمَحْظُوْرًا عَصٰى

ترجمہ: اور محذورًا اور عسی کے انفتاح کو خالص (ترقیق کے ساتھ) ادا کرو۔ ان کے مشتبہ ہونے کے ڈر سے محظورًا اور عصٰی کے ساتھ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اِشْتِبَاهِهٖ کی ضمیر کا مرجع الحرف المنفتح یا انفتاح ہے۔ یا کُلٌّ مِنْهُمَا یَا مَاذُکِرَ ہے۔ اس شعر میں یہ تنبیہ ہے کہ تشابہ الصوت حروف کی صفات ممیزہ کو صاف صاف ادا کرو جیسا کہ مثالوں سے واضح ہو رہا ہے کہ ذال اور ظا میں اور سین اور صاد میں صفت ممیز صفت انفتاح و اطباق ہیں۔ اگر ان صفات کی ادا میں کمی ہو گی تو یہ حروف آپس میں مل جائیں گے جو لحن جلی ہے۔

خلاصہ: اڑتالیسویں (48) شعر میں صفت انفتاح کو حروف منفتحہ میں اہتمام سے ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت سے اطباق ادا ہو جائے۔ گویا ہر ایک حرف کی صفت ممیزہ کو نکھارا جائے، تاکہ ایک حرف دوسرے سے بدل نہ جائے۔

شعر: (۴۹) وَرَاعِ شِدَّةً بِكَافٍ وَّتَا كَشِزْكُمْ وَتَتَوَفّٰى فِتْنَةً

ترجمہ: اور کاف وتاء میں صفت شدت کی رعایت کر جیسے شِزْکُمْ اور تَتَوَفّٰی فِتْنَةً۔

تشریح: اس شعر میں یہ تنبیہ ہے کہ کاف اور تاء میں صفت شدت کو توجہ سے ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ دونوں شدیدہ بھی ہیں اور مہموسہ بھی۔ لیکن شدت قوی ہے اور ہمس ضعیف ہے۔ اب اگر شدت کی قوت کا خیال نہیں رکھیں گے، تو لامحالہ ان حروف میں آواز جاری ہو گی اور یہ رخوہ بن جائیں گے۔ اور آج کل اس غلطی میں عوام اور خواص خصوصاً مصری قراء مبتلاء ہیں۔ کاف وتاء میں ہمس کی وجہ سے سانس کا جریان اتنا زیادہ کرتے ہیں کہ آواز بھی جاری ہو جاتی ہے، اور کھ اور تھ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ عرب کے بعض علاقوں میں کاف کو گاف پڑھا جاتا ہے، اور یہ صرف غلطی نہیں بلکہ کھ، تھ اور گاف عجمی حروف ہیں، جو کسی طرح بھی صحیح نہیں۔ نیز کتب تجوید سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض علاقوں میں کاف اور تاء کی ادا میں، ہاء، سین اور ثاء کی آواز پیدا کی جاتی ہے۔ یہ ناجائز اور لحن جلی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کاف اور تاء کے ادا کرتے وقت صفت شدت کے قوی ہونے کی وجہ سے سختی سے آواز بند کرنی چاہئے۔ اس کے بعد معمولی سا سانس کا جریان ہوتا ہے۔ جس سے ہمس ادا ہو جاتی ہے۔ جس کو صاحب ادا ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مزید اچھی تفصیل کے لئے القول المعروف کا مطالعہ کریں۔

خلاصہ: انچاسویں (49) شعر کے پہلے مصرع میں کاف اور تاء کی صفت شدت کا خاص خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں ان دونوں حرفوں کی مثالیں بیان کی ہیں۔

(ادغام کا بیان)

شعر: (۵۰) وَأَوَّلَيْ مِثْلٍ وَّجِنْسٍ اِنْ سَكَنْ اُدْغِمْ كَقُلْ رَّبِّ وَبَلْ لَّا وَاَبِنْ

ترجمہ: اور متماثلین اور متجانسین کے پہلے حرف اگر ساکن ہوں تو (ان کا مابعد کے حرف متحرک میں) ادغام کر۔ جیسے قُلْ رَّبِّ اور بَلْ لَّا اور اظہار کر

تشریح: اِنْ سَكَنْ کی ضمیر کا مرجع اَوَّلَيْ تثنیہ سے مفہوم ہوتا ہے۔

خلاصہ: پچاسویں (50) شعر کے پہلے مصرع میں ادغام کا سبب (مثلین و متجانسین) اور شرط (پہلا ساکن ہو) بیان کئے گئے ہیں۔ اور دوسرے مصرع میں مثالیں دی ہیں۔ اور موانع ادغام (فی یوم وغیرہ) کا حکم بیان کیا ہے۔

شعر: (۵۱) فِيْ يَوْمٍ مَعْ قَالُوْا وَهُمْ وَقُلْ نَعَمْ سَبِّحْهُ لَا تُزِغْ قُلُوْبَ فَالْتَقَمْ

ترجمہ: فی یوم میں ساتھ ہی قالوا وھم میں اور قل نعم اور سبحہ اور لاتزغ قلوبنا اور فالتقمہ میں۔

تشریح: شعر نمبر 51 میں پچھلے شعر کے آخری لفظ وَاِبِنْ سے لے کر اس شعر کے آخر تک موانع ادغام بیان فرمائے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(باب الادغام کی مزید تشریح)

ادغام صغیر جس کا یہاں بیان مقصود ہے۔اس کی شرط ہے:

(1): کہ پہلا حرف یعنی مدغم ساکن ہو۔ناظمؒ نے اِنْ سَکَنْ میں یہی شرط بیان فرمائی ہے۔یہ شرط وجودی ہوئی۔اور دو شرطیں عدمی ہیں۔جن کی طرف پہلے شعر کے آخر و ابن فی یوم سے شعر کے ختم ہونے تک اشارہ فرمایا۔

(2): دوسری شرط (عدمی) مثلین کا پہلا حرف، حرفِ مدّہ نہ ہو۔ جیسے فِیْ یَوْمٍ، اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ، اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا وغیرہ۔تاکہ ادغام کی وجہ سے مد فوت نہ ہو۔لیکن یہ اظہار اس وقت ہے جب یہ واوین یا یائین دو کلموں میں ہوں۔اگر ایک کلمہ میں ہوں، تو ادغام ہوگا۔جیسے وقال یٰبَنِیَّ لَاتَدْخُلُوْا اور بِمُصْرِخِیَّ میں یاء مدّہ کا اپنے مثل میں ادغام ہوا ہے۔

امام حمزہ کے یہاں قُرُوْءٍ اور اَلنَّسِیْءُ میں وقف کے وقت ہمزہ کو ماقبل حرفِ مد کی جنس سے بدل کر ادغام کیا جائے گا۔البتہ یائے لین اور واوِ لین کا اپنے مثل میں باجماع ادغام ہوگا۔جیسے لَدَیَّ اور عَصَوَّ وَّ کَانُوا۔(واوِلین کے بعد واو ایک کلمہ میں اس کی مثال قرآن مجید میں نہیں ہے۔قرآن مجید میں یائے لین کے بعد یاء دو کلموں میں نہیں پائی جاتی۔اگر پائی جاتی تو ضرور ادغام ہوتا۔جیسے رَأَیْتُ غُلَامَیْ یُوْسُفَ۔

امام خلیل کے مذہب پر واوِ مدّہ اور یائے مدّہ۔کے لئے اپنے مماثل میں مدغم نہ ہونے کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مدیت کی حالت میں واو اور یاء کا مخرج جوف دہن ہوتا ہے۔اور اظہار کی وجہ اختلاف مخرج ہے۔گویا اجتماع مثلین کی صورت ہی نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3): تیسری شرط (عدمی) کہ متجانسین یا متقاربین کا پہلا حرف حرفِ حلقی نہ ہو۔ جیسے سَبِّحْهُ، اَبْلِغْهُ، فَاصْفَحْ عَنْهُمْ، اَفْرِغْ عَلَيْنَا، لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ کیونکہ حروف حلقیہ صعوبت ادا کی وجہ سے ادغام سے بعید قرار دئے گئے ہیں۔ لَاتُزِغْ قُلُوْبَنَا میں ادغام اس وجہ سے نہیں ہوا کہ ادغام کے لئے اتحاد مخرج یا قرب مخرج چاہئے۔ اور یہاں دونوں مفقود ہیں۔ "غ" حلقی ہے اور "ق" لسانی ہے۔ اس لئے ادغام نہیں ہوتا۔

قُلْنَا اور قُلْ نَعَمْ میں باتفاق قراء اظہار ہے۔ کیونکہ قُلْ میں عین کلمہ کے حذف کے ساتھ تعلیل ہو چکی ہے۔ لہٰذا دوبارہ ادغام کے ساتھ کلمہ میں تصرف نہیں کیا۔ جعلنا، ہل نقذف، ھل ننبئکم میں بھی لام کا نون میں ادغام نہیں کیا گیا۔ کیونکہ لام انحراف کی وجہ سے قوی اور نون غنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (علامہ جزریؒ نے تمہید میں غنہ کو صفت ضعیفہ فرمایا ہے) لہٰذا قوی کا ضعیف میں ادغام نہیں ہوا۔

اور لام کا راء میں انحراف کی وجہ سے ادغام ہوا ہے۔ مگر راء کا لام میں ادغام نہیں ہوا ہے۔ جیسے وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ کیونکہ صفت تکریر کی وجہ سے راء لام سے قوی ہے۔ اسی طرح وَقَرْنَ میں راء کا نون میں ادغام نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ صفت انحراف و تکریر کی وجہ سے راء قوی ہے۔

قُلْ تَعَالَوْ، فَالْتَقَمَهُ اور فَالْتَقَطَهُ میں لام کا تاء میں باتفاق ادغام نہیں ہوا کیونکہ جہر اور انحراف کی وجہ سے لام تاء سے زیادہ قوی ہے۔ اور نیز ادغام کی وجہ سے لفظ کی بناء مشتبہ ہوتی ہے۔ یعنی یہ واضح نہیں رہتا کہ مادہ لَقَمَ اور لَقَطَ یا تَقَمَ اور تَقَطَ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: وَاِذْ زَيَّنَ اور وَاِذْزَاغَتْ جیسے کلمات میں اگرچہ ادغام کی شرط پائی جارہی ہے۔ لیکن روایت حفص کے اعتبار سے ادغام ثابت نہیں۔ (معارف مدینہ)

ناظم کی بیان کردہ مثالوں میں لف ونشر غیر مرتب ہے۔ یعنی بیان ادغام میں مثلین کا ذکر مقدم اور متجانسین کا مؤخر ہے۔ اور قُلْ رَّبِّ متجانسین کی مثال پہلے اور بَلْ لَّا مثلین کی مثال مؤخر ہے۔ قُلْ رَّبِّ کی مثال پر اعتراض ہوتا ہے کہ ناظمؒ نے مثلین اور متجانسین کے حرف کے ساکن ہونے کے وقت ادغام کرنے کا حکم فرمایا اور دونوں کی مثالیں دی ہیں۔ بَلْ لَّا اور قُلْ رَّبِّ دوسری مثال پر اشکال یہ ہے کہ متجانسین ان دو حرفوں کو کہتے ہیں کہ متحد المخرج ومختلف الصفت ہوں۔ حالانکہ باب مخارج میں ناظمؒ نے لام اور راء کو دو مخرجوں سے شمار کیا ہے۔ لہٰذا لام اور راء متقاربین ہوئے نہ کہ متجانسین۔

جواب 1: اکثر قراء لام، راء اور نون کو ایک مخرج سے کہتے ہیں، اور اکثر نحاۃ ان کے علٰحیدہ علٰحیدہ تین مخرج قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا مصنفؒ نے بیان مخارج میں تو نحاۃ کے مذہب کو اختیار کیا تاکہ مخارج کی تعداد میں اضافہ سے حروف ومخارج میں زیادہ سے زیادہ امتیاز حاصل ہو، اور اس جگہ باب ادغام میں قراء کے مذہب پر لام، نون اور راء کا ایک مخرج قرار دیتے ہوئے متجانسین کی مثال پیش کیا۔ کیونکہ ادغام کا تعلق احکام قراءت سے ہے۔

جواب 2: حضرت قاری عبدالرحمان صاحب مکی اِلٰہ آبادی نے فرمایا کہ یہاں جنسین سے عام معنی مراد ہے۔ جو متجانسین اور متقاربین دونوں کو شامل ہے۔ کیونکہ ہر ایسے دو حرف جو مختلف الصفت ہوں، درحقیقت وہ مختلف المخرج ہوتے ہیں۔ لیکن شدت قرب کی وجہ سے ان دونوں کو متحد المخرج کہتے ہیں۔ گویا دو حروف متحد المخرج کہیں بھی نہیں۔ انیتس (29) حروف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حقیقت میں انیتس (29) ہی مخارج ہیں۔ لہٰذا متجانسین بھی حقیقت میں دو ہی مخرجوں سے ہوتے ہیں۔ اور ناظمؒ نے متقاربین کی مثال لا کر اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ادغام اور اظہار میں اصل اظہار ہے۔ کیونکہ وہ کسی سبب پر موقوف نہیں۔

اظہار کی تعریف: اظہار کے لغوی معنیٰ ہیں ظاہر کرنا۔ اصطلاح میں إخرَاج حرف کما اقتضی ذاتہٗ و صفاتہ۔ حرف کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے ادا کرنا۔

ادغام کی تعریف: ادغام کے لغوی معنیٰ ہیں ادخال الشیئ فی الشیئ۔ یعنی ایک چیز کو دوسری چیز میں داخل کرنا۔ یقال ادغمت اللجام فی فم الفرس اذا ادخلته فیه۔ و ادغمت المیت فی اللحد اذا جعلته فیه۔

ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ گھوڑے کے منہ میں لگام ڈالا گیا، جب تو اس کو اس میں داخل کرے۔ اور میں نے مردے کو لحد میں رکھ دیا، جب تو اس کو لحد میں رکھے۔

اصطلاح میں ادغام یہ ہے کہ دو حرفوں کو دوسرے حرف کی طرح ایک مشدد حرف پڑھنا۔ (النشر)

ادغام کی قسمیں:

مدغم کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں۔

(1) ادغام کبیر (2) ادغام صغیر

ادغام کبیر: مدغم و مدغم فیہ اگر دونوں متحرک ہوں اور مدغم کو ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے، تو وہ ادغام کبیر کہلاتا ہے۔ جیسے اَلرَّحِیۡمِ مَّلِکِ یَاجعَلْ لَّکُمْ۔

ادغام کبیر کو کبیر کیوں کہتے ہیں؟ ادغام کبیر کو کبیر کہنے کی مندرجہ ذیل دو اسباب ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1): اس میں عمل زیادہ ہوتا ہے۔ یعنی متحرک کو ساکن کرتے ہیں۔ پھر بلا ابدال یا ابدال کے بعد ادغام کرتے ہیں۔ بلا ابدال کی مثال: جَعَلَ لَكُمْ۔ بالا بدال کی مثال عَدَدَ سِنِيْنَ۔

(2): بہ نسبت صغیر کے ادغام کبیر قرآن مجید میں زیادہ مواقع پر ہوتا ہے۔ کیونکہ حرکت بہ نسبت سکون کے زیادہ آنے والی چیز ہے۔

ادغام کبیر کی قسمیں: ادغام کبیر کی تین قسمیں ہیں۔

(1) مثلین (2) متجانسین (3) متقاربین

(1): مثلین: جیسے فِيْهِ هُدًى (2): متجانسین: جیسے اَلْحَرْثُ ذٰلِكَ

(3): متقاربین: جیسے خَلَقَكُمْ۔

جہاں بھی ادغام ہو گا تو مدغم ہونے والا حرف مکمل طور پر اپنی تمام صفات سمیت ختم ہو جائے گا۔ اور ادغام تام ہو گا۔ ادغام صغیر کے مانند ادغام کبیر میں ادغام ناقص نہیں ہے۔

(شرح طیبہ النشر للشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصمؒ)

روایت حفص میں صرف پانچ کلمات ہیں جن میں ادغام کبیر ہوا ہے۔

(1) نِعِمَّا (2) اَتُحَآجُّوْنِّيْ (3) مَكَّنِّيْ (4) تَاْمُرُوْنِّيْ (5) لَاتَاْمَنَّا۔

ان پانچ کلمات کے علاوہ دَآبَّة، صَآخَّة ضَآلِّيْن وغیرہ میں بھی ادغام کبیر ہوا ہے۔ لیکن ان میں اختلاف قراءت نہیں۔ پانچ کلمات کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں اختلاف قراءت ہے۔

ناظمؒ نے ادغام کبیر ذکر نہیں کیا کیونکہ ادغام کبیر مختلف فیہ ہے۔ بعض خاص روایتوں میں ہوا ہے۔ اور ناظمؒ نے یہ رسالہ متفق علیہ اور کثیر الوقوع مسائل کے لئے لکھا ہے۔ اگرچہ کہیں کہیں اختلاف بھی موجود ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادغام صغیر: اگر مد غم ساکن اور مد غم فیہ متحرک ہو تو ایسے ادغام کو ادغام صغیر کہتے ہیں۔ مثلاً: اِذْ ذَّهَبَ۔

ادغام کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے تخفیف اور تسہیل ادائیگی میں حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ دو حرفوں کی جگہ حرف واحد ادا ئیگی میں آتا ہے۔

کیفیت کے اعتبار سے ادغام

کیفیت کے اعتبار سے ادغام کی دو قسمیں ہیں۔ (1) ادغام تام (2) ادغام ناقص

(1) ادغام تام: ادغام تام یہ ہے کہ پہلے حرف دوسرے میں ذات اور صفت دونوں کے اعتبار سے داخل کرنا۔ یعنی مد غم کو مد غم فیہ سے پوری طرح بدل دینا۔ جیسے وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ۔

(2) ادغام ناقص: ادغام ناقص یہ ہے کہ حرف اول کو ثانی میں ذات کے اعتبار سے ملانا اور تمام صفات کے اعتبار سے نہ ملانا۔ بلکہ کچھ صفات باقی رہنے دینا۔

جن حروف کا ادغام ناقص ہوا ہے وہ تین ہیں۔

(1): طاء ساکنہ کا تاء میں۔ جیسے بَسَطْتَّ وغیرہ۔ اور ناتمام ہی واجب ہے۔

(2): قاف ساکنہ کا کاف میں۔ جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ۔ یہ صرف اسی ایک جگہ ہے۔ اور بطور جواز ہے۔ ورنہ ادغام تام بہتر ہے۔

(3): نون ساکنہ کا واؤ، یاء اور بقول بعض میم میں جہاں بھی ہو، ادغام ناقص ہوگا۔ یعنی نون کی صفت غنہ کو باقی رکھ کر ادغام کیا جائے گا۔ جیسے مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْ وَّالٍ، مِنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ یہ آخری مثال بعض کے ہاں تام اور بعض کے ہاں ناقص ہے۔

سبب کے اعتبار سے ادغام کی قسمیں:

سبب کے اعتبار سے ادغام کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں۔

(1) مثلین (2) متجانسین (3) متقاربین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) مثلین: حرف مکرر(ڈبل) میں ادغام کو ادغام مثلین کہتے ہیں۔ جیسے قَدْ دَّخَلُوْا

(2) متجانسین: متحد المخرج و مختلف الصفات حرفوں کا ادغام، ادغام متجانسین کہلاتا ہے۔ جیسے قَدْ تَّبَیَّنَ

(3) متقاربین: قریب المخرج یا قریب الصفات یا قریب المخرج والصفات میں ادغام کو ادغام متقاربین کہتے ہیں۔ جیسے اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ، مِنْ مَّالٍ، مِنْ لَّدُنْهُ۔ بالترتیب ادغام متقارین کی مثالیں ہیں۔

قریب الصفات: جہد المقل میں ہے کہ فالتقارب فی الصفة ان یتفقا فی اکثرھا یعنی قریب الصفات وہ ہیں جو اکثر صفات میں متفق ہوں۔

نوٹ: نهاية القول المفيد میں ہے کہ وہ دو حروف جو مخرجاً متحد ہو، اور صفۃً مختلف ہوں۔ یا دو حروف جو صفۃً متحد ہوں اور مخرجاً مختلف ہوں، وہ ادغام متجانسین ہے۔

ادغام کبیر

- ادغام کبیر مثلین تام — جَعَلَ لَّكُمْ
- ادغام کبیر متجانسین تام — اَلْحَرْثُ ذّٰلِكَ
- ادغام کبیر متقاربین تام — خَلَقَكُّمْ

نوٹ: ادغام کبیر میں ناقص نہیں ہوتا۔

سبب اور کیفیت کی بناء پر ادغام صغیر کی پانچ قسمیں ہیں، جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

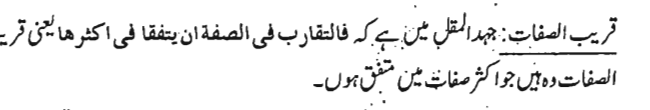

ادغام صغیر

- ادغام صغیر مثلین تام — قَدْ دَّخَلُوْا
- ادغام صغیر متجانسین تام — قَدْ تَّبَیَّنَ
- ادغام صغیر متجانسین ناقص — بَسَطْتَّ
- ادغام صغیر متقاربین تام — مِنْ لَّدُنْهُ
- ادغام صغیر متقاربین ناقص — مَنْ یَّقُوْلُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

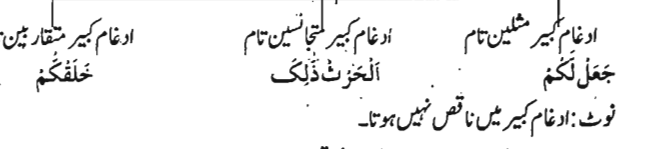

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: لام تعریف کے بعد حروف قمریہ آئیں تو اظہار ہوگا۔ جیسے اَلْکَوْثَرِ، اَلْوَاقِعَۃ۔ حروف قمر چودہ(14) ہیں۔ جن کا مجموعہ یہ ہے۔ اِبْغِ حَجَّکَ وَخَفْ عَقِیْمَہٗ۔ لام تعریف کے بعد اگر حروف شمسیہ آئیں تو ادغام ہوگا۔ جیسے اَلرَّحْمٰنُ، اَلتَّائِبُوْنَ۔ حروف شمسیہ چودہ(14) ہیں۔ قمریہ کے علاوہ ا الف کو شامل اس لئے نہیں کیا کہ وہ لام تعریف کے بعد نہیں آسکتا۔

فائدہ: لام تعریف بمنزل ستارہ ہے، اور حروف قمریہ بمنزل چاند ہے۔ اور چاند کی موجودگی میں ستارے ظاہر ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا نام حروف قمریہ ہے۔ اور حروف شمسیہ بمنزل سورج ہیں۔ اور سورج کی موجودگی میں ستارے چھپ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کو حروف شمسیہ کہتے ہیں۔

سکتہ: سکتہ کا لغوی معنٰی ہے خاموش رہنا۔

اصطلاحی تعریف: جس قدر وقت کے لئے حالت وقف میں آواز قطع کی جاتی ہے، اس سے کم وقت کے لئے آواز کا منقطع کرنا مگر سانس نہ لینا سکتہ کہلاتا ہے۔

سکتہ کی قسمیں: سکتہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) سکتہ لفظی (2) سکتہ معنوی

(1) سکتہ لفظی: روایتِ حفص میں بطریقِ شاطبیؒ سکتہ لفظی نہیں ہے۔ البتہ بطریقِ جزریؒ سکتہ لفظی ہے۔ یعنی اگر حرفِ صحیح ساکن کے بعد ہمزہ آجائے تو حرفِ ساکن پر سکتہ کیا جائے گا۔ جیسے مَنْ اٰمَنَ، اَفْلَحَ وغیرہ۔

(2) سکتہ معنوی: جن موقعوں میں دو کلموں کے مابین معنوی انفصال کو ظاہر کرنا ہو تو یہ سکتہ کیا جاتا ہے۔

روایتِ حفص میں مندرجہ ذیل پانچ مقامات پر سکتہ کیا جاتا ہے۔

(1) عِوَجًا ؔسکتہ قَیِّمًا (الکهف) (2) مِنْ مَّرْقَدِنَا ؔسکتہ ھٰذَا (یٰس)

(3) مَنْ ؔسکتہ رَاقٍ (القیامه) (4) بَلْ ؔسکتہ رَانَ۔ (المطففین)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(5) سورۃ انفال اور سورۃ البراءۃ کے درمیان تین وجوہ جائز ہیں۔ (1) وصل (2) وقف (3) سکتہ۔ یہ تیسری وجہ بھی سکتہ معنوی ہی ہے۔

سکتہ لفظی اور سکتہ معنوی میں فرق: سکتہ لفظی اور سکتہ معنوی میں فرق یہ ہے کہ سکتہ لفظی وصل کے حکم میں ہے اور سکتہ معنوی وقف کے حکم میں ہے۔

ہمارے پاک و ہند کے مطبوعہ قرآن مجید کے نسخوں میں مزید چند مقامات پر سکتہ تحریر کیا جاتا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) ظَلَمْنَا سکتہ اَنْفُسَنَا۔ (الاعراف) (2) اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا سکتہ مَابِصَاحِبِهِمْ۔ (الاعراف)

(3) عَنْ هٰذَا سکتہ وَاسْتَغْفِرِىْ (یوسف) (4) حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ (القصص)

سکتہ کے لئے روایت سے ثبوت ضروری ہے۔ ان چار مواقع پر سکتہ کرنا بروایتِ حفص درست نہیں۔ اور نہ ہی دیگر کسی روایت و قراءت کی رو سے درست ہے۔

(٦۔ الضَّادُ والظَّاء)

(ظاء اور ضاد میں فرق اور ظاء والے کلمات قرآنیہ کی تعداد)

شعر: (۵۲) وَالضَّادَ بِاسْتِطَالَةٍ وَّ مَخْرَجِ مَيِّزْ مِنَ الظَّآءِ وَكُلُّهَا تَجِیْ

ترجمہ: اور ضاد کو ظاء سے استطالت اور مخرج کے ساتھ ممتاز کر کے پڑھو۔ اور تمام ظاءات (قرآن مجید میں حسب ذیل الفاظ میں) آتی ہیں۔

تشریح: وَكُلُّهَا کی ضمیر کا مرجع الظَّآء ہے۔ تَجِیْ اصل میں تَجِيْئُ تھا۔ ہمزہ کو حذف کیا امام حمزہ کے قاعدہ کی وجہ سے۔ تجی میں ضمیر فاعل یا تو الظاءات کی طرف راجع ہے۔ یا لفظ کل ہی کی طرف راجع ہے۔ اور تانیث باعتبار معنی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناظمؒ کا مقصود یہ ہے کہ ضاد اور ظاء صفتی اشتراک اور صوتی تشابہ کی وجہ سے کوئی ان دونوں کو ایک حرف نہ سمجھ لیں۔اور لاپرواہی یا غلط فہمی کی وجہ سے ضاد کو بھی ظاء ہی کے مخرج سے ادانہ کرنے لگ جائے۔اس لئے ناظمؒ نے پہلے تو شعر نمبر 1 میں ضاد کو ظاء سے ممتاز کرنے کی ہدایت فرمائی،اور ساتھ ہی امتیاز کرنے کا طریقہ بھی بتلادیا کہ ایک تو اس کو خود اسی کے مخرج یعنی حافہ لسان اور اضراس علیا سے ادا کیا جائے۔اور دوسرے اس میں صفت استطالت کو ملحوظ رکھا جائے۔ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنے سے ضاد ظاء سے خود بخود ممتاز ہو جائے گا۔

حضرت ناظمؒ نے اس باب میں قران مجید کے تمام ظاءات کے مواد کو جمع کر دیا ہے۔تاکہ بعد میں زمانہ کے قراء کو ادا اور نشاندہی میں دقت نہ ہو۔اور بالخصوص نابینا طلباء اس کو یاد کرلیں۔یہ قیامت تک قراء پر احسان عظیم ہے۔اور وہ مادے انیتس(29) ہیں جو کہ بعد کے سات شعروں میں بیان کئے گئے ہیں۔

خلاصہ: شعر نمبر باون(52) میں ضاد اور ظاء میں فرق کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔اور ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید میں ظاء کے مادہ والے الفاظ آئندہ سات(7) اشعار میں آرہے ہیں۔

شعر:(۵۳) فِي الظَّعْنِ ظِلِّ الظُّهْرِ عُظْمِ الْحِفْظِ اَيْقِظْ وَاَنْظِرْ عَظْمِ ظَهْرِ اللَّفْظِ

ترجمہ: ظَعْنِ، ظِلِّ، ظُهْرِ، عُظْمِ، حِفْظِ، اَيْقِظْ، اَنْظِرْ، عَظْمِ، ظَهْرِ اور لَفْظِ(کے مادوں) میں۔

تشریح:

(1) الظَّعْنِ(سفر): قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔(يَوْمَ ظَعْنِكُم -- النحل - ع 11)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)ظِلّ (سایہ): قرآن مجید میں چوبیس(24)جگہ آیا ہے۔جیسے ظَلَلْنَا، ظُلَلٌ، ظَلِیلًا، ظُلَّةٌ، ظِلٰلُهُمْ-وغیرہ

(3)ظُهر (نصف النہار): قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے(مِنَ الظَّهِيرَةِ،نور ع8،وَحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ،روم ع2)

(4)عظم (عظمت): قرآن مجید میں ایک سو تیرہ(113)جگہ آیا ہے۔اس شکل میں تو قرآن مجید میں کہیں بھی نہیں البتہ اس مادہ سے پانچ شکلوں میں 113 الفاظ آئے ہیں۔جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1):وَيُعْظِمْ:ایک جگہ (سورۃ الطلاق)۔ (2)يُعَظِّمْ:دوجگہ (سورۃ حج)

(3)أَعْظَمُ: تین جگہ (سورۃ توبۃ، حدید، مزمل)

(4)عَظِيمًا: 22جگہ (سورۃ نسآء، الاسرآء، الاحزاب، الفتح)

(5)عَظِيمٌ/اَلْعَظِيمُ: 85 جگہ

(5)الحِفظ(حفاظت): 44 جگہ آیا ہے۔حَافِظُوْا، اُستحفظوا، حَفَظَةٌ، حَفِيظٌ،یحافظون، حَفِظَتْ۔وغیرہ

(6)اَيْقِظْ(جاگنا):ایک جگہ آیا ہے۔ (وتحسبهم ايقاظًا--الكهف)

(7)اَنْظِرْ(مہلت دینا):19 جگہ آیا ہے۔فَنَظِرَةٌ، مُنْظَرُوْنَ، اَنْظِرْنِیْ، تُنْظِرُوْنَ، مُنْظَرِيْنَ، يُنْظَرُوْنَ۔ان چھ(6)شکلوں میں انیس(19) الفاظ آئے ہیں۔جبکہ امام حمزہؒ کی قراءت کی رو سے سات شکلوں میں 20الفاظ آئے ہیں۔کیونکہ ان کی قراءت میں امَنُوا انْظِرُونَا حدید کی بجائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اٰمَنُوا انظِرُونَا یعنی انفعال سے جمع مذکر حاضر ہے۔ عموماً شروحات نے اس وجہ سے تعداد 20 لکھی ہے۔

(8) عَظْم (ہڈی): قرآن مجید میں پندرہ (15) جگہوں پر آیا ہے۔ بعض جگہوں میں صیغہ مفرد کے ساتھ اور بعض میں صیغہ جمع عظام کے ساتھ آیا ہے۔

(9) ظَهر (پُشت): انیس (19) جگہوں پر آیا ہے۔ چار (4) جگہوں پر صیغہ مفرد (سورۃ فاطر، شوریٰ، انشقاق، انشراح) گیارہ (11) جگہوں پر صیغہ جمع (سورۃ بقرۃ ایت 101،189، سورۃ آلِ عمران آیت 187، سورۃ انعام آیت 3،94،138،146، سورۃ اعراف آیت 172، سورۃ توبۃ آیت 35، سورۃ انبیاء آیت 39، سورۃ زخرف آیت 13)۔ ایک جگہ ظِهرِیًّا آیا ہے۔

اگر تُظْهِرُوْن (الاحزاب) اور یُظٰهِرُوْنَ (المجادلۃ، دو جگہ) کو بھی اسی مادہ سے قرار دیں تو اس صورت میں ظَهر کے مادے والے الفاظ کی تعداد انیس (19) تک پہنچ جائے گی۔ کیونکہ ظَهر اور ظِهَار میں معنوی مناسبت ہے۔

(10) اللفظ (بولنا): قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے۔ ما یلفظ من قولٍ (سورۃ ق) یہ مصدر ہے، اس شکل میں نہیں آیا۔

خلاصہ: ترپنویں (53) شعر میں ظَعنِ، ظِلّ، ظَهرِ، عُظم، حِفظ، اَیقِظ، اَنظِر، عَظم، ظَهر اور لَفظ کے مادے بیان فرمائے ہیں۔

شعر: (۵۴) ظَاهِرُ لَظٰى شُوَاظُ كَظْمٍ ظَلَمَا　　　أُغْلُظْ ظَلَامِ ظُفُرٍ انْتَظِرْ ظَمَا

ترجمہ: ظَاهِرُ، لَظٰى، شُوَاظُ، كَظْمٍ، ظَلَمَ، اُغْلُظْ، ظَلَامِ، ظُفُرٍ، انْتَظِرْ ظَمَا کے مادوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: ظَلَمَا بعض نسخوں میں ظُلْمًا بالضم والسکون ہے۔ظَمَا الف کے ساتھ امام حمزہ و ہشام کے وقف کے قاعدے کے مطابق ہے۔ظُفُر سکون فاء ضرورۃً ہے کیونکہ قرآن مجید میں بضم فاء ہے۔

(11) ظَاهِرْ (ظہور، غلبہ، اطلاع، کامیابی، اعانت، علو): التقدمۃ الشریفیہ میں تعداد 38 ہے اور شروحات میں 37۔التقدمۃ الشریفہ میں باقاعدہ ایک ایک لفظ شمار کرتے ہیں اور خاص طور پر اس باب میں محنت ہوئی ہے۔اس لئے اس کو ترجیح دینی چاہئے۔پندرہ(15)شکلوں میں اڑتیس(38)الفاظ آئے ہیں ۔ اَظْهَرَ، تَظْهَرُوْنَ، یُظْهِرُوْا، یَظْهَرُوْنَ، ظَهَرُوْا، ظٰهِرِیْنَ، ظَاهِرًا، ظِهْرَةً، ظَهِیْر، تَظٰهَرَا، یَظْهَرُوْا، ظَهِیْرًا، ظُهِرَ، ظُهْر، ظُهِرٍ، ظَهَرَ، یَظْهَرَ، یُظْهِرَ۔

(12) لَظٰی (مشتعل ہونا) یعنی غصہ ہونا۔قرآن مجید میں دو جگہوں پر آیا ہے۔ کَلَّا اِنَّهَا لَظٰی (معارج) ، فَاَنْذَرْتُکُمْ نَارًا تَلَظّٰی۔(اللیل)

(13) شُوَاظٌ (آگ کا انگارہ): قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے۔ یُرْسَلُ عَلَیْکُمَا شُوَاظٌ (الرحمٰن)

(14) کَظْمٌ (غصہ کا پی جانا): قرآن مجید میں چھ(6)جگہوں پر آیا ہے۔اس صورت میں تو پورے قرآن مجید میں کہیں نہیں آیا۔البتہ اس مادے سے۔(کٰظِمِیْنَ سورۃ آلِ عمران، مومن، کَظِیْمٌ سورۃ یوسف، نحل، زخرف، مَکْظُوْمٌ، سورۃ قلم) میں آیا ہے۔

(15) ظَلَمَا (ظلم): قرآن مجید میں 289 جگہوں پر آیا ہے۔(التقدمۃ الشریفیہ) اور شروحات میں 287 تعداد لکھی ہے۔یہ ظَلَمَ سے یا تو ماضی واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔اور "الف" اطلاقی ہے۔یا تثنیہ کا صیغہ ہے۔اس مادے سے اکتیس(31)صورتوں سے 289 الفاظ آئے ہیں۔

جیسے ظَلَمْتُ/یونس، مَظْلُوْمًا/اسراء، لَظَلُوْمٌ/ابراھیم، بِظَلَّامٍ مختلف سورتوں میں، ظُلْمًا مختلف سورتوں میں، ظٰلِمُوْنَ زیادہ آیا ہے، ظٰلِمِیْنَ 91 جگہوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر آیا ہے، لَا یَظْلِمُ، ظَلَمُوْا 43 جگہوں پر آیا ہے وغیرہ۔ مزید تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ طلباء کرام مادہ کو دیکھ کر پہچان سکتے ہیں کہ یہ لفظ ظلم مادے سے آیا ہے۔

(16) اَغْلَظْ (گاڑھا/سخت): تیرہ (13) جگہوں پر آیا ہے۔ یعنی اس مادے سے چھ (6) شکلوں میں تیرہ (13) الفاظ آئے ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) غِلْظَةً (سورۃ توبہ) (2) غِلَاظٌ (سورۃ تحریم) (3) فَاسْتَغْلَظَ (سورۃ فتح)

(4) وَاغْلُظْ (سورۃ توبہ، تحریم) (5) غَلِيْظًا (سورۃ نساء میں دو جگہ، احزاب کی آیت نمبر 7)

(6) غَلِيْظٌ (سورۃ آلِ عمران، ہود، ابراہیم، لقمان، فصلت)

(17) ظَلَام (اندھیرا): قرآن مجید میں چھبیس (26) جگہوں پر آیا ہے۔ (التقدمۃ الشریفیہ) اور شروحات میں پچیس (25) تعداد لکھی ہے۔ اس مادہ سے چار شکلوں میں 26 الفاظ آئے ہیں۔

(1) وَاِذَآ اَظْلَمَ (بقرۃ 20) (2) مُظْلِمًا (یونس 27)

(3) مُظْلِمُوْنَ (یٰس 37) (4) ظُلُمٰتٍ 23 جگہ آیا ہے۔

(18) ظُفُرٍ (ناخن) پورے قرآن مجید میں ایک جگہ آیا ہے۔ كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ (الانعام: 146)

(19) اِنْتَظِرْ (انتظار): چودہ (14) جگہوں پر آیا ہے۔

(1) وَانْتَظِرْ (سجدہ) (2) ینتظر (احزاب 23) (3) ینتظرون (یونس 102)

(4) المنتظرین 3 جگہ (اعراف 71، یونس 102، 20)

(5) منتظرون 3 جگہ (انعام 158، ھود 122، سجدہ 30)

(6) انتظروا 5 جگہ (انعام 158، اعراف 71، یونس 102، 20، ھود 122)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(20) ظَمَأٌ (پیاس): پورے قرآن مجید میں تین (3) جگہوں پر آیا ہے۔ (1) ظَمَأٌ (توبة 120) (2) لَاتَظْمَؤُا (طٰه 119) (3) يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ (نور 39)

خلاصہ: شعر نمبر (54) میں ظاء کے مادے والے مزید دس (10) الفاظ بیان کئے گئے ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں۔ ظَاهِرْ لَظٰی شُوَاظُ كُظِمِ ظلم اُغلُظْ ظَلَامِ ظُفُرْ انْتَظِرْ ظَمَاً

شعر: (۵۵) اَظْفَرَ ظَنًّا كَيْفَ جَا، وَعِظْ سِوٰى عِضِيْنَ ظَلَّ النَّحْلِ زُخْرُفٍ سَوَا

ترجمہ: اَظْفَرَ میں ظَنًّا میں خواہ یہ ظن (قرآن مجید میں) کسی بھی طرح آئے اور وعظ میں علاوہ لفظ عضین کے اور ظلّ نحلٍ اور زخرف میں ایک ہی طرح ہے۔ تشریح: جا اصل میں جآء ہے۔ ضرورۃ ہمزہ حذف کیا گیا۔ ضمیر فاعل ظنًا کی طرف راجع ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فاعل اسم ظاہر وعظُ کو قرار دیا جائے۔ سَوَا بفتح السين سَوَاءٌ ہے۔ امام حمزہ وہشام کے وقف کے قاعدہ کے مطابق ہے۔ (21) اَظْفَرَ (نصرت/مدد): ایک جگہ آیا ہے۔ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ (سورة فتح 24) (22) ظَنًّا (گمان کرنا/یقین کرنا): (69) جگہ آیا ہے۔ کیف جا: یعنی لفظ ظن خواہ کسی بھی طرح اور کسی بھی صیغہ پر آئے، ظاء ہی کے ساتھ ہوگا۔

(23) وَعظٌ (نصیحت کرنا): یہ لفظ اس شکل میں تو قرآن مجید میں نہیں آیا ہے۔ البتہ اس مادّہ سے مندرجہ ذیل صیغوں میں پچیس (25) لفظ آئے ہیں۔ اَوَعَظْتَ، شعراء (2) الواعظين، شعراء (3) تَعِظُوْنَ، اعراف (4) وَعِظْهُمْ نسآء (5) فَعِظُوْهُنَّ نساء (6) يُوْعَظُوْنَ نسآء (7) توعظون مجادله (8) اَعِظُ دو جگہ هود، سبأ (9) يُوْعَظُ 2 جگہ بقرة، طلاق (10) يَعِظُ 5 جگہ بقرة، نسآء، نحل، نور، لقمان (11) مَوْعِظَةٌ نو جگہ (2 جگہ) بقرة 275، 66، آلِ عمران 138، مائدہ 46، اعراف 145، یونس 57، هود 120، نحل 125، نور 34۔ سِوٰى عِضِيْنَ: سورة حجر میں الذين جعلوا القرآن عضين۔ تضاد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ہے یعنی لفظ وعظ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ باتفاق ضاد سے ہے۔ جو عِضَۃٌ کی جمع ہے۔

(24) ظَلَّ (صارَ/ہوگیا): اس مادہ سے آٹھ صیغوں میں نو (9) الفاظ آئے ہیں۔ حضرت ناظمؒ خاص طور پر اس لفظ کو تفصیل سے بیان فرمارہے ہیں۔ ظَلَّ النَّحل و زخرف سوًا: ظَلَّ صیغہ ماضی دو (2) جگہ نحل 58 یعنی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا اور زخرف آیت نمبر 17 میں ایک ہی طرح ہے۔ یعنی دونوں جگہ ظاء کے ساتھ ہے۔ قاریؒ فرماتے ہیں کہ چونکہ دونوں سورتوں میں باعتبار الفاظ و معنی کے جملوں کی ترکیب ایک جیسی ہے۔ اس لئے سَوَاءٌ فرمایا۔ خلاصہ: پچپنویں (55) شعر میں ظاء کے مادہ والے مزید چار (4) الفاظ نقل کئے ہیں، جو کہ یہ ہیں۔ اظفر، ظنا، وعظ، ظلّ سوال: کیف جا کا تعلق کس لفظ سے ہے؟ جواب: ظنًا سے یا وعظ سے یعنی ظَنًّا جس صیغے سے آئے یا وعظ جس طرح اور جس صیغہ سے آئے۔

شعر: (۵۶) وَظَلْتَ ظَلْتُمْ وَبِرُوْمٍ ظَلُّوْا كَالْحِجْرِ ظَلَّتْ شُعَرَا نَظَلُّ

ترجمہ: اور (ظاء آتی ہے) ظَلْتَ۔ اور فَظَلْتُمْ میں اور سورۃ روم میں لَظَلُّوْا سورۃ حجر والے فَظَلُّوْا کی طرح ہے۔ (اور ظاء آتی ہے) سورۃ شعراء کے فَظَلَّتْ اور فَنَظَلُّ میں۔

تشریح: ظَلْتَ عَلَيْهِمْ عَاكِفًا (طٰه 97)، فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ (واقعة 65)، لَظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ (روم 51)، فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ (حجر 14)، فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ (شعراء 4)، فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِيْنَ (شعراء 71) خلاصہ: (56) شعر میں ظاء کے مادہ والے مزید پانچ الفاظ نقل کئے گئے ہیں، جو یہ ہیں۔ ظَلْتَ، ظَلْتُمْ، ظَلُّوْا، ظَلَّتْ، نَظَلُّ۔

شعر: (۵۷) يَظْلَلْنَ مَحْظُوْرًا مَّعَ الْمُحْتَظِرِ وَكُنْتَ فَظًّا وَّجَمِيْعِ النَّظَرِ

ترجمہ: فَيَظْلَلْنَ میں محظورا میں بمع محتظر کے اور کنت فظا میں اور تمام الفاظ نظر میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: فَیَظْلَلْنَ رَوَاکِدَ عَلٰی ظَھْرِہٖ (شوری 33)۔

اس کلمہ پر وہ نو کلمات پورے ہوئے جن کا ذکر شعر نمبر 55 کے دوسرے مصرع سے جاری ہے۔ (یعنی یہاں تک ظل اور اس کے مشتقات کا بیان ختم ہوگیا)۔

(25) مَحْظُوْرًا (روکا ہوا/بند کیا ہوا): دو (2) جگہوں پر آیا ہے۔

(1) وکان عطاء ربک محظورًا (الاسراء) (2) فکانوا کھشیم المحتظر (القمر)

دونوں کو حضرت ناظمؒ نے خود ہی بیان کر دیا۔ ان دو کے ماسوا حاء اور راء کے درمیان والا حرف ضاد ہے۔ اس لئے کہ وہ حضور سے بنے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ اِذَا حَضَرَ اور مُحْضَرُوْنَ وغیرہ۔

(26) وکنت فظًا (سخت عادت والا): ایک جگہ آیا ہے۔ ولو کنت فظًا غلیظ القلب (آلِ عمران 159) کنت کے اضافہ سے مقصود غالباً تخصیص کا اظہار ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ اس مادہ سے قرآن مجید میں صرف یہی ایک لفظ آیا ہے۔ رہا لانفضوا من جو کہ فظًا سورۃ آلِ عمران والی آیت میں ہے اور اِنفضُوا سورۃ جمعہ اور ینفضوا سورۃ منافقون۔ سو یہ تینوں اس مادے سے نہیں ہیں۔ اس لئے کہ یہ ضاد سے ہے۔

(27) النَظَر (دیکھنا/غور کرنا): دیکھنے اور انتظار کرنے دونوں معانی کو شامل ہیں۔ اگر الفاظ نظر مراد لئے جائیں تو کل تعداد 96 ہے۔ اور دیکھنے کے معنی میں اگر شمار محدود رکھا جائے تو جمہور کے نزدیک 87 اور امام حمزہؒ کے یہاں 86 ہیں۔ کیونکہ وہ سورۃ حدید میں اُمنوا انظرونا (بمعنی مہلت دینا) سے پڑھتے ہیں۔ اور جمہور نظر سے ---------

لیکن اس وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ الفاظ نظر جو بمعنی انتظار کے ہیں، کس جگہ شمار کئے گئے ہیں؟ ان کا شمار نہ تو لفظ انتظار میں کیا گیا۔ کیونکہ شارح نے انتظار والے کلمات کی تعداد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چودہ(14) بتائی ہے۔اور اس تعداد میں وہی لفظ مراد لئے ہیں جو انتظار (افتعال) سے ہیں۔نو(9) جگہوں پر لفظ نظر کے صیغے بمعنی انتظار آئے ہیں۔لہٰذا لفظ انتظار کے تحت میں انتظار کے معنی والے کلمات قرآنیہ کی تعداد تئیس(23) بتلانی چاہئے تھی۔اور اگر وہاں صرف لفظ انتظار (افتعال) والے الفاظ ہی کلام میں محدود ہو، تو لا محالہ یہ نو(9) الفاظ لفظ نظر کے ذیل میں داخل ہو جاتے ہیں۔اور اس وقت الفاظ نظر کی تعداد کل 96 ہوتی ہے۔

غالباً یہی صحیح ہے کہ یہاں لفظ نظر دیکھنے اور انتظار کرنے والے دونوں معانی میں عام و شامل مراد ہے۔ناظمؒ نے اسی تعمیم کی طرف اشارہ کرنے کے لئے غالباً وجمیع النظر فرمایا ہے۔

نوٹ: فَنَظِرَةٌ (سورۃ بقرۃ ع 38) یہاں شمار نہیں کیا گیا۔کیونکہ وہ بمعنی مہلت ہے۔چند الفاظ آسانی کے لئے لکھ دیتے ہیں۔سَنَنْظُرُ، تَنْظُرُوْنَ، فَلْيَنْظُرْ، نَاظِرَةٌ اور اُنْظُرُوْا وغیرہ۔

خلاصہ: ستاونویں(57) شعر میں ظاء کے مادہ والے مزید پانچ الفاظ نقل کئے ہیں، جو یہ ہیں۔

يظللن، محظورًا، المحتظر، فظًّا، النظر

شعر:(۵۸) اِلَّا بِوَيْلٍ هَلْ وَاُوْلٰى نَاضِرَه وَالْغَيْظِ لَا الرَّعْدِ وَهُوْدٍ قَاصِرَه

ترجمہ: مگر وہ نَضْرَةٌ جو سورۃ ویل للمطففین اور ھل اتی (دھر) میں اور (قیامۃ میں) پہلے لفظ ناضِرَةٌ میں ہے۔اور (ظاء آئی ہے) لفظ غیظ میں نہ کہ رعد اور ھود کے غیض اس حال میں کہ وہ (رعد و ھود والا لفظ) کمی کے معنی میں ہے۔

تشریح: قران مجید میں نظر کے تمام الفاظ ظاء سے ہیں۔مگر تین(3) جگہ ضاد ہے۔جن کا ذکر اس شعر میں موجود ہے۔اس مصرع میں تین(3) مستثنیٰ بیان کئے گئے ہیں۔

(1) نَضْرَةَ النَّعِيْم (ویل للمطففین) (2) نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (سورۃ دھر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) وُجُوْهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ (سورۃ قیامہ، پہلے والا) پہلے والا اس لئے فرمایا کہ دوسرا ظاء کے ساتھ ہے۔

(28) وَالْغَيْظِ (غصہ): اس مادے سے چار (4) صیغوں میں گیارہ (11) الفاظ آئے ہیں۔

(1) غَيْظ: آلِ عمران (دو جگہ 119 میں بھی اور 134 میں بھی)، توبہ 15، احزاب 25، ملک 8 (یعنی کل 6 جگہ)

(2) يَغِيْظُ: توبہ، حج، فتح (یعنی کل 3 جگہ)

(3) تَغَيُّظًا: سورۃ الفرقان (1)

(4) لَغَائِظُوْن: سورۃ الشعراء (1)

لا الرعد و ھود، سوائے دو جگہوں کے کہ وہاں لفظ غیض بالضاد ہے۔

(1) وَمَا تَغِيْضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَاد (الرعد)

(2) وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْأَمْر (ھود)

خلاصہ: اٹھاونویں (58) شعر کے پہلے مصرع میں یہ بتایا کہ ویل للمطففین اور ھل اتی (دھر) کے نضرۃ اور سورۃ قیامہ کا پہلا ناضرۃ یہ تینوں ضاد سے ہیں۔ ان کا مادہ نظر نہیں بلکہ نضر ہے۔ دوسرے مصرع میں ظاء کے مادہ والے الفاظ میں سے غیظ کا بیان ہے۔ اور اس مادہ سے ملتبس ہونے والے کچھ الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۵۹) وَالْحَظِّ لَا الْحَضِّ عَلَى الطَّعَامِ وَفِي ضَنِيْنِ الْخِلَافُ سَامِيْ

ترجمہ: (اور ظاء آئی ہے) لفظ حظ (کے مادہ میں) نہ کہ حض علی الطعام المسکین (والے مادہ میں) اور لفظ ضنین میں (قراء کا) اختلاف بلند ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: (29) حَظٌّ (حصہ نصیب): یہ لفظ ان دو شکلوں میں سات جگہ آیا ہے۔ چار جگہ سورۃ نساء 176، 11، سورۃ قصص 79 اور سورۃ فصّلت 35۔

2) حَظًّا: تین (3) جگہ آیا ہے۔ سورۃ آلِ عمران 176، سورۃ مائدہ 14، 13۔

لاالحض علی الطعام، یعنی حض بمعنی ترغیب۔ ظاء کے ساتھ نہیں بلکہ ضاد کے ساتھ ہے۔ جو قرآن مجید میں تین (3) جگہ آیا ہے۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (سورۃ الحاقّۃ، الماعون) وَلَا تَحٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ (الفجر)

وَفِيْ ضَنِيْنٍ: ضاد کے ساتھ بخیل کے معنی میں ہے۔ اور ظاء کے ساتھ اتہام (تہمت) لگا ہوا۔ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (التکویر) اس میں ائمہ قراءت کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ضاد ہے بعض کے نزدیک ظاء ہے۔ امام عاصم الکوفی کی قراءت میں ضاد ہے۔

امام زمخشریؒ فرماتے ہیں کہ مصحف عبداللہ ابن مسعودؓ میں ظاء اور مصحف اُبیّ ابن کعبؓ میں ضاد تھا۔ نبی کریم ﷺ دونوں قراءتیں پڑھتے تھے۔ (ابراز المعانی)

التقدمۃ الشریفیہ میں ہے کہ قرآن مجید میں موجود ظاء والے الفاظ کی تعداد 853 ہیں۔ ان کے ماسوا سب کے سب ضاد سے ہیں۔ جن کی تعداد 1686 ہے۔ (شرح المقدمۃ الجزریۃ لابن غانم القدوری میں بھی ظاء کی تعداد 853 ہے۔)

جواہر النقیۃ میں ہے کہ سورۃ الحدید والا نظر و نا اختلاف قراءت کے باعث انظار اور نظر دونوں میں شمار ہو کر مکرر ہوا ہے۔ ان مشتقات کی کل میزان حدید والے کو ایک شمار کرتے ہوئے کل 859 اور لفظ ضنین میں ظاء والی قراءت کو بھی شمار کیا جائے تو کل 860 ہوتی ہے۔ یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعداد اس سے مختلف ہے جو ہم شروع مین فقیہ ابو اللیثؒ کی کتاب بستان سے نقل کر آئے ہیں۔ وہ تعداد 842 دی گئی ہے۔ اور ضاد کی تعداد 1607 ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 59 (انسٹھ) کے پہلے مصرع میں یہ بتایا ہے کہ حظ کے مادہ والے الفاظ بھی ظاء سے ہیں۔ لیکن جس کے بعد علی طعام المسکین آیا ہے، وہ ضاد سے ہیں۔ دوسرے مصرع میں ضنین کے مختلف فیہ ہونے کا بیان ہے۔

فائدہ: حضرت ناظمؒ نے طوالت سے بچنے کے لئے صرف ظاءات کے مواد کا ذکر کیا ہے۔

(ضاد وغیرہ کی ادا میں احتیاط و تنبیہات کا بیان)

شعر: (۶۰) وَاِنْ تَلَاقَيَا الْبَيَانُ لَازِمٌ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ يَعَضُّ الظَّالِمُ

ترجمہ: اور اکھٹے ہو جائیں دونوں (ضاد اور ظاء) تو ظاہر کرنا دونوں کا ضروری ہے۔ جیسے اَنْقَضَ ظَهْرَكَ اور يَعَضُّ الظَّالِمُ۔

تشریح: ناظمؒ کی لفظ تلاقی سے مراد تلاقی التلفظ ہے۔ رسم کے اعتبار سے تلاقی ہو۔ جیسے اَنْقَضَ ظَهْرَكَ یا نہ ہو جیسے يَعَضُّ الظَّالِمُ۔

اَلْبَيَانُ لَازِمٌ: اس شعر میں حضرت ناظمؒ یہ تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اگر ضاد اور ظاء اکھٹے ہو جائیں، تو دونوں کو الگ الگ ظاہر کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ البیان میں الف لام لاکر تاکید فرمائی ہے۔ کہ یہ دونوں بہت زیادہ مشابہ الصوت ہیں۔ جن کا امتیاز بہت ہی مشکل ہے۔ اور بعض مقامات پر ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے سے ایسا تحریف معنی لازم آتا ہے کہ نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے۔ اس لئے خواص (علماء، قراء اور ائمہ حضرات) کو ایسی غلطیوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَنْقَضَ ظَهْرَكَ، يَعَضُّ الظَّالِمُ: ان دونوں مثالوں کے علاوہ قران مجید میں دو جگہ اور بھی ضاد اور ظاء اکھٹے ہیں۔ مثلاً: بعض الظّٰلمین (الانعام) ع15 اور بعض الظن (الحجرات)

خلاصہ: شعر نمبر60 (ساٹھ) کے پہلے مصرع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر ضاد اور ظاء دونوں ساتھ ساتھ ہوں تو انہیں ظاہر کر کے پڑھنا چاہئے۔ اور دوسرے مصرع میں اس کی مثالیں بیان کی گئی ہیں۔

شعر: (٦١) وَاضْطُرَّ مَعْ وَعَظْتَ مَعْ اَفَضْتُمْ وَصَفِّ هَا جِبَاهُهُمْ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: اور ظاہر کرو اضطُرَّ بمع وَعَظْتَ بمع اَفَضْتُمْ کے۔ اور صاف ادا کر جِبَاهُهُمْ اور عَلَيْهِمْ کی ھا کو۔

تشریح: صَفِّ هَا میں جو ھا ہے، وہ ضمیر کی نہیں بلکہ ہجاء کا حرف ہے۔ اسی لئے اس کو فعل سے جدا لکھا ہے۔

حضرت ناظمؒ تین مثالیں لا کر اس بات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ ضاد اور ظاء کو طاء اور تاء سے بھی جدا کر کے پڑھو۔

یہ تنبیہ اس لئے کی گئی کہ شارحین لکھتے ہیں کہ مصر کے بعض علاقوں میں ضاد کو مشابہ طاء کے پڑھا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب طاء موٹا نہیں ہوگا تو تاء ادا ہو گی۔ جیسے ہمارے ملک میں بھی بعض ناواقف ضاد کو مشابہ دال کے پڑھتے ہیں۔ کبھی دال مفخم ادا کرتے ہیں کبھی مرقق۔ واضطر، وعظت اور افضتم میں صفت رخوت کا خاص خیال کرنا چاہئے۔ کیونکہ لاپرواہی سے کبھی واضطُرَّ، وَعَظتَّ اور اَفَضْتُمْ نہ ہو جائیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَ صَفِّ هَا: جباھھم اور علیھم کی ھا کو صاف طور سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ کیونکہ ھا ایک خفی حرف ہے۔ اس لئے اگر اس کے خفاء میں کچھ مبالغہ ہو جاتا ہے تو یہ ہمزہ مسلہ کے مانند ہو جاتی ہے۔ ھاء کو صاف طور سے ادا کرنے کا حکم ہر ھاء کو شامل ہے۔ مگر چونکہ اس کے مکرر اور یاء کے بعد آنے کی صورت میں صاف طور پر ادا نہ ہونے کا احتمال نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ناظمؒ نے مثالیں بھی انہیں دو صورتوں کی دی ہیں۔

جباھھم میں دونوں ھاء ضعیف اور ان سے پہلے الف بھی ضعیف ہے۔ اور علیھم الیھم وغیرہ میں ھاء سے پہلے یا اپنی لینیت کی وجہ سے ضعیف اور ھاء بھی ضعیف ہے۔ لہٰذا ان تمام مثالوں میں ھاء کو ظاہر کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

خلاصہ: شعر نمبر 61 میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر ضاد اور طاء اور ظاء اور تاء اور ضاد اور تاء اور دو ھاء یا ہاء اور یاء اکٹھے آئیں تو انہیں بھی خوب ظاہر کر کے ادا کرنا چاہیے۔

◆□◆□◆

(۷۔ احکامُ المیمِ والنّونِ)

شعر: (۶۲) وَاَظْهِرِ الْغُنَّةَ مِنْ نُّوْنٍ وَّ مِنْ مِيْمٍ اِذَا مَاشُدِّدَا وَاَخْفِيَنْ

ترجمہ: اور غنہ ظاہر کر نون و میم میں، جس وقت کہ وہ مشدد ہوں اور ضرور اخفاء کر

تشریح: شُدِّدَا کی ضمیر تثنیہ نون و میم کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 62 میں نون و میم مشددتین کے غنہ کا بیان ہے۔ اظہر الغنہ سے غنہ زمانی مراد ہے۔ تفصیل آرہی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۶۳) اَلْمِیمَ اِنْ تَسْکُنْ بِغُنَّۃٍ لَّدَا بَآءٍ عَلَی الْمُخْتَارِ مِنْ اَھْلِ الْاَدَا

ترجمہ: میم میں غنہ کے ساتھ اگر وہ ساکن ہو (اور واقع ہو)، نزدیک باء کے، اہلِ ادا کے پسندیدہ قول پر۔

تشریح: اِنْ تَسْکُنْ کی ضمیر المیم کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 63 میں پچھلے شعر کے لفظ واخفین سے لے کر اس شعر کے لفظ باءٍ تک اخفاء شفوی کو بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں اخفاء شفوی کے مختار ہونے کا بیان ہے۔

شعر:(۶۴) وَاَظْھِرَنْھَا عِنْدَ بَاقِی الْاَحْرُفِ وَاحْذَرْ لَدَا وَاوٍ وَّفَا اَنْ تَخْتَفِیْ

ترجمہ: اور اظہار کر میم ساکنہ کا باقی حروف کے نزدیک اور واؤ اور فا کے نزدیک پرہیز اس بات سے کہ اخفاء کرے میم کو۔

تشریح: وَاَظْھِرَنْھَا کی ضمیر میم ساکنہ کی طرف راجع ہے۔ تَخْتَفِیْ کی ضمیر میم ساکنہ کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 64 کے پہلے مصرع میں اظہارِ شفوی کا بیان ہے۔ اور دوسرے مصرع میں بوف کے قاعدے سے بچنے کی تاکید کی ہے۔

باب احکام النون والمیم المشددتین والمیم الساکنۃ کی مزید تشریح

شعر نمبر 62 میں ہے کہ نون اور میم مشدد ہو تو غنہ ہوگا۔

غنہ کی قسمیں: غنہ کی دو قسمیں ہیں۔ (1) غنہ آنی (2) غنہ زمانی

(1) غنہ آنی: یہ وہ غنہ ہوتا ہے کہ جب نون اور میم کو ادا کیا جائے تو بغیر قصد کے خود بخود وہ صفت غنہ خیشوم سے ادا ہوتی ہے۔ نون اور میم مظہرہ اور متحرکہ میں غنہ آنی ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)غنہ زمانی: یہ وہ غنہ ہوتا ہے کہ جو قصد کر کے ایک الف کے برابر خیشوم سے ادا کیا جائے۔ میم مشدد اور نون مشدد اور نون و میم مخفات میں غنہ زمانی ہوتا ہے۔

غنہ زمانی کی قسمیں: غنہ زمانی کی دو قسمیں ہیں۔(1)غنہ بطور ذات (2)غنہ بطور صفات

(1)غنہ بطور ذات: اس غنہ سے مراد ہے کہ نون و میم مخفاۃ میں جو غنہ ہوتا ہے، وہ بطور ذات کے ہوتا ہے۔ان حروف کا اعتماد قوی خیشوم پر ہوتا ہے۔اور اعتماد ضعیف اپنے مخرج اصلی پر۔

(2)غنہ بطور صفات: نون و میم مشدد اور مدغم بادغام ناقص میں جو غنہ ہوتا ہے، وہ غنہ بطور صفات کے ہوتا ہے۔کیونکہ نون و میم مشدد اپنے اصلی مخرج سے اور مدغم بادغام ناقص اپنے مدغم فیہ کے مخرج سے ادا ہوتے ہیں۔اور ان کی صفت غنہ خیشوم سے ادا ہوتی ہے۔

غنہ آنی صفت لازمہ ہے جبکہ غنہ زمانی صفت عارضہ ہے۔جہاں غنہ زمانی ہوگا، وہاں غنہ آنی ضرور ہوگا۔لیکن ضروری نہیں کہ جہاں غنہ آنی ہو، وہاں غنہ زمانی بھی ہو۔

شعر نمبر 63 میں ہے کہ: میم ساکن کے بعد "ب" آجائے تو اخفاء ہوگا۔پسندیدہ قول پر جیسے فاحکم بینھم (بطریق شاطبیہ)۔اس میم میں صرف اخفاء ہے۔لیکن (بطریق طیبہ) اخفاء اور اظہار دونوں وجہیں صحیح اور معمول بہ ہیں، لیکن آج کل قراء کرام کی تحقیق کے مطابق اظہار صحیح نہیں ہے۔

نوٹ: میم منقلب جیسے منْ بعد میں صرف اخفاء ہوگا اظہار جائز نہیں۔ادغام اور اظہار کی تعریفات باب الادغام میں گزر چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخفاء: اخفاء کے لغوی معنی اَلسَّتْرُ یعنی چھپانا ہے۔ علم تجوید کی اصطلاح میں حرف ساکن کا تلفظ اس طرح کرنا کہ غنہ کو باقی رکھنے کے ساتھ ساتھ وہ ادغام و اظہار کے مابین بغیر تشدید کے ادا ہو، تو اس کو اخفاء کہتے ہیں۔

شعر نمبر 64 میں ہے کہ: میم ساکن کے بعد "ب" "و" "ف" آ جائے، تو اس کو "بوف" کا قاعدہ کہتے ہیں۔ بوف حروف میں لوگ تین حصوں میں بٹ گئے ہیں۔

(1) با، واؤ، فا تینوں حروف میں اخفاء کرنے والے۔ مثلاً ابن شریحؒ نے فاء اور لؤلؤیؒ نے واؤ میں اخفاء نقل کیا ہے۔

(2) بعض تینوں حروف میں اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً علامہ مکیؒ، ابن منادیؒ۔

(3) بعض تینوں حروف کے پاس میم ساکن کو ایک گونہ حرکت دیتے ہیں۔

پہلے قول کا ایک حصہ یعنی باء سے پہلے اخفاء۔ یہ تو صحیح ہے۔ باقی دو میں غلط۔ دوسرے قول کو درۃ الفرید اور جمال القرآن میں ضعیف لکھا ہے۔ لیکن واؤ اور فاء میں اظہار تو مطلوب ہے اور اہل ادا کا طریقہ ہے۔ اور بطریق جزریؒ تو "با" میں اظہار بھی جائز ہے۔ تو اس اعتبار سے تو بالکل صحیح ہے۔ اور تیسرا قول سراسر غلط ہے۔

فائدہ: میم ساکن میں اظہار، اخفاء اور ادغام تینوں ہوتے ہیں۔ حضرت ناظمؒ نے پہلے دونوں کو بیان کیا اور ادغام کو چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس کا ذکر ادغام مثلین کے ضمن میں کافی سمجھ لیا۔

(نون ساکنہ اور تنوین کے مسائل)

شعر: (٦٥) وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَّنُوْنٍ يُّلْفٰى　　اِظْهَارٌ ادْغَامٌ وَّقَلْبٌ اِخْفَا

ترجمہ: اور حکم تنوین اور نون (ساکنہ) کا پایا جاتا ہے، اظہار، ادغام، اقلاب اور اخفاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: یُلْفٰی کی ضمیر حکم کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 65 میں نون ساکن و تنوین کے چار قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (٦٦) فَعِنْدَ حَرْفِ الْحَلْقِ اَظْهِرْ وَادَّغِمْ فِي اللَّامِ وَالرَّا لَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ

ترجمہ: پس تو نزدیک حرف حلقی کے اظہار کر۔اور ادغام کر لام و راء میں۔جو غنہ کے ساتھ ضروری نہیں ہے۔

تشریح: لَزِمْ کی ضمیر غنہ کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 66 میں اظہار اور ادغام بلاغنہ کا بیان ہے

لَزِمْ کا مطلب یہ ہے کہ ادغام بلاغنہ کے جتنے بھی کلمات قرآن مجید میں ہیں، سب میں ادغام لازمی ہے۔اس قاعدے سے کوئی لفظ مستثنیٰ نہیں۔(جیسا کہ آگے ادغام بالغنہ سے چند الفاظ مستثنیٰ ہیں)

شعر: (٦٧) وَاَدْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِيْ يُوْمِنُ اِلَّا بِكِلْمَةٍ كَدُنْيَا عَنْوَنُوْا

ترجمہ: اور ضرور ادغام کر غنہ کے ساتھ یومن (کے حروف) میں مگر ایک کلمہ میں (ادغام نہیں ہوگا) جیسے دنیا (اور) عَنْوَنُوْا۔

تشریح: بعض نسخوں میں بجائے عَنْوَنُوْا کے صَنْوَنُوْا ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 67 کے پہلے مصرع میں ادغام مع الغنہ بیان کیا گیا ہے۔اور دوسرے مصرع میں ادغام مع الغنہ سے ایک استثناء بیان کیا گیا ہے۔اگر سوال کیا جائے کہ عنونوا تو قرآن مجید میں نہیں ہے، پھر کیوں بیان فرمایا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قاعدہ (اظہارِ مطلق) قرآن کی طرح غیر قرآن میں بھی جاری ہوتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(٦٨) وَالْقَلْبُ عِنْدَ الْبَاءِ بِغُنَّةٍ كَذَا الإِخْفَا لَدَى بَاقِي الْحُرُوْفِ أُخِذَا

ترجمہ: اور قلب باء کے نزدیک غنہ کے ساتھ ہوتا ہے۔اسی طرح (یعنی غنہ کے ساتھ) اخفاء نزدیک باقی حرفوں کے لیا گیا۔

تشریح: أُخِذَا: شارح رومی فرماتے ہیں کہ أُخِذَا کی ضمیر نون ساکنہ اور تنوین کی طرف راجع ہے۔یا النون کی طرف راجع ہے۔ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں انتہائی درجے کا تکلف ہے۔

النسخ الفکریہ میں ہے کہ أُخِذَا میں ضمیر نائب فاعل الاخفاء کی طرف راجع ہے۔اور الف اطلاقی ہے۔اور ہو سکتا ہے کہ الف تثنیہ کا ہو اور ضمیر مذکورہ دو حکم قلب واخفاء کی طرف راجع ہو۔نیز الف اطلاقی ہونے کے احتمال پر بتاویل ماذکر اظہار،ادغام، قلب اور اخفاء چاروں حکموں کی طرف راجع کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

خلاصہ: شعر نمبر 68 کے پہلے مصرع میں قلب کا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔جبکہ کذا سے دوسرے مصرع کے آخر تک اخفاء حقیقی کو بیان کیا گیا ہے۔

باب فی احکام النون الساکنۃ والتنوین کی مزید تشریح

شعر نمبر 65: حکم جنس کے معنی میں ہے،یعنی احکام۔(2) نون کے ساتھ ساکن کی قید نہیں لگائی؟

جواب: یہ قید اشتراک فی الحکم سے نکلتی ہے۔کیونکہ ناظمؒ نے احکام اربعہ میں تنوین اور نون دونوں ہی کو شریک بتایا ہے۔اور تنوین کی تعریف یہ ہے۔"نُوْنٌ سَاكِنَةٌ زَائِدَةٌ تَلْحَقُ آخِرَ الْاِسْمِ" پس جب تنوین کی حقیقت نون ساکن ہے،تو ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ حکم میں وہی نون شریک ہو سکتا ہے،جو اس صفت سے متصف ہو۔یعنی ساکن ہو۔ورنہ اشتراک فی الحکم ثابت ہی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتا۔اور اس وضاحت سے تنوین کو نون پر مقدم کر کے لانے کی وجہ بھی معلوم ہو گئی، کہ وہ لازم السکون ہے۔ بخلاف نون کے۔ کہ اس میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

دوسرے مصرع میں نون ساکن اور تنوین کے چار احکام بیان کئے گئے ہیں۔اور یہ جمہور کا مسلک ہے۔ بعض حضرات کے نزدیک نون ساکن اور تنوین کے پانچ احکام ہیں۔انہوں نے ادغام مع الغنہ اور ادغام بلا غنہ کو الگ الگ شمار کیا ہے۔اور بعض حضرات کے نزدیک تین احکام ہیں۔اس طرح کہ وہ قلب کو بھی اخفاء ہی میں شامل کر کے اخفاء کی دو قسمیں بتاتے ہیں۔(1) اخفاء مع القلب (2) اخفاء بلا قلب۔

نوٹ: یہ نزاع محض لفظی ہے، جس کا اوپر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

شعر نمبر 66: ابن ناظمؒ فرماتے ہیں کہ اظہار کی وجہ یہ ہے کہ نون اور حروف حلقیہ کے مخارج میں بعد ہے۔اس کے بعد کہتے ہیں کہ نون ساکن اور تنوین کا لام اور راء میں بلا غنہ ادغام ہوتا ہے۔اور اس ادغام کی وجہ قرب مخرج یا علٰی قولِ بعض اتحاد مخرج ہے۔اور بلا غنہ اس لئے کہ تخفیف میں مبالغہ و کمال ہو۔کیونکہ غنہ کی بقاء میں ایک قسم کا ثقل ہوتا ہے۔اسی عدم غنہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے فرمایا لا بغنة لزم۔

نوٹ: بطریق شاطبیہ لام اور راء میں ادغام بلا غنہ ہی ہے۔ جبکہ بطریق طیبہ ادغام مع الغنہ اور ادغام بلا غنہ دونوں صحیح ہیں۔

شعر نمبر 67: ابن ناظمؒ فرماتے ہیں کہ یومن کے چار حروف میں ادغام بالغنہ ہوتا ہے۔اس پر سب کا اتفاق ہے کہ واؤ اور یاء میں ادغام کے وقت غنہ کی آواز مدغم کی ہے۔اور نون میں ادغام کی صورت میں غنہ مدغم فیہ کا ہے۔البتہ نون ساکن و تنوین کا جو میم میں ادغام ہوتا ہے، اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اختلاف ہے۔ ابن کیسان کی رائے میں غنہ نون کا ہے۔ یعنی ادغام ناقص ہے۔ جبکہ باقین کی رائے میں غنہ میم کا ہے۔ یعنی ادغام تام ہے۔

اِلَّا بِکِلْمَۃٍ کَدُنْیَا: نون ساکن واؤ اور یاء کے ساتھ جب ایک کلمہ میں جمع ہوں، تو اظہار ہوگا۔ اور اس اظہار کو اظہارِ مطلق کہتے ہیں۔ جیسے دنیا، صنوان، قنوان، بنیان۔ تاکہ ادغام سے مضاعف کے ساتھ التباس نہ ہو۔ مضاعف اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے اصولی حرفوں میں سے کوئی سا حرف مکرر ہو۔ مثلاً: صِوَّان، دَیَّان۔ لیکن یہ حرف مکرر غیر حرف علت ہونا چاہئے۔ ورنہ وہ لفیف مقرون کہلائے گا۔

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ ان کلمات مذکورہ میں ادغام کے بعد اشتباہ مضاعف سے نہیں بلکہ لفیف مقرون سے ہوتا ہے۔ صاحب جواہر النقیہ فرماتے ہیں کہ غالباً مضاعف سے اصطلاحی معنی مراد نہیں، بلکہ لغوی ہے۔

فائدہ: یٰس والقرآن اور ن والقلم میں بطریق شاطبی صرف نون ساکن کا اظہار ہے۔ اور بطریق جزریؒ نون ساکن کا اظہار وادغام دونوں وجوہ ہیں۔

عَنْوَنُوْا: ابن ناظمؒ کہتے ہیں کہ ناظمؒ واؤ کی مثال کلمہ قرآنی کے ساتھ شعری تنگی کی وجہ سے نہیں دے سکے، بلکہ مثال میں عَنْوَنُوْا لائے۔ جس کے معنی ہیں کتاب کے ختم پر عنوان قائم کرنا۔

شعر نمبر 68: اقلاب کے لغوی معنی: (تحویل الشیئ عن وَجھه) یعنی کسی چیز کو اس کی حقیقت سے پھیر دینے کے ہیں۔ تجوید کی اصطلاح میں صفت غنہ کو باقی رکھ کر ایک حرف کو دوسرے حرف کی جگہ رکھ دینا یعنی دوسرے حرف سے بدل دینا اقلاب کہلاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اخفاء کی ادائیگی کا صحیح طریقہ: اخفاء کی ادائیگی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ نون مخفی کی ادائیگی کے وقت حرف مدّہ بھی پیدا نہ ہو، محکم الصاق لسان بھی نہ ہو اور مابعد کے حرف پر اعتماد بھی نہ ہو۔ بلکہ مخرج اصلی پر اعتماد ضعیف ہونا چاہئے۔

غنہ اور اخفاء میں فرق: غنہ اور اخفاء میں مندرجہ ذیل فرق ہیں۔

(1): اخفاء میں نوکِ زبان نون کے ذاتی مخرج میں نہایت ضعف کے ساتھ لگتی ہے۔ اور غنہ کی صفت کو بقدر ایک الف خیشوم سے ادا کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی میم میں اخفاء کے وقت آواز کا زیادہ زور خیشوم میں ہوگا۔ اور مخرج اصلی سے تعلق ضعیف ہوگا۔ جبکہ نون و میم مشدد تین کا مخرج تو اصلی ہوتا ہے۔ البتہ غنہ بطور صفت ہوتا ہے۔ اس طرح نون کا ادغام واؤ اور یاء میں ادغام بالغنہ ہی ہوتا ہے۔ مگر نون کا مخرج ادغام کے وقت مدغم فیہ کے مخرج سے بدل جاتا ہے۔ اور غنہ بقدر ایک الف بطور صفت کے ادا کیا جاتا ہے۔

(2): اخفاء کو غنہ لازم ہے۔ جبکہ غنہ کو اخفاء لازم نہیں۔

اخفاء اور ادغام میں فرق: اخفاء اور ادغام میں فرق یہ ہے کہ:

(1): اخفاء میں تشدید نہیں ہوتی۔ جبکہ ادغام میں تشدید ہوتی ہے۔

(2): اخفاء میں حروف کو اپنی ذات میں چھپایا جاتا ہے۔ اور ادغام میں اپنی ذات میں نہیں، بلکہ مابعد والے حرف میں چھپایا جاتا ہے۔ چنانچہ اخفاء کے وقت کہا جائے گا کہ اخفیت النون عند الکاف اور ادغام کے وقت کہا جائے گا کہ: أدغمتِ النون فی الیاء۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوال: کلمہ واحدہ میں نون ساکنہ کا واؤ اور یاء میں ادغام نہیں کیا گیا۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی تھی کہ ادغام سے کلمہ مضاعف کے مشابہہ ہو جاتا ہے۔ تو اشتباہ کی یہی صورت یہاں بھی وارد ہو رہی ہے۔ جیسے انباء کو امباء پڑھا جائے گا۔ تو کلمہ کی اصل مشتبہ ہو جائے گی۔

جواب: یہ اشکال یہاں میم مقلوبہ میں وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ نہ صرف قرآن میں بلکہ تمام عربی زبان میں کوئی لفظ یعنی کلمہ واحدہ ایسا نہیں کہ جس میں حرف میم کے بعد باء آرہی ہو۔ لہٰذا میم مقلوبہ کی وجہ سے کلمہ کی اصل مشتبہ نہ ہوگی اور اشکال بھی وارد نہیں ہوتا۔

◆□◆□◆

(۸۔أَحْكَامُ الْمَدِّ)

(مد کی قسموں کا بیان)

شعر: (۶۹) وَالْمَدُّ لَازِمٌ وَّوَاجِبٌ اَتٰى وَجَائِزٌ وَهُوَ وَقَصْرٌ ثَبَتَا

ترجمہ: اور مد (ایک قسم میں) لازم ہے۔ اور (ایک قسم میں) واجب ہے۔ جو (ہر ایک بتواتر ہم تک) آیا ہے۔ اور (ایک قسم میں) جائز ہے اس حال میں کہ (اس میں) وہ مد اور قصر دونوں ثابت ہوتے ہیں۔

تشریح: اَتٰى کی ضمیر کا مرجع كُلُّ وَاحِدٍ منهما ہے۔ یا اس کا مرجع واجب ہے۔

وَهُوَ کا مرجع مد ہے۔ ثَبَتَا کی ضمیر تثنیہ کا مرجع مد و قصر ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: شعر نمبر 69 کے پہلے مصرع میں والمد سے لے کر و جائز تک مد فرعی کی تین اجمالی اقسام کے نام بیان کیے گئے ہیں۔اور وھو سے آخر تک مد جائز کی مقدار بیان کی گئی ہے۔مد جائز میں مد اور قصر دونوں صحیح ہیں۔

وَ جَائِز: اس سے مراد دو قسمیں ہیں۔(1) مد منفصل (2) مد عارض۔جیسا کہ وھو و قصر ثبتا سے معلوم ہو رہا ہے۔

شعر:(۷۰) فَلَازِمٌ اِنْ جَآءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدّ　　سَاكِنُ حَالَيْنِ وَبِالطُّوْلِ يُمَدّ

ترجمہ: پس مد لازم ہے، اگر حرفِ مد کے بعد ایسا حرف آئے جو دونوں حالتوں (وصل و وقف) میں ساکن ہی رہتا ہو۔اور یہ مد طول کے ساتھ کھینچا جاتا ہے۔

تشریح: فَلَازِم میں فاء تفصیلیہ ہے۔(ساکن) یہ جَآءَ کا فاعل ہے۔یُمَدّ کی ضمیر کا مرجع مد لازم ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 70 میں مد لازم کی تعریف اور بالطول یمد سے مد لازم کی مقدار بیان کی ہے۔

ساکن حالین: ایسا سکون جو دونوں حالتوں میں ثابت رہے۔یعنی وصلًا و وقفًا۔

مد لازم کی قسمیں:

مد لازم کی چار قسمیں ہیں۔　(1) کلمی مخفف　(2) کلمی مثقل
(3) حرفی مخفف　(4) حرفی مثقل۔

(1) کلمی مخفف: اگر ایک کلمہ میں حرفِ مدّہ کے بعد کوئی حرف ساکن ہو، جس کا سکون اصلی ہو (یعنی اس پر وقف کرنے کے سبب سے سکون نہ ہوا ہو) جیسے آلْئٰنَ۔

(2) کلمی مثقل: اگر ایک کلمہ میں حرف مدّہ کے بعد کوئی حرف مشدد ہو جیسے ضَآلِّیْنَ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3)حرفی مخفف: تین حرفی مقطعات میں حرفِ مدّہ کے بعد سکون اصلی اور لازمی ہو۔ جیسے الٓمٓ اور طٰسٓمٓ میں میم کا مد۔

(4)حرفی مثقل: تین حرفی مقطعات میں حروف مدّہ کے بعد مشدد حرف ہو۔ جیسے الٓمّٓ میں لام کا مد اور طٰسٓمّٓ میں سین کا مد۔

نوٹ: یٰس و القرآن اور ن و القلم کا مد ادغام والی قراءت پر حرفی مثقل اور اظہار والی قراءت پر حرفی مخفف ہے۔

وبالطول یمد: طول کی مقدار میں دو اقوال ہیں۔(1) پانچ الف (2) تین الف۔

بعض کے نزدیک مثقل میں پانچ الف اور مخفف میں تین الف کی مقدار کے برابر مد کرنا چاہئے۔ اور بعض کے نزدیک مخفف میں پانچ الف اور مثقل میں تین الف کی مقدار کے برابر مد کرنا چاہئے۔ جبکہ جمہور کے نزدیک مد لازم کی چاروں اقسام میں طول علی التساوی ہے۔ یعنی سب میں تین الف کا طول یا سب میں پانچ الف کا طول۔ ہمارے زمانے میں تین الف کا طول مروّج ہے۔

مد لازم لین: تین حرفی مقطعات میں حرف لین کے بعد سکون اصلی اور لازمی ہے۔ جیسے حٰمٓ عٓسٓقٓ اور کٓهٰیٰعٓصٓ میں صرف حرف عین میں ہوتا ہے۔ پورے قرآن مجید میں یہی دو جگہیں ہیں۔

مد لازم لین کی مقدار: علامہ شاطبیؒ کے نزدیک طول اور توسط دو وجوہ ہیں۔ اور علامہ جزریؒ کے نزدیک طول، توسط اور قصر تینوں وجوہ ہیں۔

الٓمّٓ اللّٰهُ: (آلِ عمران) پر حالت وصل میں طول اور قصر دونوں صحیح ہیں۔ توسط صحیح نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مدلازم کو مدعدل، مدفصل اور مدحجز بھی کہتے ہیں۔

شعر:(۷۱) وَوَاجِبٌ اِنْ جَآءَ قَبْلَ هَمْزَةٍ مُتَّصِلًا اَنْ جُمِعَا بِكِلْمَةٍ

ترجمہ: اور اگر حرف مد ہمزہ سے پہلے آئے، اس طرح کہ (حرفِ مد اور ہمزہ) دونوں ایک کلمہ میں جمع ہوں۔ تو (یہ مد) مدِّواجب ہے۔

تشریح: جَآءَ میں ضمیر فاعل حرفِ مد کی طرف راجع ہے۔ جُمِعَا میں ضمیر نائب فاعل حرفِ مد اور ہمزہ کی طرف راجع ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 71 میں حضرت ناظمؒ نے مدّمتصل کی تعریف بیان کی ہے۔

مدّواجب کو مدّمتصل، مدّوصل اور مدّتمکین بھی کہتے ہیں۔ مدِّمتصل میں مقدارِ مد (توسط) ہے۔

توسط کی مقدار: توسط کی مقدار میں مندرجہ ذیل تین اقوال ہیں۔

(1) دوالف (2) ڈھائی الف (3) چارالف

شعر:(۷۲) وَجَآئِزٌ اِذَا اَتٰى مُنْفَصِلًا اَوْ عَرَضَ السُّكُوْنُ وَقْفًا مُّسْجَلًا

ترجمہ: اور مد جائز ہے جب کہ وہ (حرفِ مد) ہمزہ سے جدا ہو کر آئے یا (حرف مد یا لین کے بعد والے حرف کو) حالت وقف میں کسی طرح کا بھی سکون عارض ہو جائے۔

تشریح: اَتٰی کی ضمیر کا مرجع حرف مد ہے۔

مد جائز کی قسمیں اور مختلف نام:

مد جائز کی دو قسمیں ہیں۔ (1) مد منفصل (2) مد عارض

مد جائز کو مد فصل، مد بسط، مد اعتبار اور مد حرف لحرف بھی کہتے ہیں۔

خلاصہ: شعر نمبر 72 میں مد جائز (منفصل، عارض، وقفی، عارض لین) کی تعریف بیان کی گئی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مد منفصل کی مقدار: مد منفصل میں بطریق شاطبیؒ صرف توسط ہے، اور بطریق جزریؒ مدِ منفصل میں توسط اور قصر دو(2) وجوہ ہیں۔

توسط کی مقدار: توسط کی مقدار دو الف، ڈھائی الف اور چار الف ہے۔

مسجلا: یعنی وقف، خواہ کسی قسم کا ہو۔ سکون محض کے ساتھ ہو یا اشمام کے ساتھ۔ لیکن روم کے ساتھ وقف اس میں شامل نہیں۔ کیونکہ روم کا حکم وہی ہوتا ہے، جو وصل کا ہے۔ اور اس میں مد اصلی سے زائد مد نہیں ہوگا۔

وقف اسکان سے ہو یا اشمام سے۔ تو اس مدّہ اور لین میں مد و قصر دونوں درست ہیں۔ اور ایسے مد کو مد عارض ولین عارض کہتے ہیں۔ مد عارض کو مد عارض وقفی اور مد جائز بھی کہتے ہیں۔ اس میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہے۔

لین عارض کو مد لین عارض اور مد لین وقفی بھی کہتے ہیں۔ اس میں قصر، توسط اور طول تینوں جائز ہے۔ مد لین عارض میں جو قصر کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے، اس قصر سے مراد مد اصلی کی مقدار ایک الف کے برابر کھینچنا نہیں، بلکہ واؤ لین یا یائے لین مجردہ عن المد کا تلفظ مراد ہے۔

سوال: صرف مد لازم کی مقدار کیوں بیان کی گئی؟

جواب: لفظ مد، طول اور توسط دونوں کو شامل ہے۔ ناظمؒ نے مد لازم میں وبالطول یمد فرما کر توسط کے احتمال کی نفی فرمانی ضروری سمجھی تھی، بخلاف مدوں کی اور قسموں کے۔ کہ وہاں مقدار کے بیان کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ علی الحسب القراءات والطرق طول، توسط (جیسا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متصل میں)اور طول توسط قصر کی (جیسا کہ منفصل اور مدعارض میں) گنجائش تھی۔ لیکن منفصل اور مدعارض کے مد جائز ہونے میں نوعیت کا فرق ہے۔

منفصل اس لحاظ سے مد جائز ہے کہ مجموعی قراءات کے اعتبار سے ہے، کہ کسی قراءت میں طول ہے، کسی میں توسط اور کسی میں قصر۔ اور مدعارض میں طول، توسط اور قصر کے مراتب ہر قراءت کے اعتبار سے صحیح ہے۔

مدعارض پر مد منفصل کو مقدم کرنے کی وجہ: بظاہر تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ مد جائز کی قسموں (منفصل اور مدعارض) میں سے مدعارض کو مقدم کرنا چاہئے تھا، کیونکہ اس میں سبب مد سکون ہے۔ گو عارض ہی ہو۔ کیونکہ ہمزہ اور سکون دو اسباب مد میں سے سکون سبب قوی ہے۔

ناظمؒ نے یہ ترتیب دو وجہوں سے اختیار فرمائی۔

(1): مد منفصل میں اکثر قراءتوں میں طول یا توسط کے ساتھ مد کیا گیا ہے۔ اور وہ مدعارض میں قصر کے جواز پر تمام قراءتیں متفق ہیں۔ لہٰذا اکثر قراءتوں کے اعتبار سے سکونِ عارض کے مقابلہ میں ہمزہ منفصل زیادہ قوی سبب ہے۔ البتہ ان قلیل قراءات و روایات کے اعتبار سے جن میں منفصل میں قصر کیا جاتا ہے۔ ہمزہ منفصل کے مقابلہ میں سکونِ عارض یقیناً قوی سبب ہے۔ کہ سکونِ عارض کی صورت میں قصر کے علاوہ توسط و طول بھی جائز ہیں۔ حالانکہ منفصل میں ان قراءتوں میں صرف قصر ہے۔ گویا ناظمؒ نے یہاں منفصل کو مقدم رکھنے میں اکثر قراءتوں کے تقاضا کو پیش نظر رکھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2): یا یہ کہا جائے کہ مد منفصل سے پہلے چونکہ مد متصل کا ذکر ہو چکا تھا۔ جس میں سبب مد ہمزہ متصلہ ہوتا ہے۔ تو تیسرے نمبر پر اس کے بعد مد منفصل کا ذکر مناسب سمجھا۔ کیونکہ اس میں بھی سبب مد ہمزہ ہی ہوتا ہے۔ گو وہ ہمزہ منفصلہ ہے۔

مد کی اصل: مد کی اصل یہ حدیث ہے جو کہ موسیٰ بن یزید الکندیؒ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن مجید پڑھا رہے تھے۔ تو اس شخص نے پڑھا انما الصدقات للفقرآء والمساکین ۔للفقرآء پر اس شخص نے قصر کیا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اس شخص نے دریافت کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر آپ کو کس طرح پڑھایا؟

تب حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انما الصدقات للفقرآء والمساکین پڑھا اور للفقرآء پر مد فرمایا۔

یہ حدیث عظیم الشان ہے۔ اور اس باب میں حجت ونص کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کان یمُدُّ صوتہٗ مدًّا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مواقع مد پر اپنی آواز کو دراز فرماتے تھے۔

مد کی تعریف:

مد کی لغوی تعریف: مد کے لغوی معنی کھینچنا، دراز کرنا یا لمبا کرنا ہے۔

مد کی اصطلاحی تعریف: علم تجوید کی اصطلاح میں حرف مد کو مد طبعی سے زیادہ ایک مقررہ اور مطلوب زیادتی کے ساتھ بڑھا کر پڑھنا مد کہلاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مد کی قسمیں: مد کی دو قسمیں ہیں (1) مد اصلی (2) مد فرعی

01) مد اصلی: مد اصلی وہ مد ہے جس کے بغیر اس حرفِ مد کی ذات باقی نہ رہے۔ یہ حرف کی اپنی ذاتی مقدار ہوتی ہے۔ اس لئے کسی سبب پر موقوف نہیں، بلکہ حرفِ مد کا وجود ہی اس پر موقوف ہوتا ہے۔ جیسے قَالُوْا، قِيْلَ.. وغیرہ۔ مد اصلی کی مقدار ایک الف کے برابر ہے۔

مد اصلی کو مد ذاتی اور مد طبعی بھی کہتے ہیں۔ مد طبعی کو مد طبعی اس لئے کہتے ہیں کہ سلیم الطبع شخص اس کی ذاتی مقدار کو اپنی طبیعت کے مطابق صحیح ادا کر لیتا ہے۔ اصلی مقدار میں کمی یا زیادتی اس کو کھٹکتی ہے اور اجنبی محسوس ہوتی ہے۔

مد فرعی: وہ مد جو مد اصلی پر کسی سبب سے زائد ہو، اسے مد فرعی کہتے ہیں۔

مد فرعی کی قسمیں: مد فرعی کی نو (9) قسمیں ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) مد متصل (2) مد منفصل (3) مد لازم کلمی مخفف
(4) مد لازم کلمی مثقل (5) مد لازم حرفی مخفف (6) مد لازم حرفی مثقل
(7) مد لازم لین (8) مد عارض وقفی (9) مد لین عارض

ان نو (9) قسموں کو اجمالاً صرف چار ناموں سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(1) واجب (2) جائز (3) لازم (4) عارض

قوت اور ضعف کے اعتبار سے مدات کے درجات:

(1) مد لازم (مد لازم کی چار قسمیں ہیں) (2) مد متصل (3) مد عارض وقفی
(4) مد منفصل (5) مد لازم لین (6) مد عارض لین

طول اور توسط کے بارے میں اقوال: توسط اور طول کے بارے میں مندرجہ ذیل اقوال ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) ایک قول میں طول کی مقدار بغیر مد اصلی کے تین الف اور مع مد اصلی کے چار الف اور توسط کی مقدار بغیر مد اصلی کے دو الف اور مع مد اصلی کے تین الف ہے۔

(2) دوسرے قول میں طول کی مقدار بغیر مد اصلی کے چار الف اور مع مد اصلی کے پانچ الف ہے۔ اور توسط کی مقدار بغیر مد اصلی کے تین الف اور مع مد اصلی کے چار الف ہے۔ پس ان میں سے چاہے پہلے قول پر عمل کیا جائے، چاہے دوسرے قول پر۔ دونوں صحیح ہیں۔

طول کی مقدار توسط کی مقدار سے بہر حال زیادہ ہوگی۔ حروف مدّہ اور حروف لین محل مد کہلاتے ہیں۔ جبکہ ہمزہ اور سکون (سکون میں تشدید بھی شامل ہے) یہ سبب مد کہلاتے ہیں۔

محل مد کے مراتب: حروف مدّہ قوی محل مد ہے۔ جبکہ حروف لین ضعیف محل مد ہیں۔

سبب مد کی قسمیں: سبب مد کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) سبب لفظی (2) سبب معنوی

(1) سبب لفظی: وہ سبب جو باعتبار تلفظ ہو۔ یعنی ہمزہ، سکون اور تشدید۔ جو کہ کلمہ میں ملفوظ ہوتے ہیں۔ اور ان کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو سبب لفظی کہا جاتا ہے۔ نیز یہ بات یاد رہے کہ تشدید، سکون اور حرکت مرکب ہے۔ اس لئے تشدید کو بھی سکون کے ضمن میں مفہوم کر لیا جاتا ہے۔

(2) سبب معنوی: جو تلفظ میں نہیں آتا اور معنی کے ظاہر کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

سبب معنوی کی قسمیں: سبب معنوی کی بھی دو (2) قسمیں ہیں۔

(1) مد مبالغہ (2) مد تعظیم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) مد مبالغہ: نفی میں مبالغہ یعنی نفی کو خوب اور پوری طرح ظاہر کر دینا۔ اور اسی لئے طبیبہ کے طریق سے امام حمزہؒ نفی جنس کے لا میں توسط کرتے ہیں۔ جیسے لا ریب، فَلَا مَرَدَّ وغیرہ۔ اور اس کو مد مبالغہ کہتے ہیں۔

(2) مد تعظیم: تعظیم یعنی شان کی بڑائی ظاہر کرنا۔ اور یہ لفظ اللہ میں ہوتا ہے۔ اس میں فقہاء نے غیر قرآن میں سات الف تک مد کرنا درست بتایا ہے۔ اس کو مد تعظیمی کہتے ہیں۔ (العطایا الوہبیہ)

تاہم یہ مدود جن کے اسباب معنوی ہیں۔ بطریق شاطبیؒ اور جمہور قراء کے نزدیک معمول بہا نہیں ہیں۔ البتہ بطریق جزریؒ ان کی گنجائش ہے۔

سبب لفظی کی قسمیں: سبب لفظی کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) سکون (2) ہمزہ

سکون کی قسمیں: سکون کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) سکون اصلی (2) سکون عارض

ہمزہ کی قسمیں: ہمزہ کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) ہمزہ متصل (2) ہمزہ منفصل

سبب مد کے مراتب: سبب مد میں مندرجہ ذیل مراتب پائے جاتے ہیں۔

سب سے قوی سبب سکون اصلی پھر ہمزہ متصل پھر سکون عارض پھر ہمزہ منفصل اور سب سے آخری مرتبہ مد بدل کا ہے۔ جس میں ہمزہ حرف مد سے پہلے پایا جاتا ہے۔ اس میں ورش کے لئے تین مقادیر (مقدار کی جمع) مد ہیں۔ یعنی طول، توسط اور قصر۔

(1) محل مد حروف مدہ ہوں۔

نمبر شمار	محل	سبب مد
1	حرف مد	سکون اصلی
2	حرف مد	سکون عارضی
3	حرف مد	ہمزہ متصلہ
4	حرف مد	ہمزہ منفصلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) محلِ مد حروف لین ہوں۔

نمبر شمار	محل مد	سبب مد
1	حرف لین	سکون اصلی
2	حرف لین	سکون عارضی
3	حرف لین	ہمزہ متصلہ
4	حرف لین	ہمزہ منفصلہ

حرف لین اور ہمزہ متصلہ جیسے شیٔ اور سَوْءٌ میں بحالت وصل صرف قصر ہی ہوگا۔ البتہ روایت ورش میں یہ مد ہوتا ہے۔ محلِ مد اور سببِ مد دونوں ضعیف ہیں۔ اس لئے قراءات میں حرف لین کے بعد ہمزہ کو سببِ مد تسلیم نہیں کیا گیا۔

حرف لین اور ہمزہ منفصلہ: جیسے وَلَوْ اَمَنَ اَبْنَیْ اٰدَمَ وغیرہ۔ ہمزہ منفصلہ والی حالت تو اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ اس میں محلِ مد اور سببِ مد دونوں ضعیف ہیں۔

خلاصہ: مؤخر الذکر دونوں اقسام میں صرف قصر ہی قصر ہے۔

◆□◆□◆

(۹۔ اَلْوَقْفُ وَالْاِبْتِدَاءُ)

وقف کی تعریف: وقف کے لغوی معنی الکفُّ عن الفعل والقول۔ یعنی کسی کام کے کرنے یا کسی بات کے کہنے سے رک جانا۔ علم تجوید کی اصطلاح میں کسی کلمہ پر آواز کو اس قدر وقت کے لئے قطع کرنا (کاٹنا) جس میں آدمی فطری طور پر سانس لیتا ہے۔ نیز یہ کہ قطعِ قراءت کا ارادہ نہ ہو، بلکہ آگے پڑھنے کا ارادہ ہو۔ (النشر فی القراءات العشر)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: وصل اور وقف میں سے اصل اور بہتر وصل ہے۔ وقوف کو جاننے کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترتیل کی تفسیر اس طرح منقول ہے کہ الترتیل ھو تجوید الحروف و معرفة الوقوف۔ یعنی ترتیل حروف کو تجوید سے ادا کرنے اور وقف کو پہچاننے کا نام ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث بیہقی میں وارد ہے۔ جسے علامہ سیوطیؒ نے الاتقان میں بھی بیان فرمایا ہے۔ کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سیکھتے، اس کے حلال و حرام سیکھتے اور ان مقامات کو بھی معلوم کرتے جہاں پر تلاوت کے دوران ٹھہرنا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطیبؓ کو سنا۔ وہ کہتا ہے کہ من یطع اللہ و رسولہ فقد رشد و من یعصھما یہاں پہنچ کر خطیب ٹھہر گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بئس خطیب القوم انت یہ کیوں نہیں کہتے کہ و من یعصھما فقد غوی۔

اس روایت میں واضح دلیل ہے کہ خطیب کے غلط جگہ وقف کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تنبیہ فرمائی۔ خطیب کے لئے مناسب یہ تھا کہ اگر وہ دونوں فقرے ایک سانس میں نہیں بول سکتا تھا تو فقد رشد پر ٹھہر جاتا اور پھر نئے سانس میں اگلا جملہ کہتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب عام بول چال میں وقف کی بے اعتدالی (حد سے بڑھ جانا) نہایت ناگوار اور غلط ہے، تو کلام اللہ میں غلط وقف کرنا کس درجہ غلط اور مکروہ و قبیح ہوگا۔ اور ان سے بچنا کس قدر ضروری ہوا۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں کہ من لَم یعرِفِ الْوَقْفَ لَمْ یَعْرِفِ الْقُرْآنَ۔ جس نے وقف کو نہ پہچانا تو اس نے قرآن کو نہیں پہچانا۔ (نہایۃ القول المفید)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض ائمہ متاخرین نے معلمین کے لئے یہ شرط مقرر کی ہے کہ وہ شاگردوں میں سے کسی کو بھی اس وقت تک اجازت نہ دیں جب تک وہ وقف وابتداء میں ماہر نہ ہو جائیں۔

معنی کے اعتبار سے وقف کی قسمیں: معنی کے اعتبار سے وقف کی دو قسمیں ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) وقف اختیاری (2) وقف اضطراری

(1) وقف اختیاری: پڑھنے کے دوران اپنے اختیار اور ارادے سے بلا عذر کے استراحت کی غرض سے کسی ایسی جگہ پر وقف کرنا جہاں کلام پورا ہو جائے۔ ایسی جگہ وقف کرنے کو وقف اختیاری کہتے ہیں۔

(2) وقف اضطراری: دورانِ تلاوت کسی ایسی جگہ پر بغیر ارادہ وقف کرنا، جہاں مضمون یا بات پوری نہ ہوئی ہو۔ یعنی کوئی مجبوری لاحق ہو جائے۔ مثلاً: سانس کی تنگی، بھول جانا، کھانسی، چھینک یا ہچکی وغیرہ کا آجانا۔ غرض کسی مجبوری کی وجہ سے بلا ارادہ وقف جو وقف ہو جائے، تو اس کو وقف اضطراری کہتے ہیں۔

چونکہ اس وقف کی بناء مجبوری ہے۔ لہٰذا بحالت مجبوری ہو جائے تو اجازت ہے۔ مگر ماقبل سے اعادہ کرنا ضروری ہے۔ وقف اضطراری کرنے سے مندرجہ ذیل دو (2) صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔

(1) کلام کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، اور کلام مہمل ہو جاتا ہے۔

(2) کلام کا مفہوم سمجھ میں تو آجاتا ہے مگر معنی مرادِ الٰہی کے خلاف ہو جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقف اضطراری کا حکم: وقف اضطراری کا حکم یہ ہے کہ ایسی جگہ عمداً وقف کرنا جائز نہیں۔ البتہ مجبوری وغیرہ میں جائز ہے۔ مگر اعادہ ما قبل سے کرنا ضروری ہے۔

وقف اختیاری کی قسمیں: وقف اختیاری کی تین قسمیں ہیں۔

(1) وقف تام (2) وقف کافی (3) وقف حسن

(1) وقف تام: کسی کلمہ پر اس طرح وقف کرنا کہ کلام مکمل طور پر پورا ہو جائے، اور اس کلام کا مابعد سے قطعاً کوئی تعلق نہ رہے۔ نہ لفظی، ترکیبی تعلق اور نہ معنوی تعلق۔ تو ایسے وقف کو وقف تام کہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جہاں مضمون ختم ہو جائے، اس جگہ ٹھہرنے کو وقف تام کہتے ہیں۔ یہ وقف اکثر رؤس آیات، قصص اور واقعات کے اختتام پر ہوتا ہے۔

وقف تام میں مراتب پائے جاتے ہیں۔ جیسے مالک یوم الدین پر وقف اتم جبکہ ایاک نعبد و ایاک نستعین پر وقف تام ہے۔ یاد رہے کہ یہ دونوں وقوف وقف تام ہی ہیں۔

(2) وقف کافی: کسی کلمہ پر اس طرح سے وقف کرنا کہ کلام کا باعتبار معنیٰ مابعد سے تعلق تو ہو، مگر لفظی تعلق نہ ہو۔ ایسے وقف کو وقف کافی کہتے ہیں۔ یعنی جہاں جملہ تو ختم ہوا ہو، مگر مضمون ابھی ختم نہیں ہوا ہو۔

وقف کافی میں بھی مراتب ہیں۔ جیسے فی قلوبھم مرض پر وقف کافی ہے، اور فزادھم اللہ مرضا پر اس کے مقابلے میں وقف کرنا اکفی ہے۔ اور بما کانوا یکذبون پر پہلے دونوں مواقع کے مقابلے میں وقف کرنا زیادہ اکفی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراتب کا یہ تفاضل رؤس آیات پر ہوتا ہے۔ جیسے الآ انھم ھم السفھآء پر وقف کافی ہے اور ولکن لا یعلمون پر اکفی ہے۔ اسی طرح ربنا تقبل منا پر وقف کافی ہے اور انک انت السمیع العلیم پر اکفی ہے۔

وقف تام اور وقف کافی کا حکم: ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ ان کے مابعد سے ابتداء کی جائے۔

وقف حسن: کسی کلمہ پر اس طرح وقف کرنا کہ کلام کا باعتبارِ معنیٰ اور باعتبار لفظی دونوں لحاظ سے مابعد سے تعلق ہو، تو ایسے وقف کو وقف حسن کہتے ہیں۔

وقف حسن کا حکم: وقف حسن کا حکم یہ ہے کہ چونکہ مابعد سے لفظی تعلق ہوتا ہے، اس لئے مابعد سے ابتداء نہیں کی جاسکتی، بلکہ ماقبل سے اعادہ ضروری ہے۔ مگر یہ اعادہ صرف اس صورت میں ضروری ہے جب یہ وقف درمیان آیت میں کیا گیا ہو۔ اگر راس آیت پر کیا جائے تو پھر مابعد سے ابتداء کرنا چاہیے۔

مرشد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی تو ہر راس الآیت پر وقف فرماتے، اگرچہ وہاں معنیٰ پورے نہ ہوئے ہوں۔ اور کبھی رؤس الآیات پر وقف کا التزام نہیں فرماتے تھے۔ بلکہ جہاں مفہوم پورا ہوتا، وہاں وقف فرماتے۔ مقصد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت کرنا تھا۔

وقف اضطراری کی قسمیں: وقف اضطراری کی مندرجہ ذیل دو قسمیں ہیں۔

(1) وقف قبیح (2) وقف اقبح

(1) وقف قبیح: ہر وہ کلمہ جو اپنے مابعد سے ایسا شدید تعلق رکھتا ہو کہ مابعد کے بغیر اس کلمہ کے معانی سمجھ میں نہ آتے ہوں، وہاں وقف کرنا وقف قبیح ہے۔ جیسے مضاف پر بغیر مضاف الیہ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقف کیا جائے۔ایسے ہی موصوف پر صفت کے بغیر وقف کرنا یا رافع پر بغیر مرفوع کے، ناصب پر بغیر منصوب کے اور معطوف علیہ پر بغیر معطوف کے یا ذوالحال پر بغیر حال کے وقف کرنا۔اسی طرح عدد پر بغیر معدود کے اور موصول پر بغیر صلہ کے اور شرط پر بغیر اجزاء کے وقف کرنا وغیرہ۔ایسی جگہ نہ وقف صحیح ہو گا اور نہ مابعد سے ابتداء صحیح ہو گی۔

(2) وقف اقبح: ایسی جگہ وقف کرنا جس سے شانِ الٰہی یا مرادِ الٰہی کے خلاف معنی پیدا ہو جائیں، ایسا وقف وقف اقبح کہلاتا ہے۔

شانِ الٰہی کے خلاف تو یہ کہ جیسے ان اللہ لا یستحیی، ان اللہ لا یھدی یافبھت الذی کفر واللہ پر وقف کرنا وغیرہ۔ایسی جگہ پر وقف کرنے کا حکم یہ ہے کہ پڑھنے والا اگر اضطراری طور پر یہاں وقف کرے تو لازمًا ما قبل سے اعادہ کرے۔اگر عمداً جان بوجھ کر ایسا کرے گا تو اس عمل کی وجہ سے یا ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دینِ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔کیونکہ ایسا وقف کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر افتراء لازم آتا ہے۔

مرادِ الٰہی کے خلاف مطلب پیدا ہونا جیسے وان کانت واحدۃً فلھا النصف و لابویہ پر وقف کرنا۔کیونکہ یہاں معنی بالکل غلط ہو گئے۔وقف اضطراری کی وقف قبیح اور وقف اقبح کے علاوہ درج ذیل مزید دو (2) اقسام ہیں۔

(1) وقف انتظاری (2) وقف اختیاری

(1) وقف انتظاری: کسی کلمہ پر ٹھہر کر اس کے تمام اختلافات قراءت کو جاری کرنا جمع حرفی کہلاتا ہے۔علامہ جزری ؒ کے دور سے قبل قراءات کے اختلافات جمع کر کے پڑھنے کا یہ طریقہ تھا کہ قاری پڑھنا شروع کرتا۔اور جب وہ ایسے کلمہ پر پہنچتا کہ جس میں اختلاف قراءت ہوتا، تو وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک ہی سانس میں تمام اختلافات پڑھ لیتا، اور پھر کلمہ پر وقف کر دیتا۔ اور اگر وہاں وقف حسن یا وقف قبیح ہوتا تو ماقبل سے اعادہ کرتا۔ ورنہ آگے سے ابتداء کرتا۔ اس وقف کو وقف انتظاری کہا جاتا ہے۔

نوٹ: یہ طریقہ متقدمین میں تھا۔ متاخرین میں علامہ جزریؒ کے دور سے جمع وقفی کا طریقہ رائج ہوا۔ جس میں وقف علی القبیح کے ارتکاب کی کوئی مجبوری نہ رہی۔

(2) وقف اختباری: اختباری بمعنی آزمائش یا امتحان کے ہیں۔ یہ وقف اس موقع پر ہوتا ہے کہ جب استاذ یا ممتحن کسی کلمہ پر کیفیت وقف پوچھنے کی خاطر کرے۔ یعنی افادہ (فائدہ پہنچانا) یا استفادہ (فائدہ حاصل کرنا) کے لئے کسی کلمہ پر وقف کرنا پڑے۔ گو وہ محلِ وقف نہ ہو۔ وقف اضطراری کی ایسی قسم کو وقف اختباری کہتے ہیں۔

محلِ ابتداء کی قسمیں: محلِ ابتداء کی چار (4) قسمیں ہیں۔

(1) ابتداء تام (2) ابتداء کافی (3) ابتداء حسن (4) ابتداء قبیح

(1) ابتداء تام: وقف تام کے مابعد سے ابتداء، ابتداء تام کہلائے گی۔ مثلاً: المفلحون پر وقف تام ہے۔ اور آگے ان الذین ابتداء تام ہے۔

(2) ابتداء کافی: وقف کافی کے مابعد سے ابتداء کرنا ابتداء کافی کہلائے گی۔ مثلاً: یومنون پر وقف کافی ہے۔ اور والذین سے ابتداء کافی ہے۔

(3) ابتداء حسن: جہاں وقف حسن کیا جائے۔ اس کے بعد جو ابتداء کی جاتی ہے، تو اس ابتداء کو ابتداء حسن کہتے ہیں۔ جیسے رب العلمین پر وقف حسن الرحمٰن سے ابتداء حسن۔ لیکن وقف حسن کے بعد ضروری نہیں ہے کہ ابتداء بھی حسن ہو۔ مگر جب وقف راس الآیت پر ہو۔ تو اس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وقت بلا شبہ موقوف علیہ کے مابعد سے ابتداء اکثر اہلِ ادا کے نزدیک درست، صحیح اور پسندیدہ ہے۔

(4) ابتداء قبیح: جہاں وقف قبیح کیا جائے۔ اس کے آگے سے جو ابتداء کی جاتی ہے اسے ابتداء قبیح کہتے ہیں۔ جیسے مالک پر وقف قبیح اور آگے یوم الدین سے ابتداء قبیح ہے۔

ایسی ابتداء کہ جس سے کلام الٰہی کا مفہوم مراد الٰہی یا شانِ الٰہی کے خلاف ہو جائے، جیسے یخرجون الرسول و ایاکم پر وقف تو وقفِ حسن ہے مگر و ایاکم پر سے ابتداء کرنا ابتداء قبیح ہے۔ کیونکہ مفہوم تبدیل ہو جائے گا۔ یعنی و ایاکم ان تؤمنوا باللہ پر سے ابتداء غلط ہو گی۔ کیونکہ اس کا ترجمہ پھر یوں ہو جائے گا کہ "خبردار! اللہ پر ایمان لانے سے بچو" نعوذ باللہ۔

ابتداء اور اعادہ میں صرف مابعد اور ماقبل کا فرق ہے۔ یعنی ابتداء کی حالت میں حرف موقوف علیہ کے بعد سے پڑھا جاتا ہے۔ اور اعادہ میں وقف والے حرف کے ماقبل سے پڑھا جاتا ہے۔ اگر پڑھتے پڑھتے آخر کلمہ پر صرف آواز بند ہو جائے اور سانس جاری رہے، یعنی سانس نہ توڑے، تو سکتہ ہو گا۔ اور اگر آواز اور سانس دونوں ٹوٹ جائیں، تو وقف ہو گا۔ اور اگر قرآن شریف کے متعلق کسی ضرورت سے وقف کی مدت میں تاخیر ہو، تو اس کو سکوت کہتے ہیں۔

سکوت جمیع احکام میں مثلِ وقف کے ہے۔ باوجود یہ کہ تاخیر مزید، ابتداء کرتے وقت استعاذہ کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ منافی قراۃ سے سکوت کا حکم جاتا رہتا ہے۔ لہٰذا ابتداء کرتے وقت پھر استعاذہ کرنا چاہئے۔

قطع کی تعریف: اگر وقف کے بعد پڑھنے کا ارادہ نہ ہو تو قطع ہو گا۔ قطع کی دو صورتیں ہیں۔

(1) قطع حقیقی (2) قطع اتفاقی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) قطع حقیقی: جب قراءت کا ختم کرنا ہی مقصود ہو، تو اس قطع کو قطع حقیقی کہتے ہیں۔
(2) قطع اتفاقی: اگر قراءت کے دوران کوئی امر مانع ہو جائے، تو اس قطع کو قطع اتفاقی کہتے ہیں۔
(مرشد، جامع الوقف)

العطایا الوہبیہ میں ہے کہ وہم کے موقع پر وقف کر کے بعد والے کلام سے ابتداء کرنا بہتر ہے۔اور علامہ سجاوندیؒ نے ایسے ہی موقعوں کے لئے "میم" مقرر کی ہے۔جو کہ لازم کی علامت ہے۔لیکن یہ لازم بہتر کے معنی میں ہے نہ کہ فرض اور واجب کے معنی میں۔جس کے ترک کرنے سے گناہ ہوتا ہو۔جیسا کہ بعض ناواقف لوگ اس وہم میں مبتلاء ہیں۔

تنبیہ: سجاوندیؒ جو "لا" کی رمز مقرر کی ہے۔اس کے یہ معنی نہیں کہ یہاں وقف کرنا درست نہیں۔بلکہ مقصد یہ ہے کہ یہاں وقف کر کے بعد والے کلام سے ابتداء کرنا منع ہے۔اگر یہ رمز درمیانِ آیت ہو، تو وہاں وقف حسن ہوگا۔اور ماقبل سے اعادہ کرنا چاہئے۔اور اگر یہ رمز آیت پر ہو، تو بے شک آیت پر وقف کریں۔اور مابعد سے ابتداء کریں۔

(مزید تفصیل کے لئے وقف پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں)

شعر:(۷۳) وَبَعْدَ تَجْوِيْدِكَ لِلْحُرُوْفِ لَا بُدَّ مِنْ مَّعْرِفَةِ الْوُقُوْفِ

ترجمہ: اور تمہارے لئے حروف کی عمدہ ادائیگی کو جان لینے کے بعد ضروری ہے وقوف (کی قسموں)

تشریح، خلاصہ: شعر نمبر 73 اور 74 کے کچھ حصے میں وقف وابتداء کا ضروری ہونا بیان کیا گیا ہے۔

شعر:(۷۴) وَالِابْتِدَآءِ وَهِيَ تُقْسَمُ اِذَنْ ثَلَاثَةً تَامٌّ وَّكَافٍ وَّحَسَنْ

ترجمہ: اور ابتداء کا جاننا، اور اس وقت یہ وقوف تین قسموں کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔تام، کافی اور حسن۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: وَهِيَ کی ضمیر کا مرجع الوقوف اور نقسمہ کی ضمیر کا مرجع الوقوف ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 74 میں وہی سے آخر تک (محل) وقف کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرے شعر میں مختلف نسخے ہیں۔ تفصیل کے لئے جواہر النقیہ کا مطالعہ کریں۔

سوال: یہاں ناظمؒ نے وقف کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ آگے جاکر وقف کی ایک چوتھی قسم وقفِ قبیح کا بھی اضافہ فرماتے ہیں۔ تین قسمیں کہنا غلط ہو گیا، لہٰذا چار قسمیں کہنا چاہئے

جواب: ناظمؒ کے کلام کو اس طرح بیان کرنا چاہئے کہ معنی کے اعتبار سے وقوف کی اولاً دو قسمیں ہیں۔ (1) ماتمَّ معناہُ (یعنی ان اوقاف کی قسمیں، جن میں معنی پورے ہوتے ہیں۔) (2) غیر ماتمَّ معناہ

ماتمَّ معناہ کی قسمیں: ماتمَّ معناہ کی تین قسمیں ہیں: (1) تام (2) کافی (3) حسن

غیر ماتمَّ معناہ کی قسمیں: غیر ماتمَّ معناہ کی ایک قسم ہے، قبیح۔ یہ چوتھی قسم ان قسموں سے ہی الگ ہے۔ اور وقفِ قبیح کو علحیدہ اور آخر میں بیان کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ وقف کی ایک اضطراری قسم کا نام ہے، نہ کہ اس کو اختیار کر کے اور اپنی تلاوت کا معمول بنائے۔ معمول ہونے کے قابل تام، کافی اور حسن ہی ہیں۔

شعر: (۷۵) وَهِيَ لِمَا تَمَّ فَإِنْ لَمْ يُوْجَدِ تَعَلُّقٌ أَوْ كَانَ مَعْنًى فَابْتَدِئْ

ترجمہ: اور یہ تینوں قسمیں (تام، کافی اور حسن) ایسے معنی کی ہیں جو پورے ہو گئے ہوں۔ پس اگر (وقف کے ماقبل کا مابعد سے لفظی و معنوی) کوئی بھی تعلق نہ پایا جائے یا (صرف) معنی کے اعتبار سے تعلق ہو، تو (ان دو صورتوں میں) مابعد سے ابتداء کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: وَھِیَ کی ضمیر کا مرجع الوقوف اورتَمَّ کی ضمیر کا مرجع ما ہے۔ کَانَ کی ضمیر کا مرجع تعلق ہے۔

خلاصہ: وھی سے تمَّ تک یہ بیان کیا گیا کہ تین قسمیں ماتَمَّ معناہ۔ یعنی ان او قاف کی قسمیں ہیں جن میں معنیٰ پورے ہوتے ہیں۔ فَاِنْ لَمْ یُوْجَدْ تَعَلُّقٌ میں وقف تام کی تعریف بیان کی گئی ہے۔ اور کَانَ مَعْنًی میں وقف کافی کی تعریف کی گئی ہے۔ فَابْتَدِیْ میں وقف تام و کافی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۷۶) فَالتَّامُ فَالْکَافِیْ وَلَفْظًا فَامْنَعَنْ   اِلَّا رُؤُسَ الْاٰیِ جَوِّزْ فَالْحَسَنْ

ترجمہ: پس یہ تام اور کافی ہیں۔ اور اگر تعلق لفظًا (بھی) ہو تو (ابتداء کو) ممنوع قرار دو۔ لیکن آیات کے اواخر میں (ابتداء) کو جائز سمجھو۔ اور یہ وقف حسن ہے۔

تشریح، خلاصہ: پچھلے شعر میں جن دو قسموں کی تعریف بیان کی گئی ہے، یہاں ان کے نام بتلائے گئے ہیں۔ وقف حسن کی تعریف اور اس کا حکم بتلایا گیا ہے۔

(وَلَفْظًا تعریف، فامنعن حکم، اَلَّا تاجوز حکم سے استثناء)

شعر: (۷۷) وَغَیْرُ مَاتَمَّ قَبِیْحٌ وَّلَهٗ   یُوْقَفُ مُضْطَرًّا وَّ یُبْدَا قَبْلَهٗ

ترجمہ: اور جو کلام پورا نہ ہوا ہو، اس پر وقف قبیح ہے۔ اور اس پر وقف اضطرار کی حالت میں کیا جاتا ہے، اور اس کے ماقبل سے ابتداء کی جاتی ہے۔

تشریح: تَمَّ کی ضمیر کا مرجع مَا ہے۔ وَلَهٗ کی ضمیر کا مرجع قبیح ہے۔ یوقف کی ضمیر کا مرجع وقف کی طرف راجع ہے۔ ویبدا کی ضمیر کا مرجع الابتداء کی طرف راجع ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شیخ زکریا انصاری و رومیؒ کے اختیار کردہ نسخوں میں بجائے یوقف کے الوقف ہے۔ اور رومیؒ نے وبدا صیغہ معروف اختیار کیا ہے۔ مگر یہ ان کے نسخہ کے لئے لائق تر ہے۔ یعنی ولہ اور یبدا دونوں میں ضمیر فاعل قاری کی طرف راجع ہے۔ قبلہٗ کی ضمیر کا مرجع موضع الوقف ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 77 میں وقف قبیح کی تعریف اس کا موقع و محل اور اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

(وَغَيْرُ مَا تَمَّ قَبِيْحٌ تعریف وَلَهٗ يُوْقَفُ مُضْطَرًّا موقع محل وَيُبْدَا قَبْلَهٗ حکم ہے)

شعر: (۷۸) وَلَيْسَ فِي الْقُرْاٰنِ مِنْ وَّقْفٍ وَّجَبْ وَلَا حَرَامٍ غَيْرَ مَا لَهٗ سَبَبْ

ترجمہ: اور قرآن میں کوئی بھی وقف ایسا نہیں جو (شرعًا) واجب یا حرام ہو۔ بجز اس کے کہ اس کے لئے کوئی سبب ہو۔

تشریح: وَجَبْ کی ضمیر کا مرجع وقف ہے، مالہٗ کی ضمیر کا مرجع مَا ہے۔ بعض نسخوں میں وجب کی بجائے یجب لکھا ہے۔

قرآن میں فقہی اصطلاح کے موافق کوئی وقف نہ واجب ہے اور نہ حرام۔ الّا یہ کہ وجوب یا حرمت کا کوئی سبب ہو۔ اور وہ ہیں فاسد معنی کا عقیدہ یا غیر مراد معنی کا وہم۔

اگر کسی جگہ وقف کرنے سے مراد کے خلاف دوسرے معنی کا وہم ہوتا ہو، اور کوئی بدعقیدہ آدمی اس معنی کی نیت سے وقف کرے، تو اس صورت میں حرام ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی جگہ وصل سے بھی یہی صورت پیدا ہو جائے، اور قاری نیت بھی اسی فاسد معنی کی کرے۔ تو وہاں وقف واجب ہو جاتا ہے۔ اور اگر بلا ارادہ ایسی صورت پیش آجائے، تو بھی اہل ادا کے ہاں منع ہے۔ گو اس صورت میں گنہگار نہیں ہوتا۔ اس لئے وقف کا محفوظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے۔ تاکہ کوئی وقف بے موقع نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر کہیں وقف کے واجب یا حرام ہونے کا کوئی سبب پیدا ہو جائے گا تو بے شک وقف واجب یا حرام ہو جائے گا۔ مثلاً: مَامِنْ اِلٰهٍ (کوئی معبود نہیں) پر تغییر فاحش کی نیت سے قصداً وقف کرے یا اِنِّی کَفَرْتُ پر بطور استہزاء (ہنسی/مذاق) وقف کرے۔ وَلَا یَحْزُنْکَ قَوْلُهُمْ پر وقف کر کے اِنَّ الْعِزَّةَ لله سے ابتداء نہیں کرنی چاہئے۔ یہاں وصل نامناسب ہے۔ کیونکہ غلط مطلب نکلنے کا وہم ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کو کفار کی یہ بات غم میں نہ ڈالے کہ عزت تو تمام اللہ ہی کے لئے ہے۔ لیکن وصل کے نامناسب ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ یہ وصل حرام ہے۔ کہ آدمی وصل کر کے پڑھنے سے کافر یا گنہگار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وصلاً پڑھنے کے باوجود بھی واقفین سیاق وسباق سے صحیح مطلب تک پہنچ سکتے ہیں۔

اسی طرح وقالتِ الیهود ید الله مغلولة میں یدُ الله مغلولة سے اعادہ یا ابتداء قبیح ہے۔ ہاں اگر کوئی معنی سے واقف ہوتے ہوئے بطور استہزاء قصداً تغییر فاحش کا ارتکاب کرے تو یہ مذکورہ او قاف اور اعادے نہ صرف حرام ہیں بلکہ موجب کفر ہوں گے۔ ناظمؒ کے قول غیر ما لہ سبب کا یہی مطلب ہے۔

صاحب جواہر النقیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بعض جاہلوں نے قرآن کے اول یا آخر میں کچھ مضامین چھاپے ہیں۔ کہ فلاں کلمہ پر فلاں حرکت پڑھے تو کافر ہو جاتا ہے۔ یا فلاں جگہ وقف یا وصل کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ افراط و تفریط (کمی بیشی) کا شکار ہیں۔ کیونکہ کفر و معصیت قصد وارادہ کرنے سے لازم آتے ہیں۔ بے خیالی یا ناواقفیت سے پڑھنے سے ہرگز نہیں۔

◆□◆□◆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۰۔اَلْمَقْطُوْعُ وَالْمَوْصُوْلُ)

(مقطوع اور موصول کی پہچان)

نوٹ: کتاب کے خاتمے تک آنے والے تمام ابواب باب المعرفۃ الوقوف ہی کا ایک حصہ ہیں۔

علامہ موصوف ؒ اس باب میں مقطوع اور موصول کی بحث کریں گے۔ کہ قرآن مجید میں کہاں کلمہ ملا کر لکھا ہوا ہے اور کہاں کاٹ کر لکھا ہوا ہے۔ قاری مقری کے لئے مقطوع اور موصول کا جاننا انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ جو کلمات مقطوع یعنی جدا جدا کر کے لکھے گئے ہوں، تو ان میں ہر ایک کلمے کے آخر میں وقف صحیح ہوگا۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ کلمات موصول لکھے ہوں، تو وہ رسم کی وجہ سے حکماً ایک کلمہ سمجھا جاتا ہے۔ اور وقف موصول پر نہیں بلکہ موصول بہ کے آخر میں کرنا ضروری ہوتا ہے۔ مقطوع جیسے فِيْ مَا۔ ہر ایک پر وقف صحیح ہے۔ موصول جیسے فِيْمَا میں فِيْ پر وقف غلط ہوگا۔ مَا پر صحیح ہونا چاہئے۔

حضرت ناظم ؒ کے نزدیک مقصود اختصار ہے۔ اس لئے انہیں کلمات کو شمار کرایا جو کم ہیں۔ یعنی قرآن مجید میں جو کلمات مقطوعہ کم ہیں، ان کو بیان کر دیا۔ اور کلمات موصولہ کو کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ یا جو کلمات موصولہ کم ہیں، ان کو بیان کر دیا۔ اور کلمات مقطوعہ کو کثرت کی وجہ سے چھوڑ دیا۔

شعر: (۷۹) وَاعْرِفْ لِمَقْطُوْعٍ وَّ مَوْصُوْلٍ وَّتَا فِي الْمُصْحَفِ الْاِمَامِ فِيْ مَا قَدْ اَتٰى

ترجمہ: اور پہچان مقطوع، موصول اور تاء (تانیث) کو اس رسم میں جو یقیناً مصاحف عثمان میں آیا ہے۔

تشریح: اَتٰى کی ضمیر کا مرجع مَا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: مقطوع، موصول اور تاء مجرورہ کی معرفت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور یہ بتلایا ہے کہ ان کو کہاں سے معلوم کرنا چاہئے۔ (یعنی مصحف امام سے معلوم کرنا چاہئے)۔ مقطوع اور موصول کی وضاحت ماقبل مذکور ہو چکی ہے۔ اور تاء کا بیان اگلے باب میں آرہا ہے۔

مصحف الامام: امام سے مراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ مصحف میں دو اقوال ہیں۔

(1) مصحف سے وہ خاص قرآن مجید مراد ہے، جس میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

(2) زیادہ ظاہر یہ ہے کہ مصحف امام سے جنس مصحف مراد ہے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ذاتی مصحف کو اور ان دیگر تمام مصاحف کو شامل ہے جو بلاد مکہ، شام، کوفہ اور بصرہ وغیرہ بھیجے گئے تھے۔

شعر: (۸۰) فَاقْطَعْ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ اَنْ لَّا مَعْ مَلْجَأً وَلَا اِلٰهَ اِلَّا

ترجمہ: دس کلمات میں اَنْ لَّا کو مقطوع لکھو۔ (ان میں سے ایک) ملجا کے ساتھ اور (دوسرا) لا الٰہ الا کے ساتھ ہے۔

تشریح: آسانی کی خاطر وہ تمام کلمات لکھتے ہیں، جو مقطوع و موصول کے بحث میں بیان کئے گئے ہیں۔

(اَنْ لَّا، اَلَّا)، (اِنْ مَّا، اِمَّا)، (اَمْ مَّا، اَمَّا)، (عَنْ مَّا، عَمَّا)، (مِنْ مَّا، مِمَّا)، (اَمْ مَّنْ، اَمَّنْ)، (حَيْثُ مَا، حَيْثُمَا)، (اَنْ لَّمْ، اَلَّمْ)، (اِنَّ مَا، اِنَّمَا)، (اَنَّ مَا، اَنَّمَا)، (كُلَّ مَا، كُلَّمَا)، (بِئْسَ مَا، بِئْسَمَا)، (فِيْ مَا، فِيْمَا)، (اَيْنَ مَا، اَيْنَمَا) ، (اِنْ لَّمْ، اِلَّمْ)، (اَنْ لَّنْ، اَلَّنْ)، (كَيْ لَا، كَيْلَا)، (عَنْ مَّنْ، عَمَّنْ)، (يَوْمَ هُمْ، يَوْمَهُمْ)،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(مَالِ، مَالِهٰذَا، مَالِلَّذِيْنَ، مَالِهٰؤُلَآءِ)، (لَاتَ حِيْنَ، لاتحين)، (كالوا هم، كالوهم)، (وزنواهم، وزنوهم)، (اَلْ حَمْدُ، اَلْحَمْدُ)، (هَاذَا، هٰذَا)، (يَاَيُّهَا، يَاَيُّهَا)

پورے قرآن مجید میں دس (10) کلمات ایسے ہیں، جن میں اَنْ لَّا مقطوع آیا ہے۔

نوٹ: سورۃ الانبیاء کے اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ مختلف فیہ ہے۔ اکثر مصاحف میں قطع ہی ہے، اور بعض میں موصول ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 80 میں اَنْ لَّا کے مقطوع ہونے کا بیان ہے۔ اور دوسرے مصرع میں دو مقام ذکر کئے ہیں۔

(1) اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ (توبه) (2) وَاَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَهَلْ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ (هود)

شعر: (۸۱) وَتَعْبُدُوْا يٰسِيْنَ ثَانِيْ هُوْدَ لَا يُشْرِكْنَ تُشْرِكْ يَدْخُلْنَ تَعْلُوْا عَلٰى

ترجمہ: (اور قطع کرو اَنْ لَّا کو) مع (ساتھ) تعبدوا کے سورۃ یٰسین میں اور مع دوسرے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا کے سورۃ ھود میں مع اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ (اور) اَنْ لَّا تُشْرِكْ (اور) اَنْ لَّا يَدْخُلْنَهَا اور اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلٰى کے۔

تشریح: (3) اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ (يس)

(4) اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ اِنَّنِيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ (هود)

(5) عَلٰى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا (الممتحنة) (6) اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا (حج)

(7) اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِسْكِيْنٌ (القلم)

(8) وَاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنِّيْ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ (دخان) نوٹ: ثانی ھود میں ثانی کی قید سے سورۃ ھود کے پہلے اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا سے احتراز مقصود ہے، جو بالاتفاق موصول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تَغْلُوْا اعلٰی میں عَلٰی کلمہ قرآنی ہے۔ جس کے ذریعے اَلَّا تَغْلُوْا عَلَیَّ (نمل) سے احتراز مقصود ہے، جو بالاتفاق موصول ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 81 میں اَنْ لَّا کے مقطوع ہونے کے چھ (6) مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۸۲) اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا اَلَا اَقُوْلَ اِنْ مَّا بِالرَّعْدِ وَالْمَفْتُوْحَ صِلْ وَ عَنْ مَّا

ترجمہ: مع اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا علی اللہ اَلَّا الحق اور اَنْ لَّا اَقُوْلَ علی اللہ اَلَّا الحق کے (اور قطع کرو) اِنْ مَّا کو سورۃ رعد میں اور مفتوح الہمزہ یعنی اَمَّا کو موصول لکھو اور عَنْ مَّا کو۔

تشریح:

(9) اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا علی اللہ اَلَّا الحق و در سوا مافیہ (اعراف)

(10) حقیق علٰی اَنْ لَّا اَقُوْلَ علی اللہ اَلَّا الحق (اعراف)

اِنْ مَّا بِالرَّعْدِ: وَاِنْ مَّا نُرِیَنَّکَ بعض الّذی نعدھم (رعد) باتفاقِ مصاحف مقطوع ہے۔

اِنْ مَّا کو اَنْ لَّا پر عطف کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس عطف سے اِنْ مَّا کا مقطوع الرسم ہونا سمجھا جائے گا۔ باقی تمام قرآن مجید میں اِمَّا موصول ہے۔

نوٹ: اِمَّا حرف شرط اور اِنْ اور مَا زائدہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ یعنی اگر وصل اور قطع کی بحث اسی میں ہے۔ اور ایک اِمَّا حرف عطف بمعنی یاء ہے۔ وہ مستقل حرف ہے۔ اس میں بحث نہیں ہے۔

دونوں میں فرق: اِمَّا کے بعد اگر "فاء" آجائے تو شرطیہ ہوگا۔ اور اگر اِمَّا یا اَوْ آجائے تو حرف عطف ہوگا۔ سورۃ رعد والی آیت میں فَاِنَّمَا "ف" آئی ہے۔ اس لئے اِمَّا شرطیہ ہے۔

والمفتوح صِل: اَمَّا جس کا ہمزہ مفتوح ہے۔ تمام قرآن مجید میں لفظ موصول ہی ہے، مقطوع کہیں نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: لفظ اَمَّا سے مراد وہ اَمَّا ہے جو اَمْ حرف عطف ہمزہ استفہام کے بعد آتا ہے۔اور مَا بمعنی الذی سے مرکب ہے۔ جس کے معنی اَمِ الَّذِیْ (کیا وہ جو کہ) ہوتے ہیں۔ جیسے امَّا اشتملت علیہ ارحام الانثیین (انعام) اللّٰہ خیر اَمَّا یشرکون (نمل) اَمَّا ذَا کُنْتُم تعملون (نمل)۔

غالبًا یہ اَمَّا جس کی اصل اَمْ مَا قرآن مجید میں صرف تین جگہ ہی ہے۔ لیکن وہ اَمَّا مراد نہیں جو حرف، شرط ہے۔اور اجمال کی تفصیل کے لئے آتا ہے۔ جیسے فمنھم شقیٌ وَ سعید۔ فَاَمَّا الذین شقوا ففی النار۔اور یہ اَمَّا مفرد ہے، مرکب نہیں۔اور مفرد میں مقطوع و موصول کی بحث نہیں ہو سکتی۔

دونوں میں فرق: پہلا اَمَّا ہمیشہ حرفِ استفہام کے بعد ہوگا۔اور اس کے جواب میں "فاء" نہیں ہوگی۔اور دوسرا چونکہ شرطیہ ہے۔ لہٰذا اس کے جواب میں "فاء" کا ہونا لازم ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 82 کے پہلے مصرع میں اَنْ لَا کے دو مواقع بیان کئے گئے ہیں۔ پھر اِمَّا اَمَّا اور عَنْ مَا کا بیان ہے۔

شعر: (۸۳) نُھُوْا اقْطَعُوْا مِنْ مَّا بِرُوْمٍ وَّ النِّسا خُلْفُ الْمُنَافِقِیْنَ اَمْ مَّنْ اَسَّسَا

ترجمہ: عن مَا نُھُوْا میں (عَنْ کو ما سے) قطع کر کے لکھو، نیز مِنْ مَّا کو جو سورۃ روم اور نسآء میں ہے، اور منافقین والے میں خلف ہے۔ (اسی طرح قطع کر کے لکھو) اَمْ مَنْ اَسَّسَ کو۔

تشریح:

(4) عن مَا: فلمّا عتوا عَنْ مَا نُھُوْا عنه قلنا لھم کونوا قردةً خسئین۔ (الاعراف) صرف یہ عَنْ مَا مقطوع ہے۔ باقی سب جگہ عَمَّا موصول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) مِنۡ مَا: دو جگہ مِنۡ مَا میں مِنۡ جارہ ما موصولہ سے مقطوع ہے۔ مِنۡ مَا ملکت ایمانکم من شرکآء (روم)

فَمِنۡ مَا ملکت ایمانکم من فتیاتکم (نسآء)۔

قطع کا حکم عَنۡ مَا پر عطف کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔

خُلۡفُ الۡمُنَافِقِيۡنَ: وانفقوا من مَا رزقنکم من قبل ان يَاتی احدکم الموت۔ (المنافقون)

سورۃ منافقون والے مِنۡ مَا کے وصل و قطع میں خلف ہے۔ یعنی دونوں طرح صحیح ہے۔ باقی سب جگہ مِمَّا موصول ہے۔

(6) اَمۡ مَّنۡ: اَمۡ کے بعد مَنۡ قرآن مجید میں چار جگہ قطع کر کے لکھا ہوا ہے۔

(1) اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بنیانہ علٰی شفا جرفٍ هارٍ (التوبة)

خلاصہ: شعر نمبر 83 میں عن مَا کا موقع بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد مِن مَا کے تین مواقع اور اَم مَّن کا ایک موقع بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۸۴) فُصِّلَتِ النِّسَا وَ ذِبۡحٍ حَيۡثُ مَا وَاَنۡ لَّمِ الۡمَفۡتُوۡحَ كَسۡرَ اِنَّ مَا

ترجمہ: اور سورۃ فصلت، نساء اور سورۃ ذبح میں اور قطع کر کے لکھو حَيۡثُ مَا اور اَنۡ لَّم مَفۡتُوۡحَ الهمزہ کو اور اِنۡ لَّم مکسور الهمزہ کو

تشریح:

(2) اَمۡ مَّنۡ یاتی اٰمنا یوم القیمة (فصلت/حٰم سجدہ) (3) اَمۡ مَّنۡ یکون علیهم وکیلًا۔ (نسآء)

(4) اَمۡ مَّنۡ خلقنا انّا خلقنٰهم من طینٍ لّازب۔ (ذبح/الصّٰفّٰت) باقی سب جگہ اَمَّنۡ موصول ہے۔

(7) حَيۡثُ مَا: وَ حَيۡثُ مَا کنتم فولّوا وجوهکم شطرہٗ۔ بقرۃ کی آیت نمبر 144 اور آیت نمبر 150 میں، پورے قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ اور دونوں جگہ مقطوع ہی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(8) اَنْ لَّمْ (1) ذٰلِکَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ رَّبُّکَ مُھْلِکَ الْقُرٰی۔ (الانعام)
(2) ایحسب اَنْ لَّمْ یرہٗ احد (البلد)

یہ بھی پورے قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ اور دونوں جگہ مقطوع ہی ہیں۔

(9) اِنَّ مَا: یعنی اِنَّ (بکسر الھمز حرف مشبہ بالفعل) کو ما موصولہ کے ساتھ قرآن مجید میں صرف ایک جگہ قطع کر کے لکھو۔ یعنی اِنَّ مَاتوعدون لاٰتٍ وَّ ما انتم بمعجزین (انعام)

اِنَّمَا عِندَاللہِ (نحل) میں قطع اور وصل مختلف فیہ ہے۔ اس کا ذکر آئندہ شعر میں آرہا ہے۔ باقی سب جگہ میں انما موصول ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 84 میں اَمْ مَن کے تین مواقع، حَیْثُ مَا، اَنْ لَّم اور اِنَّ مَا کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۸۵) لَانْعَامِ وَالْمَفْتُوْحَ یَدْعُوْنَ مَعَا وَ خُلْفُ لَانْفَالِ وَ نَحْلٍ وَّقَعَا

ترجمہ: سورۃ انعام میں اور قطع کرو اَنَّمَا مَفْتُوْحَ الھمزہ کو یَدْعُوْنَ کے ساتھ دونوں جگہ۔ اور انفال اور نحل میں خلف واقع ہوا ہے۔

تشریح: وَقَعَا یا تو صیغہ واحد مذکر ہے۔ اور ضمیر فاعل خلف کی طرف راجع ہے۔ اور الف اطلاقی ہے۔ یا صیغہ تثنیہ ہے، کہ سورتین میں خلف واقع ہونے پر نظر کرتے ہوئے صیغہ تثنیہ لاتے ہیں۔

(9) اِنَّمَا سورۃ انعام میں چھ (6) جگہ واقع ہے۔ اب کون سا انما یہاں مراد ہے؟ ناظمؒ کے کلام سے اس کی تعین ظاہر نہیں ہوتی۔ حالانکہ تعین ضروری تھی۔

جواب: اس مراد پر قرینہ یہ ہے کہ اوپر عَمَّا نھوا، مِنْ مَّا بروم اور حَیْثُ مَا میں ما موصولہ ہی آیا ہے۔ دوسرا یہ کہ عام رسم کا قاعدہ بھی یہی ہے کہ مَا کافّہ موصول لکھا جاتا ہے۔ اور مَا موصولہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونکہ کلام کا اہم جز یعنی مسند الیہ ہے، اس لئے مقطوع مرسوم ہے۔ البتہ سورۃ ذٰریٰت و مرسلٰت والے انما توعدون میں موصول ہونا خلاف قیاس ہے۔ کیونکہ وہاں بھی ما موصولہ ہی ہے۔

(10) اَنَّ مَا: دو جگہ مقطوع ہے۔

(1) و اَنَّ مَا یدعون من دونہ ھو الباطل و ان اللہ ھو العلیُّ الکبیر (الحج)

(2) وَاَنَّ مَا یدعون من دونہ الباطل و ان اللہ ھو العلیُّ الکبیر۔ (لقمان)

یدعون معا سے یہی دونوں مراد ہیں۔

وَ خُلْفُ الْاَنْفَالِ وَ نَحْلٍ وَّقَعَا۔ یعنی اَنَّ مَا بفتح ھمزہ۔ انفال میں و اعلموا اَنَّمَا غنمتم میں بالخلف ہے۔ اور بکسر الھمزہ سورۃ النحل میں۔ یعنی اِنَّمَا عند اللہ میں بالخلف ہے۔ پہلے با ترتیب اِنَّ مَا بکسر ھمزہ اور اَنَّ مَا بفتح ھمزہ کے۔ وہ مواقع بیان فرمائے، جن میں باتفاق مصاحف وہ مقطوع ہیں۔

پھر مختلف فیہ مواقع کا ذکر کرتے ہوئے انفال میں اَنَّمَا کو پہلے اور نحل میں اِنَّمَا کو بعد میں بیان کیا۔ یعنی ترتیب بدل گئی۔ گویا لف نشر غیر مرتب ہوا۔ باقی سب جگہ اَنَّمَا باتفاق مصاحف موصول ہے۔ و خلف الانفال و نحل میں ناظمؒ کو اپنی مراد تعیین کے ساتھ بیان کرنی چاہیے تھی۔ کیونکہ دونوں سورتوں میں اِنَّمَا اور اَنَّمَا کے الفاظ متعدد آئے ہیں۔

صاحبِ جواہر النقیہ فرماتے ہیں کہ ناظمؒ کی مراد میں زیر بحث وہی اَنَّمَا ہے جس میں اَنَّ (بفتح الھمزہ بکسر الھمزہ) کے بعد ما موصولہ ہو۔ چنانچہ سورۃ انفال کے دو مواقع میں سے صرف انما غنمتم میں ما موصولہ ہے۔ اور نحل کے دس مواقع میں سے صرف ایک موقع میں اِنَّمَا بکسر الھمزہ میں ما موصولہ ہے۔ باقی تمام مواقع میں ما کافّہ ہے

خلاصہ: شعر نمبر 85 میں اِنَّ مَا، اَنَّ مَا کے مواقع کا بیان ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر: (۸۶) وَكُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ وَاخْتُلِفْ رُدُّوْا كَذَا قُلْ بِئْسَ مَا وَالْوَصْلَ صِفْ

ترجمہ: اور قطع کر کے لکھو كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ کو اور اختلاف کیا گیا ہے كَلَّمَا رُدُّوْا میں۔ اسی طرح (یعنی اختلاف کیا گیا ہے) قُلْ بِئْسَمَا میں اور وصل بیان کرو۔

تشریح: (واختلف فعل ماضی مجہول، رُدُّوْا نائب فاعل محلًا مرفوع۔

(11) كُلِّ مَا: وَ اٰتٰكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوْهُ (الابراهيم) میں لفظ كُلِّ مَا موصولہ سے مقطوع الرسم ہے۔

واختلف رُدُّوْا: كلّما رُدُّوْا الى الفتنة (النسآء) بعض مصاحف میں موصول اور بعض میں مقطوع پایا گیا ہے۔

ناظمؒ نے لفظ كُلَّ مَا مختلف فیہ صرف ایک بیان فرمایا ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ تین اور بھی ہیں۔

(1) كلّما دخلت امّة (الاعراف) (2) كلّما جآء امّة رسولها (مؤمنون)

(3) كلّما القى فيها فوج (ملک)۔ باقی سب جگہ موصول ہے۔

سوال: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ناظمؒ نے صرف ایک بیان کیا۔ باقی تین (3) مختلف فیہ کو کیوں بیان نہیں کیا؟

جواب: سورۃ نسآء والا كُلَّ مَا مختلف فیہ ہے۔ جس میں وصل و قطع کی دونوں جانبین مساوی ہیں کسی ایک جانب کو ترجیح حاصل نہیں۔ اور اعراف، مؤمنون اور ملک میں خلف تو ہے، مگر برائے نام۔ یعنی دونوں جانبین مساوی نہیں۔ بلکہ ان میں وصل ہی راجح ہے۔ اس لئے ناظمؒ نے ان کے خلف کو بیان کرنا غیر ضروری خیال فرمایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(12) بِئْسَمَا: قُلْ بِئْسَمَا یأمر کم بہ ایمانکم ان کنتم مؤمنین (بقرۃ) وصل و قطع میں خلف ہے۔ مگر وصل قوی تر اور اکثر ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 86 میں کُلِّ مَا کے اور بِئْسَمَا کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۸۷) خَلَفْتُمُوْنِیْ وَاشْتَرَوْا فِیْ مَا اقْطَعَا　　　اُوْحِیَ اَفَضْتُمُ اشْتَهَتْ یَبْلُوْ مَعَا

ترجمہ: (اور وصل بیان کرو) بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ اور بِئْسَمَا اشْتَرَوْا میں اور فِیْ کو مَا سے قطع کر کے لکھو۔ فِیْ مَا اُوْحِیَ، فِیْ مَا اَفَضْتُمْ اور فِیْ مَا اشْتَهَتْ میں اور دونوں یَبْلُوْا کے ساتھ۔

تشریح: اِقطعا اصل اِقطعَنْ صیغہ امر بانون خفیفہ ہے۔ حالت وقف میں نون خفیفہ الف سے بدل گیا۔ اوحی وزن بیت کے لئے یاء کو ساکن کر دیا گیا۔

قال بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ من بعدی (الاعراف)، بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بہ انفسھم (البقرۃ)۔ میں لفظ بئس ما کے ساتھ ملا کر لکھا ہوا ہے۔ باقی سب جگہ مقطوع ہے۔

(13) فِیْ مَا گیارہ (11) جگہ مقطوع ہے۔

(1) قل لا اجد فی ما اوحی الی (الانعام)　　　(2) فی ما افضتم فیہ (النور)

(3) وھم فی ما اشتھت انفسھم (الانبیآء)

(4) ولٰکن لیبلوکم فی ما اٰتٰکم فاستبقوا الخیرات (المائدہ)

(5) لیبلوکم فی ما اٰتٰکم (آخر الانعام)

انہیں دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ مَعًا۔

خلاصہ: شعر نمبر 87 میں بِئْسَمَا کے دو مواقع اور فِیْ مَا کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۸۸) ثَانِیْ فَعَلْنَ وَقَعَتْ رُوْمٌ کِلَا　　　تَنْزِیْلِ شُعَرَا وَ غَیْرَهَا صِلَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: دوسرے فعلن کے ساتھ واقعہ میں روم میں سورہ تنزیل (زمر) کے دونوں مواقع میں، شعراء میں اور شعراء کے علاوہ میں ملا کر لکھو۔

تشریح: صِلَا اصل میں صِلَنْ تھا۔

(6) فی مافعلن فی انفسھنّ من معروف (البقرۃ) ناظمؒ نے ثانی فرما کر اول یعنی فی مافعلن فی انفسھنّ بالمعروف کو نکال دیا۔ کیونکہ اس میں وصل ہے۔

(7) و ننشئکم فی مالا تعلمون۔ (الواقعہ)

(8) ھل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکآء فی ما رزقنکم (الروم)

(9) یحکم بینھم فی ما ھم (الزمر)

(10) انت تحکم بین عبادک فی ما کانوا (زمر) انہیں دونوں کے لئے کلا تنزیل فرمایا ہے۔

(11) اتترکون فی ما ھھنا امنین (الشعراء)

ان گیارہ (11) موقعوں میں فی ما سے مقطوع ہے۔ اور پھر غیرھا صلا میں فرماتے ہیں کہ ان کے ماسوا کو موصول لکھو۔ مگر غیرھا کی ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو احتمال ہیں۔

(1) ایک یہ کہ ضمیر کا مرجع وہ گیارہ (11) مواقع ہوں، جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اور مطلب یہ ہو کہ ان گیارہ (11) موقعوں میں تو فی ما سے مقطوع ہے۔ اور ان کے علاوہ باقی سب موقعوں پر موصول ہے۔

(2) دوسرا یہ کہ ضمیر کا مرجع صرف لفظ شعرآء ہو۔ اور مطلب یہ ہو کہ شعرآء والے کے علاوہ باقی دس (10) موقعوں میں موصول بھی لکھ سکتے ہو۔ اس معنی کی رو سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ شعرآء والے میں تو صرف قطع ہے۔ اور باقی موقعوں میں قطع اور وصل دونوں ہیں۔ ہاں! قطع

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اولیٰ ہے۔اوران گیارہ(11)کے علاوہ باقی سب بالاتفاق موصول ہیں۔یہ دوسرا احتمال ہی مختار اورراجح ہے۔

شعراء سے اوپر جن دس(10)موقعوں کا ناظمؒ نے ذکر فرمایا،ان کا حکم مقطوع بھی ہے۔جیسا کہ شروع میں فرمایا تھا"في ماقطعا"اور موصول بھی جیسا کہ "وغیرها صلا" سے نکلتا ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر88میں في ماکے چھ(6)مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر:(۸۹)فَاَيْنَمَا كَالنَّحْلِ صِلْ وَمُخْتَلِفْ فِي الشُّعَرَا الْاَحْزَابِ وَالنِّسَا وُصِفْ

ترجمہ: اور موصول لکھ فاینما کو (نحل کی اینما) کی طرح اور (یہی لفظ اینما) شعر آء، احزاب اور نسآء میں مختلف بیان کیا گیا ہے۔

تشریح: (مختلف اس کی ضمیر کا مرجع اینما ہے۔یا عبارت کی اصل و مختلف رسمہ ہے۔اور فی الشعراء الاحزاب والنسآء مجموعہ معطوفین اس کا ظرف ہے۔وُصِف ماضی مجہول ہے۔اور فاعل ضمیر مستتر ہے۔جو الاختلاف کے لئے ہے۔ای وُصِفَ الاختلاف فی کتب الرسم۔

(14)اینما:

(1)فاینما تُوَلُّوا فثَمَّ وجه الله۔(البقرة)

(2)اینما یوجهه(النحل)ان کو دو جگہ موصول لکھو۔

(3)این ما کنتم تعبدون(الشعرآء) (4)این ما ثقفوا(الاحزاب)

(5)این ما تکونوا یدرککم الموت(النسآء)

ان تینوں میں اختلاف ہے۔قرآن مجید کے بعض نسخوں میں مقطوع لکھا ہے اور بعض میں موصول۔ان پانچ کے علاوہ باقی سب جگہ مقطوع ہیں۔

خلاصہ: شعر نمبر89میں این ما کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شعر:(۹۰) وَصِلْ فَإِلَّمْ هُوْدَ اَلَّنْ نَجْعَلَا نَجْمَعَ كَيْلَا تَحْزَنُوْا تَأْسَوْا عَلٰى

ترجمہ: اور ملا کر لکھو فَإِلَّمْ کو سورۃ ھود میں اور اَلَّنْ نَجْعَلَ کو اور اَلَّنْ نَجْمَع کو لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا اور لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى کو۔

تشریح:

(15) اِلَّمْ: فَاِلَّمْ تستجيبوا لكم (هود) موصول ہے۔ پس ہود کی مقامِ وصل تعیین کے لئے اس سے نکل آیا کہ یہ لفظ تمام موقعوں میں مقطوع ہے۔

(16) اَلَّنْ: اَلَّنْ نَجْعَلَ لكم موعدًا۔ (الكهف) اور اَلَّنْ نَجمَعَ (القيامة) دونوں جگہ موصول ہے۔ دونوں لفظوں کی تخصیص سے اشارہ ہے کہ باقی سب جگہ اَنْ لَّنْ مقطوع ہے۔

(17) كَيْلَا: قرآن مجید میں چار (4) جگہ باتفاق مصاحف حرف كَيْ کو لَا کے ساتھ موصول لکھا گیا ہے۔ لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا (آل عمران) اور لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى ما فاتكم (الحديد)

خلاصہ: شعر نمبر 90 میں اِنْ لَّمْ اَلَّنْ اور كَيْلَا کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر:(۹۱) حَجٌّ عَلَيْكَ حَرَجٌ وَّ قَطْعُهُمْ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ مَنْ تَوَلّٰى يَوْمَ هُمْ

ترجمہ: تیسرا مقام سورۃ حج ہے اور چوتھا لِكَيْلَا يكون عليك حرج ہے۔ اور علماء رسم سے قطع ثابت ہے عَنْ مَنْ يَّشَآءُ، عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى اور يَوْمَ هُمْ میں۔

تشریح: وَ قَطْعُهُمْ مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے۔ هُمْ ضمیر قراء کی طرف راجع ہے۔

(3) لِكَيْلَا يعلم من بعد علمٍ شيئًا۔ (الحج)

(4) لِكَيْلَا يكون عليك حرج۔ (الاحزاب)

ان چار کے علاوہ باقی سب جگہ كَيْ لَا مقطوع ہے۔

(18) عَنْ مَّنْ: عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ (النور)، عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى (النجم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَنْ مَنْ قرآن مجید دو(2) ہی جگہ آیا ہے۔اور دونوں جگہ مقطوع ہی ہے۔

(19) یَوْمَ هُمْ: یوم ھم بارزون۔(المؤمن)، یوم ھم علی النار یفتنون۔(ذٰریت) دونوں جگہ مقطوع ہے۔باقی سب جگہ موصول ہے۔

سوال: ناظمؒ کے الفاظ میں ان کی مراد یعنی یوم ھم مقطوع کی تعبیر پر کوئی دلالت موجود نہیں، جس سے وصل و قطع کے مقامات کا تعین ہوتا؟

جواب: شارح یمنیؒ نے جواب دیا ہے کہ لفظ یوم سے ضمیر ھم کا قطع اس وقت مراد ہے، جب ضمیر ھم کی میم کا سکون وقفاً و صلاً ہر حال میں پایا جاتا ہو۔

یعنی ناظمؒ کے الفاظ میں ان کی مراد یوم ھم میں ھُم کی میم کا سکون وقف کی وجہ سے عارضی نہیں ہے۔بلکہ یہ کلمہ قرآنی کی حکایت کے لئے ہے۔گویا یوم ھم سے صرف وہ یوم ھم مراد ہے، جس میں ھم ضمیر کی میم قرآن مجید میں سکون کے ساتھ آئی ہے۔اس تقریر و تقیید سے باقی چار مواقع مقطوع ہونے سے خارج ہو گئے، جن میں لفظ یوم ضمیر ھم کی طرف مضاف ہے۔کیونکہ ان چاروں مواقع میں ضمیر ھم کے بعد لام تعریف کے واقع ہونے کی وجہ سے میم بجائے ساکن کے مضموم ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 91 میں کَیلَا، عَنْ مَنْ اور یَوْمَ هُمْ کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر:(۹۲) وَمَالِ هٰذَا وَالَّذِينَ هٰؤُلَا   تَحِيْنَ فِي الْاِمَامِ صِلْ وَ وُهِلَا

ترجمہ: اور (قطع ثابت ہے) مالِ ھٰذا میں۔اور فَمَا لِلَّذِیْنَ اور فَمَالِ ھٰؤلآء میں تَحِیْنَ کو مصحف امام (کی اتباع) میں موصول لکھو۔اور یہ وصل ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

تشریح: (وُهِلَا میں ضمیر نائب فاعل وصل کی طرف راجع ہے۔)

(20) مَالِ:

(1) مالِ ھٰذا الکتاب (الکھف)   (2) مالِ ھٰذا الرسول۔(الفرقان)

(3) فمالِ الذین کفروا۔(المعارج)   (4) فمالِ ھٰؤلآء القوم۔(النسآء)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان چار جگہوں میں باتفاقِ مصاحف لفظ مَا کے بعد لامِ جر کو مقطوع لکھا گیا۔ باقی سب جگہ موصول ہے۔ مالِ ھٰذا میں عموم ہے۔ سورہ کہف اور سورہ فرقان دونوں مراد ہیں۔

(21) لَاتَ حِيْنَ: وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ (ص)۔ علم رسم الخط کے امام کبیر ابو عبید قاسم بن سلامؒ سے روایت ہے کہ مصحفِ امام میں یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا وہ خاص قرآن مجید کا نسخہ جس میں آپ تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس میں "ت" حین سے موصول ہے۔ علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے خود قاہرہ میں مدرسہ فاضلیہ کے کتب خانہ میں اس مصحفِ خاص کی زیارت کی۔ اور اس میں امام کبیر ابو عبید قاسم بن سلامؒ کی روایت کے مطابق "ت" حین سے موصول ہے۔ مگر یہ رسم ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ تضعیف کی وجہ یہ ہے کہ باقی تمام مصاحف میں "ت" کو حین سے قطع کر کے ہی لکھا گیا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ رسم الخط کے اعتبار سے تو وصل و فصل دونوں صحیح ہیں۔ لیکن قراءات کے فن میں قراء سے صرف فصل منقول ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے رسم قراءات کے موافق ہونا چاہئے۔ فصل اولیٰ ہے۔ اور معمول و متواتر بھی ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 92 میں لامِ جارہ کا ھٰذا، الّذین اور ھٰؤلآء کے اور لات حین کے مقطوع اور موصول ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

شعر: (۹۳) وَوَزَنُوْهُمْ وَكَالُوْهُمْ صِلِ كَذَا مِنَ الْ وَيَا وَ هَا لَا تَفْصِلِ

ترجمہ: کالوھم اور اَوْوَزَنُوْھُمْ کو ملا کر لکھو۔ اسی طرح اَل، ھاء اور یاء سے (ان کے مابعد کو) جدا مت کرو۔

تشریح:

(22) کالوھم، وزنوھم: سورہ مطففین میں کالوھم اور اوْ وزنوھم موصول ہیں۔ یعنی دونوں میں واؤ کے بعد وہ الف فاصل نہیں لکھا گیا ہے، جو جمع کے واؤ کے بعد اکثر جگہ لکھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔(اگر الف لکھا ہوا ہو تو اس صورت میں یہ مقطوع کہلائیں گے۔کیونکہ الف کلمہ کی تمامی کو ظاہر کرتا ہے۔)

نوٹ: جواہر النقیہ میں ہے کہ قرآن مجید سے باہر کتابت کا اصول یہ ہے کہ واؤ جمع کے بعد الف فاصل لکھنا ضروری ہے۔اور صیغہ واحد وغیرہ میں واؤ متطرفہ کے بعد الف کا لکھنا وجوبی نہیں، صرف جوازی ہے۔ لیکن قرآنی رسم الخط میں واؤ متطرفہ اور واؤ جمع کے بعد ہر جگہ الف فاصل لکھا گیا ہے۔ مگر اس سے حسبِ ذیل کلمات مستثنیٰ ہیں۔

(ا): واؤ جمع کے بعد ذیل کے الفاظ میں "الف" نہیں لکھا گیا۔

جَآءُو، بَآءُو (جہاں بھی ہو) فَإِن فَآءُو (البقرة)، عَتَوْ عُتُوًّا (الفرقان)، والذین سَعَوْ فی اٰیٰتنا (سبا)، والذین تبوّءُ الدّار (الحشر)

(ب): واؤ اصلیہ متطرفہ کے بعد صرف ایک جگہ "الف" مرسوم نہیں۔

فأولٰئک عسی اللہ ان یّعفو عنھم (النسآء)۔

(ج): باتفاق مصاحف جو واؤ اسم مفرد میں علامت رفع ہو، بغیر الف کے لکھی جائے گی۔ جیسے لَذُو مغفرۃ، ذو عقاب، ذو الجلال وغیرہ۔

فائدہ: ناظمؒ نے کالوھم اور وزنوھم جو دو فعل ذکر کئے ہیں، یہ بطور مثال کے ہیں۔ باقی باب کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے۔

(1) واذا ما غضبوا ھم یغفرون۔ (الشوریٰ)

(2) کانوا ھم اشدّ منھم۔ (المؤمن)

(3) إنھم کانوا ھم اظلم۔ (نجم) میں الف فاصل کے ساتھ ہے۔

(23) أَلْ (24) ھَا (25) یَا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَلْ ھائے تنبیہ اور یائے ندائیہ کو بعد والے کلمہ کے سوا ادا کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ لَا تَفصِیل میں بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 93 میں وزنوھم، کالوھم، اَلْ، ھَا اور یَا کے مقطوع و موصول ہونے کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۱۔ اَلتَّاءُ وَ الْهَاءُ)

(تاء تانیث کے رسم کا بیان)

یہاں سے ناظمؒ تائے مطوّلہ کے مواقع بیان فرمارہے ہیں۔ یہ تاء اکثر موقعوں میں تو اپنی اصل کے موافق "ھاء" ہی کی شکل میں لکھی ہوتی ہے۔ البتہ بعض موقعوں میں دراز تاء "ت" کی صورت میں لکھی گئی ہے۔ پس جن موقعوں میں "ھاء" کی صورت میں مرسوم ہے، ان میں وقف ھاء کے ساتھ، اور جن موقعوں میں تاء کی صورت میں ہے، ان میں تاء کے ساتھ ہوتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہاں تانیث کی جس تاء کا ذکر ہے، اور جس کی رسم بیان کی گئی، اس سے مراد وہ تاء ہے، جو مفرد اسموں کے آخر میں ہو۔ اور ہو بھی اسم ظاہر کی طرف مضاف۔ جیسے رحمت اللہ، نعمت ربک، إمرات العزیز وغیرہ۔ کیونکہ یہی وہ تاء ہے، جس کی اسم دو (2) طرح سے آئی ہے۔

نوٹ: (1) وہ تاء جو فعل کے آخر میں ہو۔ جیسے قالت، جاءت

(2) وہ تاء جو جمع مؤنث کے لئے ہو۔ جیسے الصلحت، السیئت

(3) وہ تاء جو ہو تو اسم مفرد ہی کے آخر میں، لیکن ضمیر کی مضاف ہو۔ جیسے مِنْ رَّحْمَتِهٖ، نِعْمَتَهٗ، نِعْمَتِيْ وغیرہ۔ یہ تینوں قسم کی تاء ہر جگہ دراز تاء "ت" کی صورت میں لکھی جاتی ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) وہ تاء جو اسم مفرد کے آخر میں ہو، لیکن مضاف نہ ہو۔ جیسے رحمة، بقیة، لَهُمُ اللَّعنةُ وغیرہ۔ تو ہر جگہ "ھاء" ہی کی صورت میں لکھی جاتی ہے۔

چونکہ تانیث کی ھاء گول تاء "ۃ" کی شکل اکثر موقعوں میں ہے۔ اور دراز تاء "ت" کی صورت کم موقعوں میں ہے۔ اس لئے ناظمؒ نے اختصار کے پیش نظر ثانی شق کو بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا بیان کردہ موقعوں میں تو وقف تاء کے ساتھ ہوگا۔ اور باقی تمام موقعوں میں خواہ وہ ان بیان کردہ الفاظ ہی کے دوسرے مواقع ہوں، یا دوسرے الفاظ ہوں۔ سب پر ھاء کے ساتھ وقف ہوگا۔

شعر: (۹۴) وَرَحْمَتُ الزُّخْرُفِ بِالتَّا زَبَرَہْ لَاعْرَافِ رُوْمٍ ہُوْدَ کَافِ الْبَقَرَہْ

ترجمہ: اور سورۃ زخرف، اعراف، روم، ہود، کٓھٰیٰعٓصٓ (سورۃ مریم) اور سورۃ بقرہ میں لفظ رحمت کو اہل رسم نے تاء کے ساتھ لکھا ہے۔

تشریح: زَبَرَہ یعنی کَتَبَہٗ ضمیر فاعل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا اہل الرسم کی طرف راجع ہے۔ اور ضمیر مفعول رحمت کی طرف راجع ہے۔ تیرہ (13) کلمات اکتالیس (41) جگہ آئے ہیں۔

(1) رحمت سات جگہ	(2) نعمت گیارہ جگہ	(3) لعنت دو جگہ
(4) امرأت سات جگہ	(5) معصیت تین جگہ	(6) شَجَرَت ایک جگہ
(7) سنت پانچ جگہ	(8) قُرَّت ایک جگہ	(9) جَنَّت ایک جگہ
(10) فطرَت ایک جگہ	(11) بَقِیَّت ایک جگہ	(12) اِبنَت ایک جگہ
(13) کلمت ایک جگہ		

(1) رحمت:

(1) اھم یقسمون رحمت ربک۔ (الزخرف)

(2) ورحمتُ ربک خیر مِمّا یجمعون۔ (الزخرف)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(3) اِنَّ رحمت اللّٰہِ قریبٌ مِّنَ الْمحسنین۔ (الاعراف)
(4) فانظر الٰی اٰثر رحمت اللّٰہ۔ (الروم)
(5) رحمتُ اللّٰہِ وبرکاتہ علیکم اھل البیت۔ (ھود)
(6) ذِکرُ رحمتِ ربک عبدہٗ زکریّا۔ (مریم)
(7) یَرْجُوْنَ رحمتَ اللّٰہ۔ (البقرۃ)

ان سات جگہ تائے مطولہ یعنی دراز تاء "ت" کے ساتھ ہے۔ لہٰذا وقف بھی "ت" ہی کے ساتھ ہوگا۔ باقی سب جگہ تائے مدوّرہ یعنی گول تاء "ۃ" ہے۔ لہٰذا وقف ھاء کے ساتھ ہوگا۔

نوٹ: پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ کلمات مراد ہیں، جو اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں۔ اسی سے تعیین بھی ہوگی۔ یعنی اور بھی اس جیسے الفاظ آئے ہوں، تو وہ اسم ظاہر کی طرف مضاف نہیں ہوں گے۔

خلاصہ: شعر نمبر 94 میں لفظ رحمت کی تاء کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۹۵) نِعْمَتُھَا ثَلٰثُ نَحْلٍ اِبْرَھَمْ مَعًا اَخِیْرَاتٍ عُقُوْدُ الثَّانِ ھَمّْ

ترجمہ: سورۃ بقرہ کا لفظ نعمت اور سورۃ نحل کے تین الفاظِ نعمت اور سورہ ابراہیم کے دونوں اس حال میں کہ (یہ چھ الفاظِ نعمت) آخر میں آنے والے ہیں۔ اور عقود کا دوسرا لفظ نعمت جو ھَمَّ کے ساتھ ہے۔

تشریح: نعمتھا کی ضمیر کا مرجع البقرۃ ہے۔

اِبْرَھَم: لفظ ابراہیم میں کئی لغتیں ہیں۔ ایک لغت اِبْرَھَم بھی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نعمت:

(1) واذکروا نعمت اللّٰہِ علیکم۔ (البقرۃ)

(2) وبنعمت اللّٰہِ ھم یکفرون۔ (النحل)

(3) یعرفون نعمت اللّٰہ۔ (النحل)

(4) واشکروا نعمت اللّٰہ۔ (النحل)

(5) بدّلوا نعمت اللّٰہِ۔ (ابراھیم)

(6) وإن تعدّوا نعمت اللّٰہِ لا تحصوھا۔ (ابراھیم)

(7) أذکروا نعمت اللّٰہِ علیکم اذھمّ قوم۔ (المائدہ)

اخیرات سے مراد سورہ بقرہ، سورہ نحل اور سورہ ابراہیم کے اخیر والے لفظ نعمت میں یہ قاعدہ ہے۔اوران مذکورہ مقامات کے علاوہ جو کلمات ہیں، وہ گول تاء "ۃ" کے ساتھ ہیں۔

خلاصہ: شعر نمبر 95 میں لفظ نعمت کے گیارہ (11) مقامات میں سے سات (7) مقامات کا ذکر کیا گیا ہے۔

شعر: (۹۶) لُقْمَانُ ثُمَّ فَاطِرٌ وَالطُّوْرِ عِمْرَانَ لَعْنَتٌ بِهَا وَالنُّوْرِ

ترجمہ: (اور نعمت مرسوم بالتآء والی سورت) سورۃ لقمان ہے۔پھر سورۃ فاطر مانند سورۃ طور کے ہے۔(اور نعمت والی سورۃ) سورہ آل عمران بھی ہے۔اور لعنَت (مرسوم بالتاء) سورۃ آل عمران اور سورہ النور میں ہے۔

تشریح: (بھا کی ضمیر کا مرجع آل عمران ہے)۔

(8) تجری فی البحر بنعمت اللّٰہِ۔ (لقمن)

(9) یا أیھا الناس اذکروا نعمت اللّٰہ علیکم۔ (الفاطر)

(10) فما أنت بنعمتِ ربِک بکاھنٍ وّ لا مجنون۔ (الطور)

(11) واذکروا نعمت اللّٰہ علیکم اذ کنتم۔ (آل عمران)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ گیارہ(11)مواقع کے علاوہ باقی تمام قرآن مجید میں نِعْمَةٌ بصورت ھاء ہے۔

(2)لعنت:

(1)	فنجعل لعنتَ الله علی الکذبین۔	(آل عمران)
(2)	والخامسة ان لعنتَ الله علیه۔	(النور)

ان دو(2) کے علاوہ باقی تمام قرآن مجید میں لعنت ھاء کے ساتھ مرسوم ہے۔

سوال: حضرت ناظمؒ نے آل عمران والے لفظ لعنت کی کوئی قید نہیں لگائی، کہ کون سا مراد ہے؟

جواب: حضرت ناظمؒ کی مراد وہ لفظ ہے، جس کا مضاف الیہ صرف لفظ اللہ ہو۔ یعنی فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین مراد ہے۔ اس کے علاوہ لعنةَ اللہ و الملٰئکة و النّاس اجمعین میں مضاف الیہ لفظ اللہ، ملائکہ اور الناس تینوں ہیں۔

چنانچہ اس قید پر قرینہ لفظ لعنت اللہ سورۃ النور والا ہے۔ جس میں مضاف الیہ صرف لفظ اللہ ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 96 میں لفظ نعمت کے چار اور لفظ لعنت کے دو مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر:(۹۷)وَامْرَأَتٌ يُوْسُفَ عِمْرَانَ الْقَصَصْ تَحْرِيْمُ مَعْصِيَتْ بِقَدْ سَمِعْ يُخَصْ

ترجمہ: اور لفظ(أمرأت) سورۃ یوسف، آل عمران، قصص اور سورۃ تحریم میں (تاء طویلہ کے ساتھ مرسوم ہے)(اور)لفظ معصیت قد سَمِعَ کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے۔

تشریح: یخص کی ضمیر کا مرجع معصیت ہے۔

(2)أمرأت:

(1)	أمرأت العزیز تراود فتٰها۔	(یوسف)
(2)	قالتِ أمرأت العزیز الآن۔	(یوسف)
(3)	اذ قالت أمرأت عمران۔	(آل عمران)
(4)	وقالت أمرأت فرعون قرّة۔	(قصص)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) أمرأت نوح۔ (التحریم)

(6) أمرأت لوط۔ (التحریم)

(7) أمرأت فرعون۔ (التحریم)

مذکورہ سات (7) مواقع کے علاوہ ہر جگہ گول تاء "ۃ" کے ساتھ ہے۔

نوٹ: لفظ أمرأت جہاں زوج (شوہر) کے ساتھ مذکور ہوگا، وہاں دراز تاء "ت" کے ساتھ مرسوم ہوگا۔ اور جہاں شوہر کے ساتھ مذکور نہ ہو، وہاں گول تاء "ۃ" کے ساتھ مرسوم ہوگا۔ جیسے أمرأۃ خافت یہ قاعدہ کلیہ ہے۔ (المنح الفکریہ)

(5) معصیت: لفظ معصیت پورے قرآن مجید میں صرف انہیں دو (2) جگہوں میں آیا ہے۔ اور دونوں جگہ دراز تاء "ت" سے مرسوم ہے۔

یُخَصّ سے یہی مراد ہے۔

(1) ویتناجون بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول۔ (المجادلة)

(2) فلاتتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیت الرسول۔ (المجادلة)

خلاصہ: شعر نمبر 97 میں لفظ امرأت اور معصیت کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۹۸) شَجَرَتُ الدُّخَانِ سُنَّتْ فَاطِرِ کُلًّا وَّالۡاَنۡفَالِ وَأُخۡرٰی غَافِرِ

ترجمہ: اور مرسوم کلمات میں سے سورۃ الدخان کا لفظ (شجرت) اور سورۃ الفاطر میں سنت کے تمام الفاظ اور لفظ سنت سورہ الانفال میں اور سورہ غافر میں آخری لفظ سنت ہے۔

تشریح:

(6) شجرت: إنّ شجرت الزّقوم۔ (الدخان)۔ صرف اسی جگہ دراز تاء "ت" کے ساتھ ہے۔ باقی ہر جگہ گول تاء "ۃ" کے ساتھ مرسوم ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(7)سنت:

(1) فهل ينظرون الّا سنّت الاوّلين۔ (فاطر)

(2) فلن تجد لسنّت اللّٰه تبديلا۔ (فاطر)

(3) ولن تجد لسنّت اللّٰه تحويلًا۔ (فاطر)

(4) فقد مضت سنّت الاوّلين۔ (الانفال)

(5) سنّت اللّٰه الّتى قد خلت فى عباده۔ (الغافر)

ان پانچ (5) مواقع کے علاوہ ہر جگہ لفظ سنة مرسوم بالھاء ہے۔

أُخرٰى غَافِرٍ: یعنی سورۃ الغافر (المؤمن) کے بالکل ختم پر جو لفظ سنت ہے، یہ قید خوب وضاحت کے لئے ہے۔ نہ کسی دوسرے لفظ کو نکالنے کے لئے۔ کیونکہ یہ لفظ اس سورۃ میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 98 میں لفظ شجرت اور سنت کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۹۹) قُرَّتُ عَيْنٍ جَنَّتٌ فِيْ وَقَعَتْ فِطْرَتُ بَقِيَّتُ وَابْنَتٌ وَكَلِمَتْ

ترجمہ: (اور کلمات مرسوم بالتاء میں سے) قُرَّتُ عَيْنٍ ہے اور جَنَّتٌ جو سورۃ الواقعہ میں ہے۔ (اور) فِطْرَتْ، بَقِيَّتْ، اِبْنَتْ اور كَلِمَتْ ہیں۔

تشریح:

(8) قُرَّتْ: قُرَّتُ عينٍ لّى ولك۔ (القصص) صرف ایک جگہ دراز تاء "ت" ہے۔ باقی ہر جگہ گول تاء "ۃ" ہے۔

(9) جَنَّتْ: فروح وّ ريحان وّ جَنَّتُ نعيم۔ (الواقعه)۔ صرف ایک جگہ دراز تاء "ت" ہے۔ باقی ہر جگہ گول تاء "ۃ" ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(10) فِطْرَت: پورے قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اور وہ بھی دراز تاء "ت" سے۔ فِطْرَتَ اللهِ الَّذِی فطر النَّاس جمیعًا۔ (الروم)

(11) بَقِیَّت: صرف ایک جگہ دراز تاء "ت" ہے۔ باقی ہر جگہ گول تاء "ۃ" ہے۔ بقیّت الله خیز لکم ان کنتم مؤمنین۔ (ھود)

(12) اِبْنَت: پورے قرآن مجید میں صرف ایک جگہ آیا ہے۔ اور وہ بھی دراز تاء "ت" سے۔ و مریمَ ابْنَتَ عمران۔ (التحریم)

(13) کلمت: صرف ایک جگہ دراز تاء "ت" ہے۔ باقی ہر جگہ گول تاء "ۃ" ہے۔ و تمّت کلمتُ ربک الحسنی۔ (الاعراف)

خلاصہ: شعر نمبر 99 میں قُرّت، جَنَّت، فِطرت، بَقِیَّت، اِبْنَت اور کَلِمَت کی دراز "ت" کے مواقع بیان کئے گئے ہیں۔

شعر: (۱۰۰) اَوْسَطَ لَاعْرَافِ وَكُلُّ مَا اخْتُلِفْ جَمْعًا وَّفَرْدًا فِيْهِ بِالتَّاءِ عُرِفْ

ترجمہ: وسط اعراف میں، اور تمام وہ الفاظ کہ جن میں جمع اور مفرد کا اختلاف (قراءت) ہوا ہو۔ وہ الفاظ تاء کے (رسم کے) ساتھ ہی پہچانے گئے ہیں۔

تشریح: عُرِف کی ضمیر کا مرجع کلّ ہے۔

اَوْسَطَ: ناظمؒ نے اوسط محض محلِ وقوع کی وضاحت کے لئے فرمایا ہے۔ قید احترازی کے طور پر نہیں۔ جیسے و اُخریٰ غافِر میں لفظ اُخریٰ لایا گیا تھا۔

و کُلّ مَا اخْتُلِف: ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ہر وہ کلمہ جس میں تائے تانیث کے مفرد اور جمع پڑھنے میں قُرّاء کا اختلاف ہو، وہ کلمہ بھی دراز تاء "ت" سے لکھا جائے گا۔ سات (7) الفاظ ہیں، جو بارہ (12) جگہ آئے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1)(اٰیٰت، اٰیَۃٌ) (2)(غَیٰبٰت، غَیٰبَۃٌ) (3)(غُرُفٰت، غُرْفَۃٌ)
(4)(بَیِّنٰت، بَیِّنَۃٌ) (5)(جِمٰلٰت، جِمٰلَۃٌ) (6)(ثَمَرٰات، ثَمَرَۃٌ)
(7)(کَلِمٰت، کَلِمَۃٌ)

(1) اٰیٰت للسآئلین۔ (یوسف)۔ اس کو ابن کثیر واحد جبکہ باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

(2) لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ۔ (العنکبوت)۔ اس کو ابن کثیر، شعبہ، حمزہ کسائی واحد جبکہ باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

(3) وَ اَلْقُوْهُ فِی غَیٰبَتِ الْجُبِّ۔ (یوسف)

(4) ان یّجعلوہ فی غیٰبت الجب۔ (یوسف)

ان دونوں کو امام نافعؒ جمع جبکہ باقی قراء واحد پڑھتے ہیں۔

(5) وھم فِی الْغُرُفٰتِ امنون۔ (سبا)

اس کو امام حمزہؒ واحد جبکہ باقی جمع پڑھتے ہیں۔

(6) فھم فی بیّنٰتٍ مّنه۔ (فاطر)

اس کو ابن کثیر، ابو عمرو، حفص اور حمزہ واحد جبکہ باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

(7) جِمٰلٰتٌ صُفْرٌ۔ (المرسلٰت)

اس کو حفص، کسائی اور حمزہ واحد جبکہ باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

(8) وَمَا تخرُجُ مِن ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَکْمَامِهَا۔ (خٰم سجدہ)

اس کو نافع، ابن عامر اور حفص، جمع جبکہ باقی قراء واحد پڑھتے ہیں۔

(9) وَتَمَّتْ کلمت ربک صِدقًا وّ عدلًا۔ (الانعام)

اس کو عاصم، کسائی اور حمزہ واحد جبکہ باقی قراء جمع پڑھتے ہیں۔

(10) و کذٰلک حقت کَلِمَتُ ربک علی الذین فسقوا (یونس)

(11) انّ الّذین حقت علیھم کلمت ربک لا یؤمنون۔ (یونس)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(12) وكذلك حقت كلمت ربك على الذين كفروا (المؤمن)

ان تینوں کو امام نافعؒ اور ابن عامرؒ نے جمع جبکہ باقی قراء نے واحد پڑھا ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 100 میں لفظ کلمت کا ایک موقع اور اس کے بعد ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے۔

◆□◆□◆

(۱۲۔ هَمزَةُ الوَصل)

(ہمزہ وصل کا بیان)

شعر: (۱۰۱) وَابْدَأْ بِهَمْزِ الْوَصْلِ مِنْ فِعْلٍ بِضَمّ ۔ اِنْ كَانَ ثَالِثٌ مِّنَ الْفِعْلِ يُضَمّ

ترجمہ: اور فعل کو ہمزہ وصلیہ مضمومہ کے ساتھ شروع کرو، اگر فعل کا تیسرا حرف مضموم ہو

تشریح: یُضَمّ کی ضمیر کا مرجع ثَالِث ہے۔

خلاصہ: اس باب میں فعل کے ہمزہ وصلی (مضموم) کی حرکت کا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔

ہمزہ کی قسمیں: ہمزہ کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) ہمزہ اصلی (2) ہمزہ زائدہ

(1) ہمزہ اصلی: ہمزہ اصلی وہ ہمزہ ہے، جو اصلیہ یعنی "فاء، عین، لام" ان تینوں میں سے کسی ایک حرف کے مقابلہ میں واقع ہو۔ مثلاً: أَمَرَ، سَئَلَ اور بَدَأَ کا ہمزہ۔

(2) ہمزہ زائدہ: ہمزہ زائدہ وہ ہمزہ ہے، جو ان حرفوں میں سے کسی کے مقابلہ میں نہ ہوں۔ مثلاً: أَمَنَ، اِیْمَانًا، اُمْرُءٍ اور اِمْرَءَةٌ کے شروع کا ہمزہ۔

ہمزہ زائدہ کی قسمیں: ہمزہ زائدہ کی دو (2) قسمیں ہیں۔ (1) قطعی (2) وصلی

(1) ہمزہ قطعی: ہمزہ قطعی یہ ہے کہ ابتداء اور وصل دونوں حالتوں میں باقی رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2)ہمزہ وصلی: ہمزہ وصلی یہ ہے کہ ابتداء میں تو پڑھا جائے، اور درجِ کلام میں ساقط ہو جائے۔

اِنْ كَانَ ثَالِثٌ: فعل میں ہمزہ وصل کا قاعدہ یہ ہے، کہ اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ اصلی ہو، تو فعل کا ہمزہ مضموم ہوگا۔ مثلاً: اُنْصُرُوْا، اُذْكُرُوْا۔

(اور اگر فعل کے تیسرے حرف پر ضمہ عارضی ہو، تو ہمزہ وصلی مکسور ہوگا۔ مثلاً: اِمْشُوْا جو کہ اصل میں اِمْشِيُوْا تھا۔)

شعر:(۱۰۲)وَاكْسِرْهُ حَالَ الْكَسْرِ وَالْفَتْحِ وَفِيْ لَاسْمَاءِ غَيْرِ اللَّامِ كَسْرُهَا وَفِيْ

ترجمہ: اور ہمزہ وصل کو مکسور پڑھو (تیسرے حرف) کسرہ اور فتحہ کی حالت میں۔ اور سوائے لامِ تعریف کے اسماء (مصادر) میں، ہمزہ وصل پر کسرہ ہی ہوتا ہے۔

تشریح: اِكْسِرْهُ اور كَسْرُهَا: دونوں کی ضمیر کا مرجع باوجودیکہ ایک ہی ہے۔ یعنی همزِ الوصل۔ لیکن اس پر بھی تذکیر وتانیث کا فرق یا تو اس لئے ہے کہ حروف میں یہ دونوں جائز ہیں اور یا اس لئے ہے کہ پہلے موقع میں ضمیر همزِ کے لحاظ سے ہے۔ اور دوسرے موقع میں همزۃ کے اعتبار سے۔ کیونکہ یہ حرف دونوں ہی طرح مستعمل ہے۔ (المقدمۃ الشریفیہ)

حال الكسر الفتح: اگر فعل کے تیسرے حرف پر کسرہ یا فتحہ ہو، تو ہمزہ وصلی مکسور ہوگا۔ مثلاً: اِضْرِبُوْا، اِضْلُوْهَا وغیرہ۔

فائدہ: قرآن مجید میں افعال کی یہی چار صورتیں پیش آتی ہیں۔ جنہیں شعر نمبر 101 کے دوسرے مصرع میں اور شعر نمبر 102 کے پہلے مصرع میں بیان کر دیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الاسمآء: اسماء سے مراد اسماءِ مصادر ہیں۔یعنی جس ماضی میں پانچ (5) یا چھ(6) حروف ہوں،اس کے مصدر میں ہمزہ وصل مکسور ہوگا۔ مثلًا:اِنتِقَامْ، انفصال،استغفار، ابتغآء، افترآء،اختلاف وغیرہ۔

اور جس ماضی میں چار حروف ہوں،اس کے مصدر میں ہمزہ قطعی ہوگا۔مثلًا: اِخراج،اِیمان،اِطعام وغیرہ

اور اگرماضی میں تین حروف ہوں، تو مصدر میں ہمزہ اصلی ہوگا۔ مثلًا: اَلْاَمْرُ، اَلاَمْنُ، اِفکَ، بِاِذْنِ اللّٰہِ وغیرہ۔

ہمزہ وصل اسمآء قیاسی اور سماعی دونوں میں ہوتاہے۔اسماء سماعی کاذکر شعر نمبر 103 میں آرہاہے۔اور اسماء قیاسی سے مراد یہ ہے، کہ جو مصدر کہ اس کے الف کے ماسوااس کے فعلِ ماضی میں چار حروف زیادہ ہوں،تواس کاہمزہ مکسور ہوتاہے۔اور یہ گیارہ(11)الفاظ ہیں۔

(1)افتعال	(2)استفعال	(3)انفعال	(4)افعلال
(5)افعیلال	(6)افتیعال	(7)افعوّال	(8)افعنلال
(9)افعلّال	(10)افعیعال	(11)اِفعنلاء	

لیکن افعیعال، افعوّال، افعنلال اور افعلّال اِقْشِعْرَار میں سے قرآن مجید میں صرف افعلّال آیاہے۔فاذاطمانتم فاقیمواالصلوۃ،اشمازت قلوب الذین۔

غیراللام:یعنی لام تعریف کا ہمزہ وصلی ہمیشہ مفتوح ہوتاہے۔مثلًا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَلرَّحْمٰن وغیرہ۔

نوٹ:لام تعریف والے ہمزہ وصل پر کون سی حرکت آئے گی،یہ شعر نمبر102 میں واضح نہیں ہورہا؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہمزہ وصل کی تین حرکات میں سے پہلے ضمہ اور کسرہ کی وضاحت ہو گئی۔ پھر اس کے بعد لامِ تعریف کو بیان کیا۔ اور اس کے ہمزہ وصل کی حرکت کو بیان نہیں کیا۔ لہٰذا ضمہ اور کسرہ کے علاوہ حرکت (فتحہ) لامِ تعریف والے ہمزہ کی سمجھو۔

خلاصہ: شعر نمبر 102 کے پہلے مصرع میں فعل کے ہمزہ وصلی (مکسورہ) کا قاعدہ بیان کیا گیا ہے۔ اور دوسرے مصرع میں اُن اسماء کے ہمزہ وصلی کا بیان ہے، جن کے شروع میں اَل نہ ہو۔

شعر: (۱۰۳) اِبْنٍ مَّعَ ابْنَةِ امْرِئٍ وَّ اثْنَيْنِ وَامْرَأَةٍ وَّاسْمٍ مَّعَ اثْنَتَيْنِ

ترجمہ: (اور ہمزہ وصل کا کسرہ اسماء جامدہ میں سے) ابنٍ میں مَعَ ابْنَتٍ، اُمْرِیءٍ، اور اثْنَیْن اور امْرَأَۃ اور اسْمٍ میں مَعَ اثْنَتَیْن کے ہے۔

خلاصہ: شعر نمبر 103 میں ان اسماء کا بیان ہے، جن کے شروع میں اَلْ نہیں۔ (یعنی ہمزہ وصلیہ سماعیہ جن اسماء کے شروع میں آتا ہے، ایسے اسماء معدود چند ہیں۔ جو کہ شعر میں مذکور ہیں)۔ اور ان کا ہمزہ وصلی مکسور ہے۔

فائدہ: یہ سات (7) اسماء قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ان کے علاوہ کلامِ عرب میں تین اسماء اور بھی مستعمل ہیں۔

(1) اَیْمُ (2) اِسْتٌ (3) اِبْنُمٌ

لیکن آخر الذکر کوئی علیحدہ کلمہ نہیں ہے۔ ابنٌ میں میم کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

تفصیل کے لئے التحفۃ المرضیہ اور جواھر النقیہ کا مطالعہ کریں۔

◆□◆□◆

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۱۳۔ اَلْوَقْفُ عَلٰى أَوَاخِرِ الْكَلِمِ)

(روم اور اشمام کا بیان)

شعر:(۱۰۴) وَحَاذِرِ الْوَقْفَ بِكُلِّ الْحَرَكَهْ إِلَّا إِذَا رُمْتَ فَبَعْضُ الْحَرَكَهْ

ترجمہ: اور پوری حرکت کے ساتھ وقف کرنے سے، مگر جس وقت کہ روم کرو، تو حرکت کا کچھ حصہ پڑھو۔

تشریح: بکلِ الحرکہ: یہاں سے وقف بالاسکان ثابت ہو رہا ہے۔

فبعض الحرکۃ: یعنی وقف بالروم میں حرکت کا تہائی حصہ ظاہر ہوتا ہے۔

کیفیت وقف کی قسمیں: کیفیت وقف کی چار (4) قسمیں ہیں۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) وقف بالاسکان (2) وقف بالرّوم (3) وقف بالاشمام (4) وقف بالابدال

خلاصہ: شعر نمبر 104 میں کیفیت وقف کا بیان ہے۔ (کہ کامل حرکت پر وقف نہ کیا جائے، بلکہ موقوف علیہ ساکن کیا جائے۔ البتہ اگر روم کیا جائے، تو بعض حرکت (تہائی) ادا کی جائے گی۔)

شعر:(۱۰۵) إِلَّا بِفَتْحٍ أَوْ بِنَصْبٍ وَّاشِمْ إِشَارَةً بِالضَّمِّ فِيْ رَفْعٍ وَّضُمْ

ترجمہ: مگر فتحہ یا نصب میں نہیں۔ اور رفع یا ضمہ میں انضمام شفتین کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے وقف بالاشمام کر۔

تشریح خلاصہ: شعر نمبر 105 کے پہلے مصرع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ روم، فتحہ نصب (حرکت بنائی واعرابی) میں نہیں ہوتا۔ دوسرے مصرع میں طریقہ اشمام اور محل اشمام بیان کیا گیا ہے۔ وہ مواقع جن میں صرف وقف بالاسکان ہی ہوتا ہے، وہاں روم اور اشمام جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) موقوف علیہ پر سکون اصلی کا ہونا جیسے: فَحَدِّثْ، فَانْصَبْ وغیرہ۔

(2) موقوف علیہ کا مفتوح یا منصوب ہونا جیسے: الْعٰلَمِینَ، لَا رَیْبَ، والعینَ، وتِلْکَ وغیرہ۔

(3) وہ "ہاء" جو تانیث کی وجہ سے وقفاً اسماء کے آخر میں آئے گی۔ جیسے: بَیِّنَۃٍ، رحمَۃٍ، اٰیَۃٌ، الملٰئکۃ وغیرہ۔

(4) جو حرف اجتماع ساکنین کی وجہ سے متحرک ہو جائے، اس حرف پر وقف بھی صرف اسکان کے ساتھ ہی ہوگا۔ جیسے میم جمع پر اجتماع ساکنین کی صورت میں ضمہ آجانے کی وجہ سے روم اور اشمام نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ ضمہ عارضی ہے۔ جیسے: وعندھم التَّوْرٰۃ۔

اسی طرح واؤ لین جمع پر اجتماع ساکنین کی صورت میں جو ضمہ آتا ہے، وہ بھی عارضی ہوتا ہے۔ اس لئے واؤ لین جمع پر بھی اسی صورت میں وقف بالاسکان ہی ہوگا۔ جیسے: اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ میں اشتَرَوا کے واؤ پر۔ دَعَوُا اللّٰہَ میں دَعَوْا کے واؤ پر وقف بالرّوم اور وقف بالاشمام نہیں ہوگا۔

اسی طرح اجتماع ساکنین کی صورت میں کسرہ عارضی آنے پر بھی وقف بالرّوم نہیں ہوگا، بلکہ صرف وقف بالاسکان ہوگا۔ جیسے قُلِ ادْعُوْا میں قل پر اِو ادْعُوا میں اَوْ پر۔ اسی طرح حینئذٍ اور یومئذٍ میں بھی صرف وقف بالاسکان ہی ہے۔ کیونکہ ذال کا کسرہ تنوین عوض کے الحاق کی وجہ سے عارض ہوا ہے۔ تنوین وقف میں زائل ہوگی، تو ذال اپنی اصلی حالت یعنی سکون کی طرف لوٹ جائے گی۔

سوال: کیا ہاء ضمیر میں صلہ حالت وقف میں بھی ہوتا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب: وقف میں صلہ نہیں کیا جاتا۔ہاء ضمیر میں وقف بالاسکان مطلقاً تمام قرّاء کے لئے جائز ہے۔البتہ وقف بالروم اور وقف بالاشمام میں قرّاء کا اختلاف ہے۔

(1): ایک جماعت کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے۔

(2): دوسری جماعت کے نزدیک ہر حال میں ناجائز ہے۔

(3): تیسری جماعت کے نزدیک جس وقت ہاء ضمیر کے ماقبل واؤ ساکنہ (مدّہ یالین) یا یائے ساکنہ (مدّہ یالین) یاضمہ اور کسرہ نہ ہو۔یعنی ہاء ضمیر سے پہلے الف مدّہ یافتحہ یاحرف صحیح ساکن ہو، تو اس وقت وقف بالرّوم اور وقف بالاشمام جائز ہے۔پہلی چار صورتوں میں وقف بالروم اور وقف بالاشمام ناجائز ہے۔یہی مذہب معتدل اور پسندیدہ ہے۔

◆□◆□◆

(۱۴۔اَلْخَاتِمَة)

شعر:(۱۰۶) وَقَدْ تَقَضّٰی نَظْمِيَ الْمُقَدِّمَهْ   مِنِّي لِقَارِئِ الْقُرْآنِ تَقْدِمَهْ

ترجمہ: اور بے شک میرا اس مقدمۃ کو نظم کرنا ختم ہوا۔یہ میری طرف سے قرآن پڑھنے والوں کو تحفہ ہے۔

تشریح: نَظْمِيْ: یہ فاعل ہے تَقَضّٰی کا۔

مُقَدِّمَه: یہ اس رسالے کا نام ہے۔جیسا کہ شعر نمبر 4 میں مذکور ہے۔

قاری: اس سے مراد جنس قاری ہے۔یعنی تمام دنیا کے قرّاء کے لئے حضرت ناظمؒ نے یہ تحفہ پیش کیا ہے۔اور آپ کے اخلاص سے عرب اور عجم میں مقبول ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ: شعر نمبر 106 کے پہلے مصرع میں نظم رسالہ کی تکمیل کا بیان ہے۔اور دوسرے مصرع میں اسی رسالہ کو قاری کے لئے تحفہ قرار دیا گیا ہے۔

شعر:(۱۰۷) اَبْيَاتُهَا قَافٌ وَّزَايٌ فِي الْعَدَدْ مَنْ يُّحْسِنِ التَّجْوِيْدَ يَظْفَرْ بِالرَّشَدْ

ترجمہ: اس مقدمہ کے اشعار تعداد میں قاف اور زاء ہیں۔جو تجوید کو اچھی طرح جان لیتا ہے، وہ استقامت کے ساتھ کامیاب رہتا ہے۔

تشریح: ابیاتھا کی ضمیر کا مرجع المقدمہ ہے۔

خلاصہ: پہلے مصرع میں مقدمہ کے اشعار کی تعداد بیان کی گئی ہے۔اور دوسرے مصرع میں تجوید کو عمدہ کرنے والے کے لئے بشارت بیان کی گئی ہے۔

کچھ کتابوں میں ابیاتھا والا شعر نہیں ہے۔اور کچھ کتابوں میں یہ شعر ملتا ہے۔بعض نے اس شعر کو بالکل آخر میں بیان کیا ہے۔یعنی آخری 109 نمبر پر۔اور بعض نے 107 نمبر پر بیان کیا ہے۔اس سے طلباء پریشان نہ ہوں۔بس جس کتاب میں جس طرح ہو، اسی طرح پڑھ لیں۔

قاف اور زاء سے مراد: حروف ابجد کی رو سے قاف اور زای کے ذریعہ مقدمہ کے اشعار کی تعداد بتلانا مقصود ہے۔حروف ابجد کے حساب کی رو سے قاف سے (100) اور زای سے (7) مراد لئے جاتے ہیں۔مزید تفصیل کے لئے التقدمۃ الشریفیہ کا مطالعہ کریں۔

ناظمؒ نے مقدمہ کے اشعار کی تعداد 107 بتلائی ہے۔حالانکہ بعض نسخوں میں 109 اشعار ہیں۔اس کے کئی جوابات ہیں۔

(1) بعض نسخوں میں شعر نمبر 108 اور 109 نہیں ہیں۔اس قول کے اعتبار سے آخری دو اشعار کسی شاگرد کی طرف سے اضافہ ہے۔البتہ اس قول پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔کہ ناظمؒ نے ختم رسالہ پر حمد وصلوٰۃ کیوں نہیں کی۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تحریر میں نہیں لائے، مگر محقق جیسے عظیم المرتبت شخصیت سے یہی توقع ہے کہ انہوں نے حمد وصلوٰۃ پڑھ لی ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(2) دوسرا جواب یہ ہے کہ شعر نمبر 107 (جس میں تعداد بتلائی گئی ہے) بعض نسخوں میں یہ موجود نہیں ہے۔ (النخ الفکریہ، طاش کبری زادہ وغیرہ) جب تعداد والا شعر موجود نہیں، تو اشکال بھی باقی نہ رہا۔

یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ کیونکہ عام عادت یہ رہی ہے، کہ کتاب کے آخر میں اشعار کی تعداد بتلائی جاتی ہے۔ جیسا کہ علامہ شاطبیؒ نے شاطبیہ، رائیہ اور ناظرۃ الزھر تینوں کے اشعار کی تعداد بتلائی ہے۔ اسی طرح خود ناظمؒ نے بھی طیبہ اور دُرّہ دونوں کے اشعار کی تعداد بتلائی ہے۔ لہٰذا یہ بات قرین قیاس ہے، کہ انہوں نے اس رسالہ میں بھی اشعار کی تعداد بتلائی ہوگی۔

(3) تیسرا جواب یہ ہے، کہ سب سے پہلا شعر یقول راجی الخ اور شعر نمبر 107 یعنی ابیاتھا والا، دونوں اصل مقصود سے زائد ہیں۔ اس لئے انہیں شمار میں نہیں لایا گیا۔ ان دو (2) کے علاوہ باقی اشعار 107 ہیں۔ لہٰذا اشکال نہیں رہا۔

(4) چوتھا جواب یہ ہے، کہ شعر نمبر 2 اور 3 اور شعر نمبر 108 اور 109 معنی کی رو سے مکرر ہیں۔ لہٰذا آخری دو (2) یعنی 108 اور 109 کو شمار میں نہیں لایا گیا۔

شعر: (۱۰۸) وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَهَا خِتَامُ ثُمَّ الصَّلٰوةُ بَعْدُ وَالسَّلَامُ

ترجمہ: اور الحمد للہ (حق تعالیٰ کی تعریف) ہی اس مقدمہ کا خاتمہ ہے۔ اس کے بعد درود وسلام ہو۔

تشریح: لھا کی ضمیر کا مرجع المقدمہ ہے۔

شعر: (۱۰۹) عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّدَا وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ ذَوِي الْهُدٰى

ترجمہ: حضرت نبی مصطفی ﷺ پر۔ اور آپ کی آل پر، اور آپؐ کے صحابہ پر۔ جو ہدایت والے تھے۔

تشریح: الہ و صحبہ کی ضمائر کا مرجع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

نوٹ: یہ نسخہ طاش کبری زادہ والا ہے۔ النخ الفکریہ میں آخری شعر اس طرح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عَلَى النَّبِيِّ اَحْمَدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِيْ مِنْوَالِهٖ

ترجمہ: حضرت نبی کریم احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔اور آپ ﷺ کے آل واصحاب پر۔اور آپ ﷺ کے (مبارک) طریقہ کی پیروی کرنے والوں پر۔

نوٹ: احمدٍ ضرورۃً منصرف ہے۔بعض نسخوں میں اس شعر میں بجائے احمدٍ کے المصطفٰی ہے۔

الدقائق المحکمہ میں آخری شعر اس طرح ہے۔

عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰى وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَتَابِعِيْ مِنْوَالِهٖ

الحمد للّٰهِ ربّ العٰلمين۔اَلرّحمٰنِ الرّحيم۔مٰلك يوم الدّين۔يا ربّ صلّ و سلّم دائمًا ابدًا على حبيبك خير الخلق كُلّهم

⊙ ⊙ ⊙

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جامع قراءات النَّظم

البيت	الكلمة	القراءات
٤	مقدِّمة	مقدَّمة
٦	ليلفظوا	لينطقوا
٧	رُسِم	رُسِّم
١٠	للجوف ألف	فألف الجوفُ. فألف الجوفِ
١١	ومن وسطه	ثم لوسطه. وما لوسطه
١٥	والنونُ	والنونَ
١٥	أدخل	أدخِلوا. أدخَلوا
٢٠	والضدُّ	والضدَّ
٢٣	وفَرَّ	وَفِرَّ
٢٥	سَكّنَا	سُكِّنَا
٢٧	يصحِّح	يجوِّد
٣٠	من كل صفة	من صفة لها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البيت	الكلمة	القراءات
٣٢	مكمَّلا	مكمِّلا
٣٢	باللطف	باللفظ
٣٥	وهمزَ	وهمزِ
٣٥	ألحمدُ	ألحمدِ
٣٥	اللّٰهِ	اللّٰهُ
٣٧	واحرص	فاحرص
٣٨	رَبُوةٍ اجتثَّت	رَبُوةٌ اجتثَّتْ
٣٨	وَحِجِّ	وَحِجَّ
٣٩	مقلقَلا	مقلقِلا
٤٣	تُشَدِّد	تُشدَّد
٤٥	وحرفَ	وحرفُ
٥٣	ظِلِّ	ظِلُّ
٥٣	عُظْمِ	عُظْمُ
٥٣	أيقظْ وأنظِر	أيقَظْ وَانظُر
٥٣	عَظْمِ	عَظْمَ
٥٤	شواظِ	شواظُ
٥٤	ظلامِ	ظلامَ
٥٥	وَعِظْ	وَعُظِ . وَعَظْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البيت	الكلمة	القراءات
۵۵	زخرفٍ	زخرفًا
۵۷	وجميعِ	وجميعُ
۵۸	والغيظِ	والغيظُ
۵۸	بويلٍ	بويلٌ
۵۹	والحظِّ لا الحضِّ	والحظُّ لا الحضُّ
۶۶	أَظْهِرْ وادَّغِمْ	أَظْهِرْ وادُّغِمْ
۶۶	لَزِم	أَتَمّ، أُتِمّ
۷۱	إِن جُمعا	أن جُمعا، إِذْ جُمعا
۷۴	والابتداء وهِيَ	والابتدا وهِيَ
۷۴	تُقْسَمُ إذن ثلاثةٌ	تُقْسَمُ إلى تامٍ وكافٍ حسنٍ تفضُّلَا
۷۷	الوقف مضطرًّا	يوقف مضطرًّا
۷۷	ويَبْدَا	ويُبْدَا
۷۸	يجب	وجب
۷۸	ولا حرامٌ غيرُ	ولا حرامٍ غيرِ، غيرَ
۸۰	كلماتٍ أن لا	كلماتِ أن لا
۸۰	مع ملجأٍ	ملجأ
۸۳	مِن ما برُومِ والنِّسا	مِن ما ملكْ رومِ النِّسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البيت	الكلمة	القراءات
٨٣	أَشَّسا	أتِسا
٨٤	كسرَ	كسرُ
٨٥	وكلِّ	وكلَّ
٨٨	وغيرَها	وغيرَ ذي، وغيرَهُ
٨٩	ومختلِف	ومختلَف
٨٩	في الشعرا	في الظلة
٩٢	ووهِلا	وقيل: لا
٩٣	كذا منَ ال ويا وها	كذاك منْ أل ها ويا
٩٤	ورحمتُ الزخرف	ورحمتَ الزخرف، ورحمتا الزخرف
٩٤	كافِ	كافَ
٩٥	نعمتُها	نعمتَها
٩٥	أخيراتٌ	أخيراتٍ، أخيران
٩٥	عقودُ	عقودَ
٩٥	هَمّ	ثَمّ، ثُمّ
٩٦	لقمانُ ثم فاطرٌ	لقمانَ ثم فاطرًا
٩٦	والطور	كالطور
٩٦	عمرانَ	عمرانُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

البيت	الكلمة	القراءات
٩٦	لعنتٌ	لعنتَ
٩٧	وامرأتٌ	وامرأتَ
٩٧	تحريمُ	تحريمَ
٩٨	شجرتُ الدخان	شجرتَ الدخان
٩٨	وأخرى غافر	وحرف غافر. وآخرُ غافر
٩٩	قرتُ عينٍ جنتٌ	قرتَ عينٍ جنتٌ
٩٩	وابنتٌ	وابنتَ
١٠٢	غيرُ اللام	غيرَ
١٠٤	فبعضُ الحركة	فبعضُ الحركة. فبعضُ حركة
١٠٦	المقدِمة	المقدَمة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِنَّمَا اللُّغَةُ هِيَ الْاَصْوَاتُ (علامہ ابن جنی)

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی کی قلم سے ''اَلْاَصْوَاتُ اللُّغَوِيَّةُ''

کی آسان، عام فہم اور سلیس اُردو زبان میں لکھی گئی ترجمہ و شرح

مُسَتّٰی بہ

اَلْكَلِمَاتُ الْخَيْرِيَّةُ

فِي الْاَصْوَاتِ اللُّغَوِيَّةِ

مترجم و شارح

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی

(سلطان آباد، آدینہ، صوابی)

ناشر

دار العلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، اَدینہ، صوابی

03185444638 03018355005(وٹس ایپ)

ziasalihadina83@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

کتاب کا نام:

اَلْكَلِمَاتُ الْخَيْرِيَّةُ فِي الْاَصْوَاتِ اللُّغَوِيَّةِ

شارح:

مولانا قاضی محمد فاضل عظیم زئی ادینوی

کمپوزنگ:

مولانا قاری ضیاء اللہ عظیم زئی ادینوی

ڈیزائننگ:

مولانا ڈاکٹر محمد قاسم عظیم زئی ادینوی

طباعت:

بار اول، جمادی الثانی ۱۴۴۵ھ = دسمبر ۲۰۲۳ء

مطبع:

عظیم زئی پرنٹنگ سروس ادینہ (صوابی)

ناشر:

دار العلوم الباقیات الصالحات، سلطان آباد، اَدینہ، صوابی

03185444638 03018355005(وٹس ایپ)

ziasalihadina83@gmail.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حُسن ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1	حرف آغاز	۲۱۹
2	فصل اول	۲۲۱
3	آلہ نطق کے اعضاء کا بیان	۲۲۱
4	انسانی آلہ نطق کے اعضاء کی شکل	۲۲۱
5	پھیپھڑے کہاں واقع ہوتی ہیں؟	۲۲۲
6	ہوا کی نالی	۲۲۲
7	عضلاتی پردے	۲۲۲
8	حنجرہ	۲۲۳
9	حنجرہ کی نرم ہڈیاں	۲۲۳
10	حلقی ہڈیاں	۲۲۴
11	ڈھال والی ہڈیاں	۲۲۴
12	دو مخروطی نرم ہڈیاں	۲۲۴
13	دو آوازوں کے تانت (ریشے)	۲۲۵
14	حلق کی کھوکھ	۲۲۶
15	منہ کا کوکھ	۲۲۸
16	منہ کے کوکھ کے اجزاء کا بیان	۲۲۸
17	تالو	۲۲۸
18	زبان	۲۲۹

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
19	زبان کی تقسیم	۲۲۹
20	دانت	۲۲۹
21	ہونٹ	۲۳۰
22	ناک کی خالی جگہ	۲۳۰
23	فصل دوم	۲۳۳
24	لسانی آواز پیدا کرنے کا طریقہ	۲۳۳
25	عارضہ (صفت)	۲۳۳
26	آواز نکلتے وقت دو تانتوں کی دو آوازیں	۲۳۴
27	تباعد (دوری)	۲۳۴
28	عام سانس لینے کی حالت	۲۳۵
29	عام حالت تنفس کے مشابہ	۲۳۵
30	التضام (پیوستگی)	۲۳۵
31	الانطباق	۲۳۷
32	آلہ نطق، سانس کے معترض (چوڑا ہونا) ہونے کی جگہ	۲۳۸
33	سانس کے معترض ہونے کی کیفیت	۲۴۰
34	فصل سوم	۲۴۵
35	اصوات لغویہ (لسانی آوازوں) کی درجہ بندی	۲۴۵
36	آوازوں کی جامد اور غیر جامد میں درجہ بندی	۲۴۵
37	آوازوں کی اصول و فروع میں درجہ بندی	۲۴۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
38	فونم تھیوری(Phoneme Theory)	۲۴۹
39	فونم تھیوری کیا ہے؟	۲۴۹
40	مخارج اور صفات کے مطابق آواز کی درجہ بندی	۲۵۱
41	مخارج کیا ہیں؟	۲۵۱
42	صفات کیا ہیں ؟	۲۵۲
43	خاتمہ	۲۵۳
44	چند مفید طبی نسخے	۲۵۳
45	چند اہم اور مفید اَشکال	۲۵۴
46	مصادر و مراجع	۲۵۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

الحمد للّٰہ الذی امتاز الانسان علی سائر المخلوقات بسبب النطق و اللغة فقال: الرحمٰن، علّم القرآن، خلق الانسان علّمه البیان، والصلوٰة والسّلام علی افصح العرب والعجم محمد الرسول اللّٰہ الذی اوتی بجوامع الکلم و علیٰ اٰلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔ امّا بعد!

علم اصوات اللغویۃ من جملہ علم التجوید اور قراءت کے ایک ہے، جو در حقیقت تمام علوم کا مبدا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ ہی آواز بن سکتی ہے اور نہ ہی نکل سکتی ہے۔ اس لئے علمائے عرب نے اس موضوع پر کتابیں تحریر کیں ہیں۔ تاہم اردو زبان میں اس موضوع پر قلم آزمائی نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا یہ مختصر رسالہ اپنی موضوع کے اعتبار سے خشتِ اول کی حیثیت رکھتی ہے۔

زیر نظر رسالہ ''الکلمات الخیریۃ فی الاصوات اللغویۃ''، تین فصلوں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ فصل اول میں اعضائے آلہ النطق کی ساخت اور بناوٹ کی تفصیل ہے۔ مثلاً: حنجرہ، زبان اور ہونٹ وغیرہ۔ فصل ثانی میں اعضائے آلہ النطق سے آواز پیدا ہونے کے طریقے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ حلق، تانتوں اور لسان وغیرہ سے آواز کس طرح پیدا ہوتی ہے، اور کس طرح قابل سماعت بن جاتی ہے۔ نیز ہم مخرج اور ہم آواز آوازوں کی تمیز کس طرح کی جاتی ہے۔ فصل ثالث میں اصوات اللغویۃ کی درجہ بندی کی گئی ہے۔ کہ جامد اور غیر جامد آوازیں کون کون سی ہیں۔ نیز اصوات اللغویۃ، مخارج اور صفات کے مطابق آواز کی درجہ بندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی گئی ہے۔ جبکہ خاتمہ میں قارئین کے فائدے کی خاطر مفید طبّی نسخے ذکر کئے گئے ہیں۔ جو حسن صوت میں کارآمد ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بندہ کی اس کاوش کو اس کے لئے، اس کے والدین، اساتذہ کرام اور متعلقین کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائیں۔ اور قارئین (طلبہ و علماء) کے لئے نافع و مفید گردانیں۔ آمین یارب العالمین۔

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زاں کہ من بندہ گنہ گارم

قاضی محمد فاضل عظیم زئی

مدیر دار العلوم الباتیات الصالحات ادینہ، رزڑ، صوابی

یکم ربیع الاول 1445ھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصلِ اول

آلہ نطق کے اعضاء کا بیان:

صوت لغوی میں مختلف اعضاء شامل ہیں۔ان میں سے بعض اعضاء کا آواز نکالنے میں مرکزی کردار ہے۔مثلاً: حنجرہ، زبان، ہونٹ۔ اور بعض اعضاء کا مرکزی کردار نہیں ہے، مثلاً: پھیپھڑا، پھیپھڑے کی نالی، منع کرنے والی پردہ اور سینے کے عضلات۔

یہ اعضاء انسانی زندگی میں دوسری اہم ذمہ داریاں بھی نبھاتی ہیں۔مثلاً: خوراک کاٹنا، اس کا چبانا اور نگلنا۔ چیزوں کا ذائقہ چکھنا، بُو سونگھنا، خون صاف کرنے کے لئے جسم کے خالی حصوں میں تازگی کے نتیجے میں ہوا کا ناک میں گزارنا، جن کے بغیر زندگی برقرار نہیں رہ سکتی۔

انسانی زندگی کی اہمیت کی وجہ سے ان اعضاء کی اہمیت کو دیکھئے۔ پس بعض محققین کی رائے ہے کہ نطق کا عمل ان اعضاء کا ثانوی وظیفہ ہے۔اور اسی طرح ان کا آلہ النطق کے اعضاء سے مسمّٰی کرنا مجازی ہے۔ (علم الاصوات لکمال بشر:132)

اصواتِ لغویہ کی وجہ سے آلۃ النطق کے اعضاء کی معرفت لازم ہے۔ ان تمام تفصیلات کے جمع کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (علم وظائف الاعضاء) اور (علم التشریح) کے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر تفصیلات کا آلات نطق کے سمجھنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ مقصود نہیں کہ یہ معرفت نظری ہو، جو آلہ نطق کے اعضاء کے اسماء کی حفاظت پر اقتصار کر سکتے ہیں۔اور ان کے ہونے اور وظیفہ ادا کرنے کو بیان کریں۔بلکہ آواز کے خفیہ راستے اس معرفۃ نظری سے ان اعضاء میں اصوات لغوی کے حدوث کے لئے تطبیق اور تحکم پر قدرت رکھنا لازم ہے۔

(علم اللغۃ، محمود السعران: 111، 11)

انسانی آلہ نطق کے اعضاء کی شکل:

(1) حنجرہ کے نیچے اعضاء تنفس: اصوات لغوی حنجرہ اور اس کے اوپر والے خانوں (کھوکھلوں) میں پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن نتیجۃً آواز اس ہوا کی محتاج ہے، جو سیٹی مارنے میں پھیپھڑے دفع کرتی ہے۔اسی طرح اگر ان خفیہ راستوں پر کوئی چیز پھیپھڑوں یا اس سے متصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی چیز سے معروف (ظاہر) ہو جائے۔ حتّٰی کہ سمجھ میں آجائے تو یہ نطق کے عمل کا بہترین طریقہ ہے۔

پھیپھڑے کہاں واقع ہوتی ہیں؟

پھیپھڑے سینہ کے درمیان میں واقع ہوتے ہیں۔ پردہ ان دونوں کو پیٹ کے کھوکھلوں میں پوشیدہ کر کے علحیدہ کر دیتی ہیں۔ اور ہوا کی نالی کے ذریعے ان دونوں کو مربوط کرتی ہے۔ جو حنجرہ کے اعلیٰ حصہ پر منتہی ہو جاتی ہے۔ پھیپھڑا ایک مخروطی جسم ہے۔ جو ایسی چیز سے بنائی گئی ہے، جو ہوا کے گزرنے سے پھیلتی اور سکڑتی ہے۔ اس کا کام پوشیدہ پردے کے اثر سے آوازیں نکالنا ہے۔ یہ سینہ کے عضلات کو پھیلاتی اور سکیڑتی ہے۔ (عبدالرحمٰن ایوب/اصوات اللغویہ: 42)

ہوا کی نالی:

ہوا کی نالی بانس کے پوروں کی طرح نرم ہڈی سے (بنائی گئی ہے)۔ یہ پیچھے سے ناتمام دائرہ کی شکل کی طرح بنائی گئی ہے۔ اس کی قطر () دو سے تین اشاریہ پانچ سینٹی میٹر اور لمبائی تقریباً گیارہ سینٹی میٹر ہے۔ یہ نیچے سے دو حصوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ ہر ایک حصہ ایک پھیپھڑے کے ساتھ مربوط ہے۔ پھر ہر ایک حصہ باریک باریک حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ یہ پھیپھڑوں کے اندر ہوائی چھلنیوں (وہ باریک چھان جس میں سے ہوا گزرتی ہے) کو جا پہنچتی ہیں۔

(عبدالرحمٰن ایوب/اصوات اللغویہ: 46)

عضلاتی پردے:

عمل تنفس اور آواز نکالنے میں منع کرنے والے پردے کا اہم کردار ہے۔ یہ عضلاتی پردہ آواز نکالتا ہے، جو سینہ کے خانوں کو آنتوں سے اور جسم انسانی کے نچلے نصف حصے کو جدا کر دیتی ہے، جب مانع پردہ نیچے کی طرف پھیل جاتی ہے۔ اور سینہ کے خانے وسیع ہو کر اس کے اضلاع ایک دوسرے سے دور ہو جاتی ہیں۔ پس یہ عمل پھیپھڑوں کے اندر ہوا کو دفع کرنے سے ادا ہوتی ہے۔ پس مانع پردہ اور سینہ کے عضلات واپس اپنی جگہ سکڑتی ہیں، تو یہ عمل پھیپھڑوں پر تنگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیدا کر کے ہوا کو اس وقت ہوا کی نالی کے وسط سے اور تنفس کے اوپر والے بڑے خانوں کی مقام سے خارج کرتی ہے۔ اسی طرح یہ حرکت سکڑنے اور پھیلنے سے سسکیاں اور آوازیں جاری ہو جاتی ہیں۔ سانس لینے کے ہوا سے عادت کے مطابق آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن سانس لینے کے اس عمل کے دوران جس کے درمیان آواز مکمل ہو جاتی ہے، یہ مناسب طریقے سے صرف ہوا کے اخراج سے نہیں ہوتی۔ بے شک ہوا کئی دفعات میں خارج ہو جاتی ہے۔ جس کا ہر دفع آواز کے مکمل طور پر قطع ہونے کے ساتھ متفق ہو جاتی ہے۔ اور یہ مانع پر دہ مارنے کی تابع کی وجہ سے ہوتی ہے۔ (عبدالرحمٰن ایوب/اصوات اللغویہ:46)

(2) حنجرہ: ہوا کی نالی اوپر کی طرف سے حنجرہ پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہ نرم ہڈی کے کھوکھلے ہیں۔ جو ان متعدد نرم ہڈیوں سے بنی ہوئی ہے، جس کے اندر دو صوتی وتریں ضم ہو جاتی ہیں۔ حنجرہ کی جگہ کا سوجن کے وقت گردن کی وسط میں آگے کی طرف سے محسوس کرنا ممکن ہے۔ اصوات لغویہ کے خفیہ راستے حنجرہ کی بناوٹ، آواز نکالنے، اور اس کی قسموں میں معرفت لازم ہے۔

حنجرہ اور اس کے مکونات کی پہچان، اس کے لئے بنائے گئے نرم ہڈیاں، باتوں کے دوران ممکن ہے۔ اور وتر ان دونوں آوازوں کے درمیان ہے، جو ان نرم ہڈیوں پر محیط ہے۔ یہ خارج سے حنجرہ کی شکل ہے۔

حنجرہ کی نرم ہڈیاں:

حنجرہ کی نرم ہڈیاں ایک چھوٹے صندوق کی شکل میں ہوتی ہیں۔ جو نیچے سے ہوا کی نالی کے ساتھ مربوط یا پیوست ہوتی ہیں۔ یہ اوپر کی جانب سے نکلنے والے خانوں میں منہ اور ناک میں کھلتی ہیں۔ ان ہڈیوں میں چند اہم یہ ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(1) حلقی ہڈیاں: یہ مکمل طور پر گول ہوتے ہیں۔اور ایک سِنک کی شکل میں نرخرہ/ہوا کی نالی (Trechia) کے اوپر کے اوپری حصہ پر واقع ہوتی ہیں، جو پیچھے سے چوڑی ہوتی ہیں۔ جہاں اس کی اونچائی 2 سے 3 سینٹی میٹر تک ہوتی ہے۔ پھر یہ آہستہ آہستہ تنگ ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ سامنے سے اس کی اونچائی 7.5 ملی میٹر ہو جاتی ہے۔ یہ ہڈیاں ایسی بنیاد بناتی ہیں کہ جس پر حنجرہ کے حصے ٹکیہ لگاتے ہیں۔

(2) ڈھال والی ہڈیاں: یہ حنجرہ کی ہڈیوں میں سب سے بڑی ہڈی ہے، جو گردن کے اگلے حصہ میں واقع ہوتی ہیں۔اور نیچے سے حلقی ہڈیوں کے نصف کے سامنے لگی رہتی ہیں۔ جو ڈھال کے مشابہ ہوتی ہیں۔ یہ دو پتلے چوڑے نرم ہڈیوں سے بنی ہوتی ہیں، جو آگے سے جڑے ہوتے ہیں۔ جو گردن پر واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ یہ عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ واضح ہوتی ہیں۔ جس کی شکل عربی کے سات (V) کے ہندسے کی طرح ہوتی ہے۔ جو حلقی ہڈیوں کے چوڑے حصے کے نیچے سے ناقص ہوتی ہے۔

ڈھال نما ہڈیاں دو اطراف (اوپر اور نیچے) سے بندھی ہوئی ہوتی ہیں۔اور ہر ایک نیچے کی جانب سے متصل طور پر اس جانب سے بندھی ہوئی ہوتی ہے، جس کے ساتھ حلقی ہڈیاں ڈھال نما ہڈیوں سے نرمی سے پیوست ہو کر محدود حرکت کی بدولت اوپر نیچے آجاتی ہیں۔ یہ دو بلند گچھوں کے ساتھ ایک ٹیڑھے ہڈی کے ساتھ زبان کی جڑ سے متصل (پیوست) ہوتی ہے۔

(3) دو مخروطی نرم ہڈیاں: یہ دو نرم ہڈیاں ہیں۔ جو ایک تکونی (تین کونوں والی) شکل میں مخروط ہوتی ہیں۔ان میں سے ہر ایک کے لئے حلق کی ہڈیوں کے پیچھے چوڑے حصے کے عرضی قاعدے کو متحرک اور مرتعش کرتی ہے۔ کبھی ان کے دونوں اطراف اوپر کی طرف حنجرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خالی حصہ میں پھیل جاتی ہیں۔ جبکہ یہ دونوں کے ساتھ متصل اور دونوں آوازوں کے تانت (ریشوں) پر لگی ہوتی ہیں۔

مخروطی شکل کی دونوں ہڈیاں ان کے ساتھ پیوست عضلات کے راستوں پر کئی شکلوں پر حرکت کرتی ہیں۔ ان کا آپس میں ضم ہو کر حنجرہ کے خالی حصہ کو مکمل طور پر بند کرنا ممکن ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائے تو ان کے مابین خالی جگہوں کو کئی درجات کی صورت میں وسیع کیا جاتا ہے۔ یہ حنجرہ کی ہڈیوں کا ایک دوسرے سے بند کرنے کی صورت ہے۔

(ب) دو آوازوں کے تانت (ریشے): یہ دونوں عمل تصویت میں حنجرہ کے اہم اجزاء ہیں۔ یہ اکثر نرم اور حساس ہوتے ہیں۔ حنجرہ کی ہڈیاں اور ان کا پیوست ہونا ایک ایسے صندوق کی شکل میں ہے جو دو تانتوں کی کسی خارجی تنگی کو دفع کرتی ہو۔ یہ دونوں باریک ہونٹوں کی طرح ہیں، جو دو مخروطی ہڈیوں پر لگے ہوتے ہیں۔ اور دونوں حنجرہ کے اوپر افقی طور پر کھینچے ہوئے ہوتے ہیں۔ دونوں ظاہر ہونے والے سوجن کے وقت سخت ہڈیوں کے ساتھ ملتے ہیں۔

دونوں صوتی تانتوں کے لئے مختلف اشکال بنانا ممکن ہے۔ یہ عادت کے مطابق تنفس کے دوران ایک دوسرے سے دور چلے جاتے ہیں۔ تو دونوں تانتوں کے درمیان تکونی شکل میں ایک وسعت پیدا کرتی ہے۔ جس کی بنیاد پچھلے چوڑے حافہ کی طرف سے حلق کی ہڈیوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور اس کا سرا دونوں صوتی تانتوں کے سخت ہڈیوں کے ملنے کی جگہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان بننے والی وسعت کو بانسری کی وسعت کہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ان دونوں تانتوں کے ملنے سے سانس لینا مکمل طور پر بند ہو جائے۔ یہ ہمزہ کے آواز کرتے وقت حادث ہو جاتی ہے۔ دیگر کئی حالات میں اس کا آواز کرنے میں کوئی تعلق نہیں رہتا۔ لیکن انسانی حاجت کے واسطے تنفس کی دائمی بندش ناممکن ہے۔ تاہم دونوں تانت بغیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی بندش کے آپس میں ضم ہو جاتی ہیں۔یعنی سانس کی نالی مکمل طور پر بند نہیں کرتے۔تو ان کی حرکت سے ہوا کی آواز بن جاتی ہے، پس یہ زیادہ تیزی سے مرتعش ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں ایک نغمہ نکلتی ہے، جسے حنجرہ کا نغمہ کہا جاتا ہے۔جو آوازیں اس کی نطق کے ساتھ ہوتی ہیں، وہ پہچانی جاتی ہیں۔یہ نغمہ تیز آوازوں کے ساتھ ہوتی ہے۔اس کی تفصیل ہم آلات نطق میں بیان کریں گے۔(ان شاءاللہ)

بانسری کی زبان حنجرہ کی کھوکھ کو اوپر سے بند کرتی ہے۔اسے عربی زبان کی کتابوں میں "اغلصم" کہا جاتا ہے۔یہ ایسی چوڑی ہڈی ہے، جو کھانے کے چمچ یا درخت کے پتے کے مشابہ ہے۔جو پچھلے زبان (کوا) کے ساتھ پیوست ہوتی ہے۔اس کا کام حنجرہ کے وسعت کو کھانا نگلنے یا پانی پینے کے وقت بند کرنا ہے۔

سانس لیتے وقت بانسری کی زبان حنجرہ کی وسعت سے دور رہتی ہے۔اور ہوا کا راستہ کھلا رہتا ہے۔

حنجرہ کی وسعت بانسری کی زبان سے اس وقت لگتی ہے جب اس کی وسعت دو ضمنی عضلات پر پوشیدہ ہو جاتی ہے۔یہ دونوں صوتی تانتوں پر واقع ہوتی ہیں۔یہ دونوں تانتوں کی مشابہ ہوتی ہیں۔اسی وجہ سے بعض محققین نے اس کو دو جھوٹی صوتی تانتوں سے مسمّٰی کیا ہے۔اسی خیال سے کہ ان دونوں کا عمل تصویت میں کوئی کردار نہیں ہے۔اس کی شکل مذکورہ دو ضمنی صوتی تانتوں کے مابین ایک چھوٹے سے کھوکھ کی طرح ہے۔جو حنجرہ کی جیب سے معروف ہے۔

(عبدالقادر خلیل: المصطلح الصوتی: 37)

(3) حلق کی کھوکھ: کلمہ (الحلق) کے لغوی معنی میں کلمہ (البلعوم یعنی نگلنا) داخل ہے۔

(ابن منظور، لسان العرب: 343)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عربی اور تجوید کے علماء نے حلق کی زیادہ خدمت کی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے گہری آوازیں خارج ہو جاتی ہیں۔ علماء عرب اور ماہرین لغت نے اس مقام کو ظاہر کرنے کے لئے (حلق) کا لفظ استعمال کیا ہے، جہاں سے گہری آوازیں نکلتی ہیں۔ اور سیبویہؒ نے اس کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے۔

(1) اقصٰی حلق (2) وسط حلق (3) ادنٰی حلق (الکتاب: 433)

عربی اور تجوید کے تمام علماء نے اس ضمن میں آپ کی اتباع کی ہے۔ ماہرین فن اور محققین نے حلق پر زیادہ تحقیقات کئے ہیں۔ اس سے وہ اس کھوکھ کو مراد لیتے ہیں جو حنجرہ کے واسطے نیچے تک اوپر سے منہ اور ناک کی کھوکھ کے ساتھ لگی ہوتی ہے۔

(ابراہیم انیس: الاصوات اللغویہ: 18)

بعض ماہرین لغت و تجوید نے کلمہ (الحلق) کی بجائے کلمہ (البلعوم) کی خدمت کی ہے۔ اور اس کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ (1) بلعوم حنجری (2) بلعوم فموی (3) بلعوم افقی۔ (عبد الرحمٰن ایوب: الاصوات اللغویہ/63)

حلق کے کھوکھ کے دو بنیادی کام ہیں۔

1: پہلا وظیفہ: یہ ہے کہ یہ منہ سے حلق تک کھانے پینے کی گزرگاہ ہے، جو حنجرہ کے پیچھے تک وسیع ہے۔ اور بانسری کی زبان حنجرہ کے چھپانے پر اٹھتی ہے۔ اس کی حمایت کھانے کے کسی چیز کے نگلنے کے وقت اس کے اندر بہہ جانا ہے۔ جیسا کہ حلق کی کھوکھ ناک اور منہ سے لے کر حنجرہ تک ہوا کی نالی کی شکل میں ہوتی ہے، یعنی ہوا کی نالی، پھر پھیپھڑے یا اس کے برعکس۔

2: دوسرا وظیفہ: ممکن ہے کہ حلق کی کھوکھ عمل تصویت میں متغیر ہو جائے۔ اس کے نیچے حنجرہ سے ہمزہ اور ہاء نکلتی ہیں۔ وسط سے عین، حاء اور ادنی سے غین اور خاء نکلتی ہیں۔ اور اسی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

طرح رونے اور چیخنے کی آواز پیدا ہو جاتی ہے، جو حنجرہ کے نغمہ کی آواز کو مضبوط کرتی ہے۔ جو دو صوتی تانتوں کے ملنے سے پیدا ہو جاتی ہے۔

(4) منہ کا کوکھ: منہ کا کوکھ آلہ نطق کے اکثر اعضاء کے ساتھ جُڑا ہوا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس سے اکثر اصواتِ لغویہ صادر ہو جاتی ہیں۔ جو حلق کے کوکھ کے اوپر والے حصے کے انتہاء سے شروع ہو جاتی ہے۔ جو لٹکے ہوئے لہاۃ کے مقابلے میں موخر لسان کے ساتھ منہ سے اقصٰی حصے میں واقع ہوتی ہے۔ اور سامنے سے اوپر والے دانتوں (جو باہر سے ہونٹوں سے محیط ہوتے ہیں) پر منتہی ہوتی ہے، جو زبان، دانت، تری اور منہ کا اوپر حصہ (تالو) اور ہونٹوں پر مشتمل ہے۔ یہ کھلے ہوئے منہ کی صورت ہے۔ اس لحاظ سے کہ اندرونی مقطع زبان کی (اعلیٰ تالو) کی ترکیب کے لئے آوازوں کے خفیہ راستے اہم نہیں ہیں۔

منہ کے کوکھ کے اجزاء کا بیان:

(1) تالو: تالو زبان کی کوکھ کا اعلیٰ حصہ ہے۔ جو بالائی جبڑے میں لگا رہتا ہے۔ یہ تری سے شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ گوشت ہے جس میں دانت نکلتے ہیں۔ اس تری کے ساتھ سخت تالو جُڑا ہوتا ہے۔ جو ابتداء میں سخت ہوتا ہے، پھر پتلا ہو جاتا ہے اور اس سے سختی زائل ہو جاتی ہے۔ یہ پوشیدہ سخت ہڈی کا جزو ہے جو نرم گوشت سے بنا ہوتا ہے۔ بعض اہلِ علم اس جزو کو ''غار'' کے نام سے مسمّٰی کرتے ہیں۔ یہ سخت حصہ بالائی تالو کے نصف سے ذرا آگے ختم ہو جاتی ہے۔ پھر وہ نرم حصہ شروع ہو جاتی ہے جو بالائی تالو کے آخر میں لہاۃ پر ختم ہو جاتی ہے۔ بعض اہل علم اس حصے کو ''طبق'' کہتے ہیں۔

لہاۃ اقصٰی لسان کے مقابل بالائی تالو کے آخر میں لٹکا ہوا گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یہ اوپر نیچے ہونے کے قابل ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ نرم تالو بھی محیط ہوتا ہے۔ جب یہ اوپر آجاتی ہے، تو ناک کی جانب سانس لینے کا راستہ پیچھے حلق کی اعلیٰ دیوار سے پیوست ہو کر بند کر دیتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اور جب نیچے ہو جاتی ہے، تو ناک تک سانس لینے کا راستہ کھول دیتی ہے۔ یہ عمل تلفظ اور نگلنے میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔

(2) زبان: یہ زیادہ باتیں کرنے والی عضلی عضو ہے، جس کی بناوٹ محراب نما ہے، اور پچھلے گہرے پردے سے جُڑی ہوتی ہے۔ یہ ان عضلات کے مجموعہ سے بنتی ہے، جو اسے مختلف جہات میں تیز حرکت پر تقدیری طور پر بلند کر کے مفید بناتی ہے۔ یہ اصوات لغویہ کے نتیجے میں بڑے دور کے ساتھ متغیر کرتی ہے۔ یہاں تک کہ لغت اسے اس کے نام (لسان) سے مسمّٰی کرتی ہے۔ (عبدالرحمٰن ایوب/اصوات اللغۃ صفحہ 72)

زبان کی تقسیم: زبان پیچھے سے اس کی جڑ سے مربوط ہوتی ہے۔ یہ اور اس کی نوک دونوں اطراف سے آزاد ہوتی ہے۔ مخارج الاصوات کی تحدید کی آسانی کی خاطر ماہرین نے اصوات اللسان کو کئی قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ امام سیبویہؒ ان اصطلاحات کو ان کی اقسام کی وجہ سے استعمال کرتے تھے۔

(1) طرف لسان (نوک) (2) وسط لسان (3) اقصٰی لسان (4) حافہ لسان یعنی زبان کے دونوں اطراف۔ (الکتاب 433/4)

علم تجوید اور عربی کے بڑے بڑے شیوخ نے اس مسئلہ میں آپ کی اتباع کی ہے۔ لیکن محدثین حضرات نے زبان کے محدود اجزاء کے مصطلحات کے استعمال میں آپ سے اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے عربی آوازوں کے دراسات میں خدمت لینے کے لئے امام سیبویہؒ کے اصطلاحات درست قرار دئے ہیں۔ خاص طور پر یہ بڑی حد تک مشکل علامات بن گئی ہیں۔ اور یہ عربی صوتی ورثہ میں استخدام کے لئے شائع ہو گئی ہیں۔

(3) دانت: دانت بالائی اور زیریں جبڑے کے اندرونی حصے میں درمیان اور آگے سے لگے ہوتے ہیں۔ ہر جبڑے میں سولہ (16) دانت ہوتے ہیں۔ جن کا مجموعہ بتیس (32) ہے۔ ان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہر ایک (دانت) کا ایک خاص نام ہے۔ جو ابتداء سے ثنایا، رباعی، انیاب، اور ضواحک کے ساتھ چار داڑھیں ہیں، جن کا مجموعہ آٹھ داڑھیں ہیں۔ جبڑے کے آدھے دانتوں کی شکل باقی آدھے دانتوں کی طرح ہے۔ (رضی الدین الاستر ابازی، شرح شافیہ، 252/3)

اصوات لغویہ کے اعداد کے نتیجے میں دانتوں کا اہم کردار ہے۔ اسی طرح متقدمین اور متاخرین علمائے علم الاصوات نے دوران تکلم آلات اعضاء النطق کی زیادہ تحقیق کی ہے۔ امام سیبویہؒ نے مخارج الحروف کے متعلق بحث کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ان کے بعد آنے والے علمائے عربیہ و تجوید نے بھی اس کو کافی توجہ دی ہے۔

(4) ہونٹ: ہونٹ منہ کے خالی خانے کے اگلے حصے میں دو گول پٹھے ہوتے ہیں۔ ان میں حرکت کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، تاکہ منہ کے اندر موجود چیز کو پکڑ سکیں۔ اور کئی آوازیں پیدا کر سکیں۔ جیسا کہ آواز پیدا کرنے کے بارے میں اس کی وضاحت کی جائے گی۔

(محمود السعران، علم اللغۃ صفحہ 116، عبدالرحمٰن ایوب، اصوات اللغویۃ صفحہ 85)

(5) ناک کی خالی جگہ: ناک کی خلا، زبان کی خلا کے اوپر پھیلی ہوتی ہے۔ جو ناک کے اگلے حصے میں نتھنوں سے شروع ہوتی ہے، اور (پیدائشی) ابتدائی خالی حصے کے بالائی حصے پر، نرم تالو کے پیچھے اور سانس کی نالی کے درمیان ختم ہو جاتی ہے۔ اس کا آخری حصہ حلق کے ساتھ خلایا داخلی راستے ہیں، جن کے درمیان ہوا گزرتی ہے۔ یہ ساخت کے لحاظ سے پیچیدہ ہوتی ہے۔ یہ سونگھنے کی حس پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ سانس کو اندر داخل کرنے سے پہلے ہوا کو نمی اور گرمی سے محفوظ کر کے فلٹر بھی کرتی ہے جو نرم تالو کو نیچے کرتے وقت ہوتا ہے۔

غنہ کرنے میں ناک کی خلا شامل ہوتی ہے۔ جو دو حرفوں (نون و میم) کی صفت ہے۔ یہ اس وقت ہوتی ہے، جب نرم تالو نیچے ہو جائے اور ہوا بند ہو کر ناک کی خلا سے گزر جائے۔ جو منہ میں سانس کے جاری ہونے کی عارضی قیام کے بعد ہوتی ہے۔

(عبدالرحمٰن ایوب، اصوات اللغویۃ، صفحہ 68)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لغت کی کتابوں کی میں ناک کی خلا کو خیشوم (جمع خیاشیم) کہا جاتا ہے۔
(لسان العرب، دیکھئے مادہ خ ش م صفحہ 18/15)

علمائے عربیہ و تجوید اصوات کے نتیجے میں ناک کی خلا کی اہمیت جانتے ہیں۔ جیسا کہ امام سیبویہؒ نے فرمایا ہے۔ کہ (نون اور میم پر منہ اور خیشوم سے ادا کرنے کا اعتماد کیا گیا ہے۔) ان دونوں میں غنہ واقع ہوتی ہے، اور سیبویہؒ نے میم اور نون کے متعلق اپنے بیان میں ناک کو بھی شامل کیا ہے۔ (الکتاب، صفحہ 435/4)

علمائے تجوید نے ناک کے خلا (خیشوم) اور آواز کے نتیجے میں اس کی اہمیت کی طبعی طور پر ادراک کی ہے۔ مکی ابن طالب قیسی نے فرمایا ہے۔ خیشوم، جس سے غنہ نکلتی ہے، یہ بالائی تالو کے غار سے مرکب ہے۔ (الرعایہ، صفحہ 240)

ابو عمرو الدانی نے فرمایا ہے۔ "خیشوم منہ کے اندر ناک کی منجذب چھید ہے"
(التحدید، صفحہ 115)

آلہ نطق کے اعضاء کا بیان عملی نطق کے مکونات میں داخل ہوتا ہے۔ آواز کے پیدا ہونے کی کیفیت اور اس کی اقسام کے متعلق سابقہ بحث میں رہ جانے والے باریک مسائل کی بحث جدید کتب کی تشریح میں ہے۔ اس تفصیل اور تدقیق سے مراد طب اور حیاتیات (بیالوجی) کے مدرسین ہیں۔ لغت اور تجوید کے اسباق میں اس پر قناعت کی جاتی ہے۔

میرے خیال میں اس متواضع معرفت سے اس کی مدد اصوات لغویہ کے اسباق اور اس کے نتائج کے فہم کی کیفیت اور اس کی تنوع اور ادائیگی کے دوران اس کے ملحقات کے مظاہر اور احکام کافی ہیں۔

علم تجوید کے طالب علم کے لئے لسانی آوازوں، آلہ نطق کے نام اور اس کے اجزاء کی تفصیلات اور اس کے کام کے طریقے یاد کرنا کافی نہیں۔ کیونکہ انسانی آواز کے راز کو سمجھنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے لئے صرف یہی نہیں، بلکہ اسے اس نظریاتی علم سے آگے بڑھنا چاہیے۔ تاکہ اس میں پیدا ہونے والی آوازوں کو قابو کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ خواہ وہ اس کی زبان ہی سے کیوں نہ ہو۔ (محمود السعران، علم اللغۃ صفحہ 110)

آواز پیدا کرنے کے عمل میں ہر رکن کے کردار کی معرفت اور (کسی) تبدیلی کے اثر پر آلہ نطق کی شکل میں وقوف اس کی صفات پر موقوف ہے۔ یہاں لغت کے ذریعے باتیں کرنے کے مابین فرق ممکن ہے۔ وہ اس کی آوازوں پر نطق ہے۔ یہ تمام کے شمول اور اصوات کے مابین فرق ہے۔ اس مرحلے تک پہنچنا طالب علم کے لئے آلہ نطق کے اجزاء اور اس کے عمل میں گہری سوچ رکھنے کے بغیر نا ممکن ہے۔ آوازوں کے نطق اور ان کے درمیان تعلق کو سمجھنے کے لئے طویل تربیت کی ضرورت ہے۔ اس واسطے مطالعہ کے جدید ذرائع یعنی وہ آواز جو ساونڈ لائبریری میں شامل ہیں، استعمال کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اگر یہ وسائل طالب علم کے لئے دستیاب نہ ہوں، تو نظریاتی اشارے کا مطالعہ، اس کے لئے عملی مطابقت، بیان کے عملی پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے خود مشاہدہ کا انعقاد اور اس کے علاوہ ماہر مشق استاذ کی منہ سے براہ راست مشاہدہ کرنا علم تجوید کے اسباق سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔ جو تلاوت میں مہارت حاصل کرتا ہے، اور اس عمل میں ان صوتی بنیادوں کو سمجھتا ہے، جن پر تلاوت کی جاتی ہے۔

دوسری فصل میں لسانی آواز پیدا کرنے کے طریقے اور اس عمل میں ہر عضو کا کردار واضح ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ثانی

لسانی آواز پیدا کرنے کا طریقہ: بعض ماہرین اسے میکانکی نطق بھی کہتے ہیں۔ اندر سے جو ہوا نکلتی ہے، وہ انسانی آواز کا مادہ ہے۔ یہ سانس ہے اور انسان کسی بھی حالت میں سانس نہیں روک سکتا۔ لیکن یہ اس کے ارادے سے حادث ہوتی ہے۔ جب انسان خاموش ہو جاتا ہے، تو سانس کی نالی مخرجہ کے درمیان اور اس کے اوپر کی خلا کھلی رہ جاتی ہے۔ ہوا دو (2) اعمال (شھیق اور زخیر) کے ستائے ہوئے آوازوں کے بغیر حادث ہو کر گزرتی ہے۔ جب انسان صوتِ لغوی کے نکالنے کا ارادہ کرتا ہے، تو وہ اعضائے نطق کو تحریک دینے کا محتاج ہے۔ تاکہ کھینچی ہوئی ہوا پھیل جائے اور اس کا راستہ تنگ یا بند اور کھل جائے۔ اس کے ذریعے آواز بن جاتی ہے۔ اصواتِ لغویہ ہوا کے کھینچنے سے بن جاتی ہیں۔ بعض آوازیں ہوا کے بلند ہونے سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ لیکن وہ اصواتِ لغویہ نہیں ہوتے۔ جیسے خوشی اور بوسہ دینے کی آواز۔

لسانی آوازوں کے پیدا ہونے کا دار و مدار مندرجہ ذیل دو چیزوں پر ہے۔

(1) سانس (2) عارضہ (صفت)

(1) سانس: یہ خارج ہونے والی ہوا سے حاصل ہوتی ہے۔

(2) عارضہ (صفت): یہ اعضائے نطق کے متحرک ہونے سے آتی ہے۔ اس کا آلہ نطق کے کسی بھی نقطہ سے بیان کرنا ممکن ہے۔ یہ عارضہ سانس لیتے وقت بند ہوتی اور کھلتی ہے۔ اس کے تنگ ہونے سے ہوا تنگ راستے کے درمیان سے گزرتی ہے، جس کے نتیجے میں آواز سنائی دیتی ہے۔ اصواتِ لغویہ کے عمل کے نتائج اکثر آلہ نطق کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کی حرکت سے تمام نہیں ہوتی۔ ان میں سے بعض ساکن ہیں۔ مثلاً تالو (منہ کا بالائی حصہ)، دانت،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ناک کی خلا وغیرہ۔اور بعض متحرک مثلاً زبان، ہونٹ اور لہات۔ سانس لیتے وقت ان میں سے دو اعضاء یا تو مل جاتے ہیں یا قریب ہو جاتے ہیں۔اس وقت آواز کی ادائیگی کے واسطے مختلف حرکتیں ہوتی ہیں۔اسی طرح کہا گیا ہے کہ صوتِ لغوی کے نتیجے کا عمل زبان کی جڑ کا عمل ہے۔تاکہ ہم اس عمل کی حقیقت کو سمجھ سکیں۔ہم پر ان عوامل کی تحدید لازم ہے، جو اصواتِ لغویہ کے نتیجے میں حصہ لیتے ہیں۔اس کی آہستہ آواز اس کو (دوسرے الفاظ سے) ممتاز بناتی ہے۔ان میں اہم عوامل تین (3) ہیں۔جو یہ ہیں۔

(1) آواز نکلتے وقت دو تانتوں کی دو آوازیں۔

(2) آلہ نطق میں سانس لینے کی چوڑی جگہ۔

(3) اس جگہ میں سانس لینے کی کیفیت۔

ہم ان عوامل کے طبعی بیان کو ذکر کرنے کے بعد یہ بیان کریں گے کہ یہ اصوات لغویہ کے مجموعی ادائیگی میں کس طرح عمل کرتے ہیں۔

(1) آواز نکلتے وقت دو تانتوں کی دو آوازیں: پہلا نقطہ ممکن ہے کہ سانس چوڑائی میں دونوں پھیپھڑوں سے خارج ہو، اور اس میں حنجرہ اثرانداز ہو۔یہ اس طریقے سے حادث ہو جاتا ہے، جس میں دو تانتوں کی دو آوازیں ایسی داخل ہو جاتی ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ دونوں متعدد وضعوں سے وضع کئے گئے ہوں۔اگر اس پر دوران تکلم سرسری نظر دوڑائیں تو حنجرہ اس طرح بن جائے گی۔

(1) تباعد (دوری): بانسری کا کھلا حصہ دو تانتوں کی دو آوازوں کے درمیان تکونی شکل میں کھلا رہتا ہے۔دونوں تانتیں یہ شکل دو حالتوں میں بناتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(الف) عام سانس لینے کی حالت: جس میں دونوں تانت ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں۔ اور استر خاء کی حالت میں سانس کسی آواز کی صورت میں بنانے کے بغیر گزر جاتی ہے۔ ہم طبعی طور پر عمل تنفس کے وقت سانس کھینچنے اور چھوڑنے میں اس کو معلوم کر سکتے ہیں۔

(ب) عام حالت تنفس کے مشابہ: یہ حالت عام طور پر عمل تنفس کے مشابہ ہوتی ہے لیکن اس میں حنجرہ کے اوپر اعضائے نطق کے بالائی خانوں میں نشاط پیدا کرتی ہے۔ خواہ وہ تنگ یا بند ہونے کے واسطے پیدا ہو جائے۔ ان کے نتیجے میں جو اصوات لغویہ بنتی ہیں، ان کو اصواتِ مہموسہ کہتے ہیں۔ مثلاً: تاء، فاء، شین، تاء اور کاف کی آواز وغیرہ۔

جب ہم "ث" کے متصل سانس لیتے ہیں، تو یہ آواز لسان اور ثنایا علیا کی اطراف سے صادر ہوتی ہے۔ اور بانسری کا فُتحہ دونوں تانتوں کی دونوں آوازوں کے مابین اس وقت تانتوں کے بُعد کی وجہ سے حنجرہ میں کھلتی ہے۔ تو سانس حنجرہ میں بغیر کسی تعرض کے آزادی سے گزرتی ہے۔

دونوں تانتوں کے دونوں آوازوں کی یہ حالت دورانِ تلفظ "ہاء" کی آواز کے قریب کمی، سختی اور تنگی کے ساتھ بن جاتی ہے۔۔

(2) التضام (پیوستگی): جب دو صوتی تانتیں پیوست ہو جاتی ہیں، تو آپس میں مکمل طور پر مل جاتی ہیں۔ اور نکلنے والی ہوا سے متعارض ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ ہوا کی تیز لہر کو ان کے درمیان التضام اور تیزی سے کھولنے اور بند کرنے سے دفع نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے دونوں تانتیں متذبذب (متحرک) ہو جاتی ہیں۔ حرکت کی یہ تعداد ایک منٹ میں پھیپھڑوں پر حجاب حاجز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(موٹاپردہ) کی سخت تنگی کی وجہ سے متفاوت ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ تانتوں کی طول میں سختی اور نرمی کی وجہ سے تفاوت واقع ہو جاتی ہے۔

مردوں میں حرکت کی اوسط تعداد ایک منٹ میں سو سے لے کر ایک سو پچاس تک کے درمیان، جبکہ عورتوں میں یہ تعداد دو سو اور تین سو کے درمیان ہوتی ہے۔

(احمد مختار عمر، دراسۃ الصوت اللغوی صفحہ 82)

تانتوں کی حرکت کے نتیجے میں نغمہ کی آواز پیدا ہو جاتی ہے، جس کو حنجرہ کی نغمہ کہتے ہیں۔ اس کے ساتھ پیدا ہونے والی آواز کو مجہورہ کہتے ہیں۔ یہ اس نغمہ کے ساتھ نہ آنے والی اصواتِ مہموسہ کے قوتِ سماع پر قیاس کیا جاتا ہے، تاکہ اس کی تلفظ کے دوران تانتیں بعید ہو جائیں۔

یہ ممکن ہے کہ اصواتِ مجہورہ میں نغمہ حنجرہ کے نتائج میں جہر کا اثر "ذال" کے تلفظ کے دوران (ادائیگی ذال کے متصل) مدرک ہو۔ (ذ۔ذ۔ذ۔۔۔۔) اگر اس دوران آپ اپنی ہتھیلیوں کو اپنے کانوں پر رکھ دیں تو آپ کو ایک گونج محسوس ہو گی، جو کانوں کو بھر دیتی ہے۔ اور اس کی آواز سر میں گونجتی ہے۔ یہ گونج نغمہ حنجریہ کی اثر سے ہوتی ہے، جو "ذال" کی آواز کی تلفظ کا اثر ہے، جو دو صوتی تانتوں کے حرکت کے نتیجے میں ہوتی ہے۔

اگر آپ "ذال" کی آواز کے تلفظ کو بھی مسلسل سُر کے ساتھ دہرائیں اور پھر سانس کو مسلسل دھکیلتے ہوئے آواز کی دونوں تانتوں کو روک دیں۔ اس دوران سانس بھی رکی ہوئی ہو۔ اور زبان مخرج "ذال" سے اپنی جگہ پر ہو تو اس وقت تم کو "ثاء" (ث۔ ث۔ث۔۔۔۔) کی آواز سنائی دے گی۔ اگر آپ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اپنے کانوں پر رکھیں گے، تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو وہ گونج محسوس نہیں ہوگی جو "ذال" کی تلفظ کے دوران محسوس ہوئی تھی۔ کیونکہ "ثاء" کی تلفظ کے دوران تانتیں متحرک نہیں ہوتیں۔ اسی طرح "ثاء" کی آواز بدیں وجہ مہموس ہوتی ہے۔

اگر آپ حروفِ مجہورہ اور حروفِ مہموسہ کے درمیان فرق واضح کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ہوا سے بھری ہوئی پھیپھڑوں کے دوران ایک ہی سانس میں متواتر "ثاء" اور "ذال" کا تلفظ ادا کرنا پڑے گا۔ اسی طرح (ث۔ذ۔ث۔ذ۔ث۔ذ۔۔۔۔۔۔) اسی دوران آپ کو اپنی ہتھیلیاں اپنے کانوں پر رکھنے پڑیں گے۔ اس وقت آپ "ذال" کی تلفظ کے ساتھ تانتوں کا متحرک ہونا محسوس کریں گے۔ جبکہ "ثاء" کی تلفظ کے ساتھ نہیں۔ اسی طرح تلفظ کے دوران تانتوں کا متحرک ہونا صوتِ لغوی ہوتا ہے۔ یعنی یہ مجہور کہلاتا ہے۔ اور تانتوں کا غیر متحرک ہونا صوت مہموسہ کہلاتا ہے۔

آپ کے لئے ممکن ہے کہ "ثاء" اور "ذال" کی تلفظ کے دوران ان کی اخوات کے تلفظ کو بھی تجربہ سے گزاریں۔ (ز، س، ف، ع، ح، غ، خ، د، ت، ج، چ)۔ آپ ان میں سے ایک حرف کی تلفظ کے دوران تانتوں کو متحرک جبکہ دوسرے حرف کی تلفظ کے دوران غیر متحرک پاؤ گے۔ اس وقت پہلا لفظ مجہور جبکہ دوسرا مہموس ہوگا۔

(3) الانطباق: انطباق کے لفظی معنی ہیں بند کرنا۔ انطباق میں دونوں صوتی تانتیں مکمل طور پر بند ہو جاتی ہیں۔ پس یہ تانتوں کے بند ہونے کی مدت میں حلق کے خلاء تک ہوا کے گزر جانے سے نرم نہیں ہوتے۔ جب تانتیں بند ہونے کے بعد ایک لحظہ کے لئے کھل جاتے ہیں، ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعد بند ہوا کے دفع کرنے کی آواز حرف "باء" کی تلفظ کے دوران ہونٹوں کے کھلنے کی آواز کی طرح سنائی دیتی ہے۔

اصواتِ لغویہ میں ایک آواز دونوں تانتوں کی آوازوں کی علٰحیدگی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کو ہم "ہمزہ" کہتے ہیں۔ اس نام رکھنے کا اس حرف کی تلفظ کے ساتھ طبعی تعلق ہے لغت میں "ہمزہ" کی اصل شدت ہے، اور کلام میں "ہمزہ" بھی اسی نوعیت سے ہے۔

(لسان العرب وہمز، صفحہ 293/7)

(2) آلہ نطق، سانس کے معترض (چوڑا ہونا) ہونے کی جگہ: اصوات لغویہ حنجرہ میں تانتوں کی آوازوں سے صرف ہوا کے گزرنے کی وجہ سے ظہور پذیر نہیں ہوتے۔ جو کچھ (حروف) تانتوں میں جہر یا ہمس کی وجہ سے حادث ہوتی ہے، یہ ایک پیچیدہ عمل کا حصہ ہے، جس میں حنجرہ کے اوپر واقع ہونے والے اعضائے نطق شریک ہو جاتے ہیں۔ یہی سرگرمیاں آواز کو اپنی خاص بولی دیتی ہے، اور اسے صفات ممیزہ عطاء کر دیتی ہیں۔

وہ نقطہ جس پر تانتوں کی آواز اعضاء آلہ نطق کے ہوا (سانس) گزرنے کے بعد پیش ہوتی ہے، یہ آواز بنانے میں بڑی عامل ہے۔ اس نقطہ کو مخرج کہا جاتا ہے۔ آلہ نطق کے مواضع میں کئی مقامات ہیں، جن میں اصواتِ لغویہ کے نتیجے میں ہوا عرضًا حادث ہو جاتی ہے۔ ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں۔

(1) سانس (ہوا) کا حنجرہ میں عرضًا حادث ہونا بذاتِ خود ممکن ہے۔ اگر تانتیں سانس کے دھارے کو ایک لمحہ کے لئے بند کر دیں، اور پھر اس کو چھوڑ دیں، تو "ہمزہ" کی آواز بن جاتی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جیسا کہ سابقہ پیرا گراف میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور جب تانتیں کھل جائیں اور ان کے درمیان ہوا تنگ گزرگاہ سے تیزی سے چلی جائے، تو "ہاء" کی آواز بن جاتی ہے۔

(2) جب حلق کے خلا کے دونوں اطراف قریب ہو جائیں اور ان کے درمیان سانس گزر جائے، تو اس سے کئی آوازیں نکلتی ہیں۔ یعنی "حاء" اور "عین"۔ ان کے درمیان واضح فرق یہ ہے کہ "حاء" حروف مہموسہ میں سے ہے جبکہ "عین" حروف مجہورہ میں۔

(3) جب سانس حنجرہ کے درمیان اور حلق کی خلا سے گزر جائے، تو ممکن ہے کہ یہ اپنا راستہ منہ یا ناک کی خلا میں بنائے۔ پس جب لہاۃ اور اس سے متصل نرم تالو نیچے آجائے، تو سانس کی نالی ناک کی خالی جگہ کی طرف کھل جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ تانتوں کی آوازیں تیزی سے حرکت کرتی ہیں، جس کے نتیجے میں "میم" اور "نون" کی آواز کی طرح غنہ کی آواز بنتی ہے۔ ۔نون کی آواز کی نطق کے دوران طرفِ لسان تری پر پیش ہو جاتی ہے، تو منہ میں سانس کی نالی کو بند کرتی ہے۔ جو ناک سے سانس ہوتا ہے۔ اسی طرح "میم" کی تلفظ کے وقت ہونٹ بند ہو جاتی ہیں اور آواز ناک سے نکلتی ہے۔

""نون اور "میم" کی آوازوں میں جو فرق ہے، وہ بلا شک سانس کے معترض ہونے کی وجہ سے ہے۔ جس کے نتیجے میں منہ میں آلہ نطق کی شکل کا اختلاف واقع ہوتا ہے۔ تو یہ "نون" اور "میم" کے ترنم کی آوازوں کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہیں۔

(4) جب لہاۃ اور اس سے متصل تالو اٹھ کر گلے کی پچھلی دیوار کے بالائی حصے کو جا لگے، تو ناک کی طرف سے سانس کا راستہ بند کر دیتی ہے۔ اور سانس منہ سے جاری ہو جاتی ہے۔ اعضائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آلہ نطق کا سانس کو منہ میں معترض کرنا متعدد نقاط میں ممکن ہے۔ جو اصوات لغویہ کے بڑے عدد کے نتیجے میں ادا ہو جاتی ہے۔

پس اقصٰی لسان اور اس کے مقابل تالو اور بالائی تالو کے اقصٰی سے "قاف" اور "کاف" کی آوازیں نکلتی ہیں۔ وسط لسان اور اس کے مقابل لہاۃ اور بالائی تالو کی نیچے سے "جیم، شین اور یاء" نکلتی ہیں۔

طرفِ لسان جب مقدم تالو یا تری، یا دانتوں سے لگ جائے، یا "لام، نون اور راء" کے مخرج کے قریب واقع ہو جائے تو "تاء، دال، طاء اور ضاد" کی آوازیں حادث ہو جاتی ہیں۔ اور "سین، زاء، صاد، ثاء، ذال اور ظاء" کی آوازیں نکلتی ہیں۔ یہ تمام آوازیں مجموعی طور پر طرفِ لسان کے بالائی تالو کے ساتھ لگنے کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ نچلے ہونٹ کی اندرونی حصے اور ثنایا علیا کی اطراف سے "فاء" نکلتی ہے۔ اور دونوں ہونٹوں کے ملنے سے "میم، باء اور ہونٹوں کے ناتمام ملنے سے واؤ" نکلتے ہیں۔

اصواتِ لغویہ کے متعدد عوامل میں سے اہم عوامل وہ مقامات ہیں، جہاں سانس کا معترض ہونا ممکن ہو، ان شاء اللہ مخارج الحروف کے بیان میں اس کی وضاحت کی جائے گی۔

(3) سانس کے معترض ہونے کی کیفیت:

گزشتہ بحث میں آلہ نطق میں سانس کے معترض ہونے کے مقامات، اس کے معترض ہونے کا درجہ اور مقدار اور اس کے نتیجے میں مؤثر آوازوں کی نوعیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم ان آوازوں پر سوچیں، جس میں دونوں ہونٹ مشترک ہوتی ہیں۔اس کے نتیجے میں آپ یہ سمجھیں گے کہ ہونٹوں کے انطباق سے "باء"، گولائی سے "واؤ" اور ان کے بند کرنے سے دورانِ تلفظ "میم" نکلتی ہیں۔اور ہوا کو ناک سے روکتی ہے۔

علم الاصواتِ لغویہ میں محققین نے سانس کے معترض ہونے کی کیفیات پر بحث کی ہے۔جن کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے۔

(1)اعضائے آلہ نطق میں سانس کے معترض ہونے کے دوران جب دو اعضاء مل جائیں، تو سانس کی نالی کو بند کر دیتی ہے۔اور ہوا ایک لمحہ کے لئے رکتی ہے۔پھر دونوں اعضاء اچانک کھلتے ہیں۔لہٰذا ہوا دونوں اعضاء کے پیچھے بند ہو جاتی ہے، جس سے دھماکے کی طرح ایک زوردار آواز پیدا ہو جاتی ہے۔عربی اور تجوید کے قدیم علماء نے اس قسم کی آوازوں کو "شدیدہ" کے نام سے پکارا ہے۔اصواتِ عربیہ کے اکثر معاصر محققین نے اسے " اصوات الانفجاری " یعنی پھوٹنے والے الفاظ کا نام دیا ہے۔اس قسم کے کئی حروف یہ ہیں۔" قاف، کاف، دال، تاء، طاء، باء"

(2)اعضائے آلہ نطق اس وقت معترض ہوتے ہیں کہ جب دو اعضاء میں سے ایک دوسرے کے قریب آجائے، تو ہوا کی نالی کو (بند ہونے کے بغیر) تنگ کرتے ہیں۔تو ان کے درمیان ایک تنگ سی سوراخ واقع ہو جاتی ہے۔جس سے ہوا نکل کر ایک قابل سماعت آواز پیدا کرتی ہے۔اس طرح بننے والی آوازوں اور سانس کی نالی کے تنگ ہونے کی مقدار اور مقام میں تفاوت پیدا ہو جاتی ہے۔یہی تفاوت ان کی سماعت میں فرق کی بنیاد ہے۔متقدمین ماہرینِ تجوید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے اس قسم کی آوازوں کو "رخوۃ" کا نام دیا ہے۔ جبکہ معاصر ماہرین نے ان کو "حروف احتکاکیہ" کے نام سے پکارا ہے۔ مثلاً (باء، حاء، خاء، غین، شین، سین، زاء، ثاء، ذال)

(3) اعضائے آلۃ النطق میں جب سانس معترض ہو جائے، اور مقام معترضہ پر سانس کی نالی بند ہو جائے، لیکن یہ (سانس) آلہ نطق کے کسی دوسری مقام پر نکل جائے، تو اس سے جو حروف ادا ہو جاتے ہیں، وہ ابتداء میں شدیدہ (انفجاریہ) اور آخر میں رخوۃ (احتکاکیہ) ہوتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں خاص طور پر "نون، میم۔ لام اور راء" کی آوازیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ پس "نون" اور "میم" کی تلفظ کے دوران منہ یا ہونٹوں میں سانس لینا بند ہو جاتی ہے لیکن خیشوم میں کھلی رہتی ہے۔ جب لہاۃ نیچے ہو جاتی ہے، اور ہوا ناک کے راستے باہر آنے سے روکتی ہے۔ تاہم زبان میں (جب اس کی طرف تری سے مل جائے) "لام" کی تلفظ کے دوران سانس جاری ہو جاتی ہے۔ لیکن سانس زبان کی دونوں اطراف سے نکلتی ہے۔ اسی طرح طرفِ لسان "راء" کی تلفظ کے دوران سانس کی نالی سے معترض ہو جاتی ہے۔ جو لحہ بھر کے لئے تری پر رک جاتی ہے۔ پھر ٹل جاتی ہے۔ یہ دو یا تین مرتبہ بار بار ہو جاتی ہے۔

ان کو حروف متوسطہ (بَینیہ) کہتے ہیں۔ یعنی شدیدہ اور رخوۃ کے درمیان۔ چونکہ یہ ابتداء میں سخت ہوتی ہیں۔ کیونکہ اعضائے آلہ النطق ایسے مقام پر فائز ہوتی ہیں۔ جو ایک مضبوط آواز پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ لیکن سانس کو دوسری مقام سے خلا مل جاتی ہے، جو اس کے ذریعے سے باہر نکلتی ہے۔ یہ آواز "رخوۃ" کے مشابہ ہوتا ہے۔ چونکہ ان حروف میں "شدت" اور "رخوۃ" کی صفات یکجا ہو جاتی ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو متوسطہ (بینیہ) کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(4) اگر نوکِ لسان مکمل یا جزوی طور پر سانس لینے میں رکاوٹ بنتی ہے، تو اس کے نتیجے میں کئی سخت اور نرم آوازیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ ابھی ذکر کیا گیا۔ اگر ہم زیریں تالو اور طرفِ لسان کو اپنی جگہ سے اٹھائیں، تو اس سے کئی نئی آوازیں ظاہر ہو جائے گی۔

جب ہم "ذال" کے لفظ پر اتصال کے طریقے سے تلفظ کرتے ہیں، پھر اگر ہم اقصیٰ لسان کو اوپر اٹھائے تو اس سے نئی آواز "ظاء" پیدا ہو جائے گی۔ جب ہم اس کو (ذ، ظ۔ ۔ذ، ظ) کو دہرائیں گے تو اس آواز کو حاصل کریں گے جو اس دوران زبان میں تبدیلی لاتی ہے۔

عربی اور تجوید کے ماہرین نے ان آوازوں کو "طرفِ لسان" کی آوازوں کا نام دیا ہے۔ اصواتِ مطبقہ کی ادائیگی کے وقت اقصیٰ لسان اوپر کو اٹھتی ہے۔ ماہرینِ علم تجوید نے اس کو "اطباق" کا نام دیا ہے۔ اس کے مقابلے میں "انفتاح" ہے۔ اس کا بیان بعد میں کیا جائے گا۔

(5) جب اعضائے آلۂ النطق میں سانس آہستگی سے ادنیٰ حد تک معترض ہوتی ہے، تو ہوا مطلق طور پر حلق اور منہ کے خلا پر سے آزادانہ طور پر گزرتی ہے۔ اس کے ساتھ معمولی سی رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس دوران دونوں صوتی تانتیں متحرک ہو جاتی ہیں۔ اس سے مد کی تینوں آوازیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ "الف" کی تلفظ کے دوران منہ کھل جاتی ہے۔ جس سے "الف" ممتاز ہو جاتا ہے۔ "واؤ" کی تلفظ کے دوران ہونٹ گول بن جاتی ہیں۔ "یاء" کی تلفظ کے دوران زیریں جبڑا مقدم لسان میں چلی جاتی ہے۔ تینوں حرکات یعنی فتحہ، کسرہ اور ضمہ یہ تینوں حروف مدہ کی طرح ادا ہو جاتی ہیں۔ اس لئے "الف" کو اختِ فتحہ، "واؤ" کو اختِ ضمہ اور "یاء" کو اختِ کسرہ کہتے ہیں۔ کیونکہ فتحہ "الف" سے، ضمہ "واؤ" سے اور کسرہ "یاء" سے ہے۔ درمیان میں صرف طول اور قصر کا فرق ہے۔

یہ تمام اصوات مجہورہ ہیں۔ اگر ان میں جہر نہ ہوتی تو یہ ایک ناقابل سماعت سانس میں تبدیل ہو جاتی۔ اگر ہم دیگر اصواتِ مجہورہ کے مابین نطق کا موازنہ کریں تو یہ صوتی تانتوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے دوران نطق حرکت پر موقوف ہے۔ہم اصواتِ مد کو ناقابل سماعت سانس لینے کی طرح پائیں گے۔جبکہ بلند آوازیں دوسروں سے ان کے ہم منصب مہموسہ میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔پس (ذال،ثاء میں،زاء، سین میں،دال،تاء میں، غین خاء میں اور عین حاء میں،اسی طرح باقی حروفِ مجہورہ بھی) تبدیل ہو جاتی ہیں۔

اس کی وجہ حروف مدہ کے تلفظ کے وقت آواز کا تانتوں کے نغمہ حنجریہ کے وقت صادر ہونا ہے۔جب ان کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے،اور اس کے ساتھ آواز کی مسموع اثر بھی مخفی ہو جاتی ہے۔دیگر حروف مجہورہ میں سانس بند یا تنگ ہو کر معترض ہو جاتی ہے۔اور نغمہ حنجریہ کے ساتھ نکل آتی ہے۔جب تانتوں کا ہلنا موقوف ہو جاتا ہے،تو نغمہ حنجریہ زائل ہو جاتی ہے۔اور نتیجے میں تنگ یا بند آواز باقی رہ جاتی ہے۔اس وقت حروفِ مدہ کی آواز اکہرا (Single) جبکہ ان کے علاوہ دیگر آوازیں دوہری ہو جاتی ہیں۔

حروف مجہورہ کی اس خاصیت میں حروف مدہ "نون" اور "میم" کے مشابہ ہو جاتی ہیں۔جب ہم مطلق طور پر "میم" پر تلفظ کریں، پھر تانتوں کی حرکت کو ساکن کریں تو آواز ناقابل سماعت بن جاتی ہے۔"نون" میں بھی ایسا ہی ہے۔

"لام" اور "راء" کی تلفظ کے دوران جب تانتوں کی حرکت موقوف ہو جائے، تو حروف مدہ کی آواز میم اور نون کی تلفظ کی طرح ناقابل سماعت آواز بن جاتی ہے۔اسی طرح "لام" اور "راء" حروف مہموسہ کی نظیر نہیں ہے۔ان کا حال اس معاملہ میں "نون" اور "میم" کی طرح ہے۔ان چاروں حرفوں کو ان آوازوں کی سبب حروف مائعہ (الاصوات المائعہ) کہا جاتا ہے۔ (محمد علی الخولی، معجم فی اللغۃ/صفحہ 128)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فصلِ ثالث

ماہرین علم الاصوات آوازیں پیدا کرنے کے عمل میں اس تنوع کے باوجود ان کے درمیان متعدد پہلوؤں میں مماثلت کی بنیاد پر انہیں گروپوں میں درجہ بندی کرنے کے خواہاں ہیں، تاکہ ان کے مطالعے میں آسانی ہو۔ ان شاء اللہ آئندہ فصل میں اس کی وضاحت کی جائے گی۔

اصوات لغویہ (لسانی آوازوں) کی درجہ بندی:

چونکہ آلہ النطق کے ذریعے پیدا ہونے والی انسانی آوازیں تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ لہٰذا ان کے مطالعہ میں ان کو مخصوص بنیادوں کے مطابق گروہوں میں تقسیم کرنے کا سہارا لیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کے مطالعے کو آسان بنایا جاسکے، اور ان کی صوتیاتی خصوصیات کا تعین کیا جاسکے۔

عربی آوازوں کے ورثے میں آوازوں کی درجہ بندی میں مشہور آوازیں وہ ہیں، جن کی درجہ بندی میں آلہ نطق میں اور آواز کی اپنی مخرج میں بننے کی کیفیت کا مستند ہونا صفات سے پہچانا جاتا ہے۔

عصری صوتیاتی مطالعات میں آوازوں کی درجہ بندی کی دیگر شکلوں کا خیال رکھا گیا، اور قدیم عربی صوتی ورثے میں ان کا حوالہ دیا گیا ہے۔ لیکن انہیں اس نظریاتی ڈھانچہ میں پیش نہیں کیا گیا، جس میں اب پیش کیا جاتا ہے۔

آوازوں کی جامد اور غیر جامد میں درجہ بندی:

ماہرین لسانیات نے ملاحظہ کیا ہے کہ زبان کی آوازوں کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، جس کی بنیاد پر آواز کو پیدا کرتے وقت آلہ النطق کی انفتاح کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے۔ انہوں نے یہ ملاحظہ کیا ہے کہ آوازوں کا مجموعہ ان کے نتائج کے دوران

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حادث نہیں ہوتی۔ مگر سانس کی نالی کے محدود طور پر معترض ہونے کی وجہ سے ،اور صوتی تانتوں کی حرکت کے ساتھ معمولی سی تنگی کے علاوہ کوئی اس کا ساتھ نہیں دیتا۔

پس آوازوں کا مجموعہ ان کے نتائج کے دوران سانس کی نالی میں محدود طور پر معترض ہونے کے بغیر حادث نہیں ہوتا۔اور معمولی تنگی (صوتی تانتوں کی حرکت کے ساتھ) کے علاوہ کچھ اس کے ساتھ نہیں ہوتا۔ ہوا حلق اور منہ کی خلا سے گزرتی ہے، جس کے نتیجے میں آواز کے اخراج میں قابل سماعت رگڑ پیدا نہیں ہوتی۔اور اس وقت آواز کا انحصار اس کی سنائی دینے کی طاقت پر ہوتا ہے، جو تانتوں کے حرکت کرنے سے صادر ہوتا ہے۔ یہ صنف ان آوازوں کی طرح ہے جن کو علم عربی و تجوید کے علماء نے حروف مدہ سے مسمّٰی کیا ہے۔اور وہ الف ساکن ماقبل مفتوح، واؤ ساکن ماقبل مضموم اور یاء ساکن ماقبل مکسور ہے۔ اور یہ تینوں حرکات (فتحہ، ضمہ اور کسرہ) حروف مدہ کی طرح ہیں۔ کیونکہ یہ ان کے بعض (حصے) میں سے ہیں۔ یہ تمام آوازیں مجہورہ ہیں۔ اگر ان میں جہر نہ ہوتی، تو یہ صرف سانس لیتے وقت (ان کے مخارج کی وسعت کی سبب) ناقابل سماع بن جاتے۔

اس صنف کے مقابلے میں دیگر آوازوں کا مجموعہ بھی ہے۔ان کی تلفظ کے دوران سانس کی نالی یا تو مکمل طور پر بند ہو جاتی ہے، یا اس کے اخراج میں نمایاں تنگی واقع ہو جاتی ہے، جس سے رگڑ پیدا ہوتی ہے۔ جس کی شدت، تنگی یا بندش کی کمی بیشی کے مطابق مختلف ہوتی ہے۔ جب صوتی تانتیں دوران تلفظ ان آوازوں کی تعداد کے مطابق حرکت کرتی ہیں، تو یہ مجہورہ ہوتی ہیں۔ اگر یہ تانتیں دیگر آوازوں کی تعداد کے مطابق ایک دوسرے سے بعید ہو جاتے ہیں، تو مہموسہ ہوتی ہیں۔ یہ مجموعہ حروف مدہ اور حرکات کے علاوہ دیگر اصواتِ لغویہ کی ہے۔ (محمود السعران، علم اللغۃ صفحہ 124، کمال بشر، علم الاصوات صفحہ 149)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان دو قسم کی آوازوں کے لئے جدید صوتیات کے ماہرین نے متعدد اصطلاحات استعمال کیں ہیں، جن میں سے چند مشہور یہ ہیں۔

نوع اول کے لئے (1) مصطلح الصائتہ اور (2) مصطلح المصوتہ (Vowels)

اور نوع ثانی کے لئے۔ مصطلح الصامتہ (constent)

ہم اصطلاح استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں یعنی (سخت، موضوعی، ٹھوس اور حل پذیر) اس لئے کہ یہ ان اصطلاحات میں سے ہیں جن کو چند علمائے تجوید نے مخترع کیا ہے۔ اور ان میں سے اکثر استعمال کرتے ہیں۔ ان کی لغوی دلالت ان کی غیر اصطلاحی معنی کے زیادہ قریب ہے۔

احمد بن عمر الاندرابی (متوفی 475ھ) نے فرمایا ہے کہ حروف الذائبہ (تحلیل شدہ حروف) تین ہیں۔ یاء ماقبل مکسور، واؤ ماقبل مضموم اور الف ماقبل مفتوح۔ اور یہ حروف، حروف مدہ اور لین بھی کہلاتے ہیں۔ ان کو یہ نام اس لئے دئے گئے ہیں کیونکہ یہ تحلیل شدہ، نرم اور لمبے حروف ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر حروف جامد ہیں۔ کیونکہ وہ نہ نرم ہیں، نہ تحلیل شدہ اور لمبے۔ (الایضاح، صفحہ 318)

الاندرابی پہلا شخص نہیں تھا جس نے ان دونوں اصطلاحات کو علمائے تجوید کے درمیان استعمال کیا جیسا کہ اس سے پہلے کئی علماء نے ان کا استعمال کیا ہے۔ لیکن الاندرابی نے سب سے پہلے ان اصطلاحات کی تعریف یا تفسیر بیان کی ہے۔

(الدراسات الصوتیہ عند علماء التجوید صفحہ 138)

علمائے عربی و تجوید نے محسوس کیا کہ حرکات حروف مدہ کے جنس میں سے ہیں۔ سید شریف جرجانیؒ (متوفی 816ھ) نے اپنے قول میں اس کی تصریح کی ہے۔ آپؒ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''الذائبہ'' کی بجائے ''المصوتة'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ حرکات مصوتات میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے حروف مصوتہ دو حصوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔

(1) مقصورۃ، جو حرکات ہیں (2) ممدودہ، جو حروف ہیں۔ (شرح الموافق، صفحہ 275)

علامہ سیوطیؒ (متوفی 911ھ) نے اس کی تاکید کی ہے کہ یہ حرکات اور حروف مدہ کے مابین تعلق سے سمجھ میں آتی ہے۔ بے شک حرکات اور حروف آوازیں ہیں۔ نحاۃ کی رائے کے مطابق جب ایک آواز دوسری آواز سے بڑی (قوی) ہو، تو وہ اس بڑی آواز کو حرف اور کمزور (ضعیف) آواز کو حرکت کہتے ہیں۔ اگرچہ دونوں درحقیقت ایک چیز کیوں نہ ہو۔

(الاشباہ والنظائر: 177/1)

آوازوں کی اصول و فروع میں درجہ بندی:

ماہرین اصواتِ لغویہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کئی آوازیں ایسی ہیں کہ ان کی تلفظ ادائیگی میں ممنوع ہوتی ہے۔ بعض سیاقاتِ کلامیہ میں جدید صوتی صفات عمل میں آتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ اس کو دیکھا جائے گا کہ یہ ایک آواز ہے۔ اور یہ ایک کتابی علامت کے طور پر لکھی جاتی ہے۔ اسی بناء پر ماہرین علم تجوید نے آواز کو دو حصوں (اصول و فروع) میں تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم اس فکر پر قائم ہے کہ کچھ آوازیں لفظ کے معنی کو بدلنے کے لئے اس کی کچھ خصوصیات کو تبدیل کرنے کا باعث بنتی ہیں، اور کچھ نہیں بنتی۔ پس یہ تبدیلی ایک سیاقی تنوع بن جاتی ہے، جو کلمہ کے معنی پر اثرانداز نہیں ہوتی۔ پس اگر کسی نے لفظ "سلطان" کو "سین کی بجائے صاد سے "صلطان پڑھا تو سامع یہ تغیر سیاقی تغیر سمجھے گا، جس سے لفظ کے معنی نہیں بدلتے۔ جبکہ اگر وہ "سار" اور "صار" سنتا ہے تو اس کی سوچ اسے لفظ کے نئے معنی کی طرف لے جائے گی۔ اگرچہ ان کے درمیان صوتی فرق وہی ہے جو سلطان اور صلطان کے درمیان ہے۔ یہ رجحان عرف سے زیادہ لسانی رواج کے تابع ہے۔ (کمال بشر، علم الاصوات: 495)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فونم تھیوری(Phoneme Theory):

فونم تھیوری کیا ہے؟: آواز کے مطلق قوانین کی طرح لسانی اوازوں کے درمیان فرق کو ایک صوتی نظریہ کے ذریعے ظاہر کیا جاتا ہے جس کو فونم تھیوری کہا جاتا ہے۔اس تھیوری کے بارے میں صوتی ماہرین کے مختلف آراء ہیں جو یہ ہیں:

01)فونم انگریزی زبان سے معرب ہے۔اس سے مراد وہ صوتی اکائی ہے، جس کے ذریعے معانی میں فرق کرنا ممکن ہے۔

(محمد علی الخولی۔ معجم علم اللغۃ النظری/209، کمال بشر، علم الاصوات صفحہ 482)

(2)یہ انگریزی لفظ "الوفون"(Allophone) سے معرب ہے، جس کا جمع فونیم ہے۔

(معجم اللغۃ النظری صفحہ 11)

(3)ڈاکٹر احمد مختار عمر مرقوم ہیں: لسانیات کے کسی نظریے کے بارے میں اکثر اختلاف نہیں ہے، لیکن فونیم تھیوری کے بارے میں اختلاف ہے۔(دراسۃ الصوت اللغوی،139)

تجوید کے طالب علم کو اس نظریہ کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اس کی کچھ بنیادیں آوازوں کو ماخذ اور شاخوں میں درجہ بندی کرنے اور پڑھنے کے کچھ صوتیاتی احکام کو سمجھنے میں کارآمد ثابت ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ فونیم تھیوری جو بھی ہو، مگر تشریح اور تلفظ کے مختلف طریقوں اور آوازوں کے مختلف افعال کے مشاہدے سے ابھری ہے۔

(دراسۃ الصوت اللغوی،144)

علامہ سیبویہؒ (متوفی 180ھ) کو ان بعض بنیادی باتوں کا علم تھا، جن پر یہ نظریہ قائم ہوا تھا۔ جب آپ نے آوازوں کو ماخذ (اصول) اور شاخوں (فروع) میں تقسیم کیا تھا، آپ کی پیروی عربی علماء اور ماہرین علم تجوید نے کی ہے۔

عربی حروف دراصل انتیس (29) ہیں، اور اپنے فروع کے ساتھ پینتیس (35) بنتی ہیں۔ جن کا اصل انتیس (29) ہی ہے۔ یہ اکثر حروف ہیں جنہیں اخذ کیا جاتا ہے۔ اور یہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی قراءت اور عربی اشعار میں مستحسن ہیں۔اس کے علاوہ دیگر حروف جو بیالیس (42)ہیں، وہ غیر مستحسن ہیں۔ یہ اکثر عربی لغت میں قابل قبول نہیں ہیں۔اور یہ قرآن کریم کی قراءت اور عربی اشعار میں غیر مستحسن ہیں۔

(الموضح، لعبدالوہاب القرطبی، صفحہ 81، الکتاب صفحہ 431/4)

ہمارے لئے آوازوں کی اصول وفروع کے مابین تقسیم کی تطبیق کے لئے یہ مثال کافی ہے۔وہ "نون اصلی" کی آواز اور اس کے فرع کی اقسام ہیں۔اس کے علاوہ دیگر مثالیں بھی صوتی احکام کے دراسات کے لئے کافی ہیں۔

"نون" عربی آوازوں میں سے ایک ہے، اور اس کی ایک تحریری علامت ہے۔ لیکن اس کی تلفظ کی متعدد شکلیں ہیں۔جب مختلف تلفظ کے سیاق وسباق میں واقع "نون" کی آواز کی صوتیاتی خصوصیات کا تجزیہ کیا جائے، تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مختلف قسم کی آواز والے "نون" واقع ہیں۔لیکن جب ہم ان کو دیکھتے ہیں، تو وہی "نون" ہوتا ہے۔مثلاً:

يَنْهَوْنَ عَنْهُ	(الانعام:26)	میں نون لثویہ انفیہ
اَنْفُسَكُمْ	(البقرة:44)	میں نون اسنائیہ، شفویہ، انفیہ
مَنْثُوْرًا	(الفرقان:23)	میں نون اسنائیہ، انفیہ
مَنْشُوْرًا	(الاسراء:13)	میں نون غاریہ، انفیہ
مِنْكُمْ	(البقرة:25)	میں نون طبقیہ، انفیہ
مُنْقَلِبُوْنَ	(الاعراف:125)	میں نون لہویہ، انفیہ

مندرجہ بالا آوازیں "صفة الانفیہ" میں مشترک اور تنفس کے معترض ہونے کی مقام یا مخرج میں مختلف ہیں۔ لیکن ہم ان تمام کو دیکھتے ہیں کہ یہ "نون" ہی کی آوازیں ہیں۔ہم اسے ایک ہی علامت کے طور پر حروف ہجاء میں لکھتے ہیں، اور ان کے درمیان فرق کو نظر انداز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے ہیں۔ جبکہ ہمیں ناک کی ایک اور آواز ملتی ہے جسے عربی حروف تہجی نے الگ علامت کے ساتھ ممتاز کیا ہے۔ جو حرف "میم" ہے۔ اس وقت اس "میم" اور "نون" کے درمیان فرق لفظ "غنہ" میں آواز کی قربت کی وجہ سے (منذر) یا (منکم) میں اور "غنہ" میں "نون" کی آواز کے مابین فرق کچھ زیادہ نہیں ہے۔ یہ اس بات کی طرف راجع ہے کہ عرف لغوی میں "میم" کو معنی کے تغیر کے لئے قدرت دی گئی ہے۔ جب یہ "نون" کی جگہ پر آ جائے۔ جیسا کہ "مَالَ" اور "نَالَ" کی مثال میں ہے۔ جبکہ یہ فروعی "نون" معنی کی تبدیلی میں کوئی کردار ادا نہیں کرتے۔ بے شک یہ "نونِ اصلی" کی آواز (سیاق وسباق) کے تنوعات ہیں۔ (علم الاصوات، لکمال بشر، صفحہ 481، المدخل صفحہ 69)

مخارج اور صفات کے مطابق آواز کی درجہ بندی:

آواز کی تمام خصائص اور اس کے مکونات کی وضاحت کے لئے اس کی صرف جامد اور غیر جامد یا اصول وفروع میں درجہ بندی کافی نہیں ہے۔ بلکہ لغت اور تجوید کے متعلمین کو اصواتِ لغویہ کی تخصیص اور تدقیق کی درجہ بندی کی زیادہ ضرورت ہے۔ اسی وجہ سے ماہرین علم الاصوات نے آواز اور اس کی خصوصیات کی تعین کرنے کے لئے عملی تلفظ (مشق) پر توجہ دی ہے۔ جو آوازوں کے مخارج اور ان کی صفات سے تعبیر ہے۔ ابو عمر الدانی (متوفی 444ھ) تحریر کرتے ہیں۔ "جان لو کہ تجوید کا محور اور تحقیق کا ملکہ مخارج الحروف اور ان صفات کی تعین ہے، جن کے ذریعے وہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں، اگرچہ ان کا مخرج ایک ہی کیوں نہ ہو" (التحدید صفحہ 102)

مخارج کیا ہیں؟:

مخارج مخرج کی جمع ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں آلہ نطق سانس کی نالی میں معترض ہو جاتی ہے، تو یہ اس کے چلنے کے راستے میں برابر ہوتی ہے۔ سانس کی نالی کے مکمل طور پر بند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے کے بعد کھل جانے یا تنگ ہونے کے نتیجے میں اعضائے آلہ نطق میں سے دو اعضاء ایک دوسرے کے قریب ہو جاتی ہیں۔ ماہرین علم تجوید نے ان بند یا تنگ مواضع کو مخرج الصوت کا نام دیا ہے۔

صفات کیا ہیں؟

صفات صفت کی جمع ہے۔ یہ ان اوضاع (بناوٹوں) کی طرف اشارہ کرتی ہے، جو آلہ نطق کے اعضاء آواز کے نتیجے میں بناتے ہیں۔ ان اوضاع (بناوٹوں) کے دوران آواز کی عمدگی متحدد بن جاتی ہے، اور یہ مخرج میں معترض ہونے کی قسم اور اس کے درجے سے اور دورانِ نطق صوتی تانتوں سے آواز نکالنے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کے علاوہ دیگر بناوٹیں بھی ہیں جو آواز کے نطق کے ساتھ ہوتی ہیں۔

عربی آوازوں کے تلفظ (مخارج) اور ان کی خصوصیات (صفات) کے مطالعہ کرنے میں علمائے عربی اور ماہرین قراءت و تجوید بالخصوص خلیل احمد بن احمد الفراہیدیؒ اور علامہ سیبویہؒ کے زمانے سے لے کر علامہ جزریؒ تک، اور ان کے بعد ماہرین علم تجوید نے بڑی کوششیں کیں ہیں۔ دورِ حاضر کے علمائے علم الاصوات و اللغۃ نے ان دو موضوعات کا اہتمام کیا ہے۔ کیونکہ یہ علم الاصواتِ النطقی کے اہم موضوعات ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

ذیل میں قراء و مجودین کے لئے چند مفید طبی نسخے تحریر کئے جاتے ہیں۔

(1) نسخہ برائے درد گلو و ورم حلق: یہ نسخہ گلے کی درد اور ورم کے لئے نہایت مفید ہے۔ کتیرا، نشاستہ، صمغ عربی، رُبّ السوس، مغز تخم خیارین۔ ہر ایک ایک تولہ کھوٹ چھان کر کے ست پودینہ دو ماشہ ملا کر چھوٹے چھوٹے قرص بنائیں۔ منہ میں رکھ کر ان کا رس چوستے رہیں۔ ان شاء اللہ افاقہ آجائے گی۔

(2) نسخہ برائے استرخاء اللہاۃ: یہ نسخہ بڑھے ہوئے اور لڑھکتے لہات کے لئے آزمودہ ہے: مازو سبز، کزمازج، برگ ونیخ جھاؤ، گرد سماق۔ ہر ایک دو تولہ۔ پوست انار، اقاقیا، پھٹکڑی بریاں، گل سرخ، گلنار ہر ایک ایک تولہ۔ نمک لاہوری، نوشادر، ماسیراں چینی، رسوت مکی، مرمکی۔ ہر ایک چھ (6) ماشہ۔ تمام اجزاء کو کھوٹ چھان کر محفوظ کر لیں۔ ضرورت ہونے پر حلق اور لہاۃ کی جڑ پر چھڑکیں۔ ان شاء اللہ فائدہ ہو جائے گی۔

(3) نسخہ برائے ورم لوز تین: لوز تین کی ورم اور درد کے لئے اس نسخے کا استعمال بے حد موثر ہے: کشتہ مرجان ایک رتی، کشتہ خبث الحدید ایک رتی، اطریفل اسطوخودوس میں ملا کر صبح و شام نہار منہ کھائیں۔

(4) آواز کو صاف کرنے (حب بحۃ الصوت) کے لئے: آواز کی صفائی اور حسن کے لئے یہ نسخہ ہر مشاق قاری کے لئے نہایت مفید ہے: مغز بادام شیرین، تخم کتاں بریاں، مغز چلغوزہ، بیخ سوسن۔ ہر ایک آٹھ (8) ماشہ، کتیرا، صمغ عربی ہر ایک چار (4) ماشہ، رُب السوس دو (2) ماشہ نبات سفید سولہ (16) ماشہ شہد خالص آٹھ (8) ماشہ۔ تمام اجزاء کو کھوٹ چھان کر نبات سفید اور شہد ملا کر قدرے عرقِ بادیان شامل کر کے بقدر نخود گولیاں بنائیں۔ بوقت ضرورت منہ میں رکھ کر چوستے رہیں۔ ان شاء اللہ آواز بالکل صاف ہو جائے گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(5) گلے کی خراش اور آواز کی صفائی کے لئے: جب گلے میں خراش (نزلہ وزکام) ہو تو شربت توت سیاہ صبح، دوپہر اور شام دو دو چمچ دیا قوزہ چھ (6) ماشہ کے ہمراہ چٹائیں۔

(۶) نسخہ چنداشیا (چنڑیش): ہر قسم کھانسی، نزلہ وزکام، گلے کی خراش اور موسمی ودائمی الرجی کے لئے صدیوں کا آزمودہ نسخہ ہے۔ (ضرورت مند حضرات آرڈر دے کر طلب کر سکتے ہیں)

ماخوذ از بیاض کبیر: حکیم محمد کبیر الدین اور جامع الحکمت از حکیم محمد حسن قرشی۔

○ ● ○ ●

اس کتابچے سے متعلق چند اہم اور مفید اَشکال

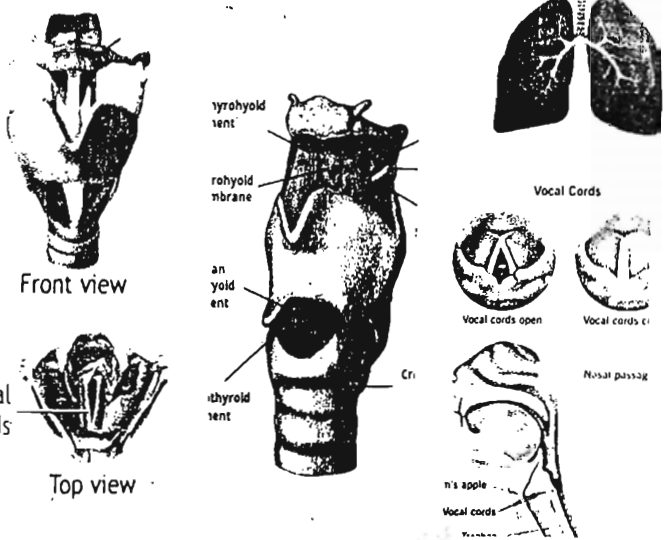

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

Columbia Doctors

Laryngitis Video & Ima...

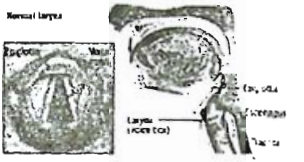

Harvard Health

Vocal Cord Disorders - ...

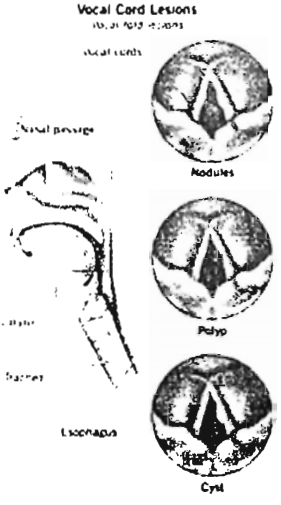

Cleveland Clinic

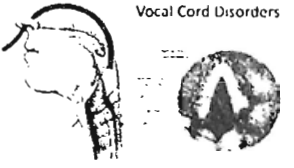

Fort Worth ENT

Vocal-Cord-Disorders -...

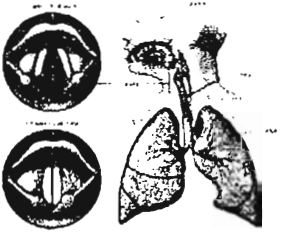

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مراجع و مصادر

- الاشباہ والنظائر، علامہ عبدالرحمن السیوطی
- اصوات اللغویہ، ابراہیم انیس
- اصوات اللغۃ، عبدالرحمٰن ایوب
- الایضاح، احمد بن عمر الاندرابی
- بیاض کبیر، حکیم کبیر الدین
- التحدید فی الاتقان والتجوید، عثمان بن سعید الدانی
- جامع الحکمت، حکیم محمد حسن قرشی
- دراسۃ الصوت اللغوی، احمد مختار عمر
- الدراسات الصوتیۃ عند علماء التجوید،
- الرعایۃ، ابن طالب قیس مکی
- شرح شافیہ، رضی الدین الاسترابازی
- علم الاصوات، کمال بشر
- علم اللغۃ، محمود السعرانی
- الکتاب، سیبویہ
- لسان العرب، علامہ ابن منظور
- المصطلح الصوتی، عبدالقادر خلیل
- معجم اللغۃ النظری
- معجم فی اللغۃ، محمد علی الخولی
- الموضح، الشیرازی
- الموضح، عبدالوہاب القرطبی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

ادارے کی دیگر تالیفات

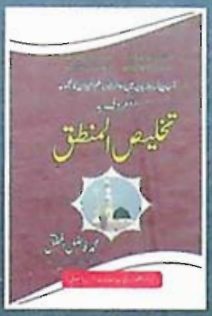

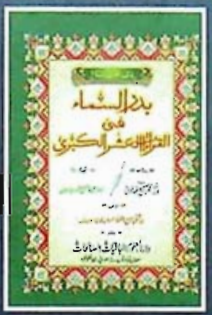

ناشر

دار العلوم الباقیات الصالحات سلطان آباد ادینہ صوابی

اسٹاکسٹ

الهادي للنشر والتوزيع

۳۸- غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
فون: 042 37361473 موبائل: 0300-6609226
ای میل: alhaadi.ppp@gmail.com